نجم الہدیٰ

مطبوعہ

مرزا فدا حسین مالک و مہتمم مطبع دبدبہ حیدری واقع کٹرہ حاجی حسن آگرہ

فمن تبع هدای فلا یضل ولا یشقی

الحمد للہ والمنۃ کہ این رسالۂ حیرت فزا و آئینۂ حق نما بجواب کتاب اسرار الهدیٰ اعنی

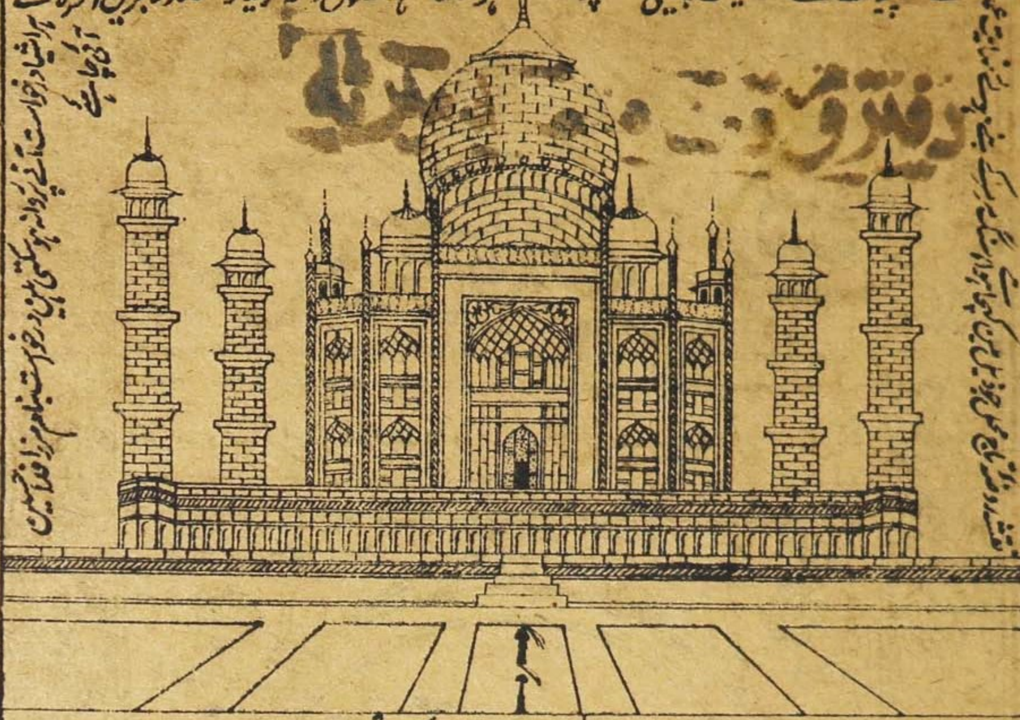
نجم الهدیٰ

مؤلفہ اسوۃ المتکلمین مولوی سید نجم الدین حسین صاحب جایسی باہتمام مرزا نثار حسین

در مطبع دبدبۂ حیدری اکبرآباد طبع شد

قیمت مع محصولڈاک عہ

عنہ روپیہ سے فی ۃ تک قیمت پیشگی آنے پر روانہ ہو سکتا ہے محصول ذمہ خریدار۔ علاوہ برین آگرہ کے



بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَاَخِیْہِ وَوَصِیِّہٖ وَخَلِیْفَتِہٖ بِلَا فَصْلٍ وَاٰلِہِ الطَّاہِرِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ بندہ اثم کونین سید نجم الدین حسین ابن المرحوم سیّد سجّاد علی نقوی متوطن قصبہ جائیس ضلع رائے بریلی اودہ خدمت مین مومنین جنکو اللہ جلّ و علی نے اپنی کتاب فیض انتساب مین ایمان والو فرما کر خطاب کیا ہی اور جو حق و ناحق مین تمیز کرنے والے اور کھوٹا کھرا پرکھنے والے ہین عرض کرتا ہی - فی زمانہ ایک مختصر رسالہ مسمّی بہ اسرار الہدیٰ جس کے مصنّف و مولّف سیّد جوہر علی ولد لاسعلوم ساکن قصبہ مچھلی شہر ظاہر کرگئے ہین طبع ہوکر شائع ہوا ہی اتفاقاً مین نے بھی اس رسالہ کو دیکھا اس مین عجب طرح کے مضامین اور مطالب آیات و حدیث کے انوکھے یعنی اچھوتے مقاصد درج ہین جنسے معلوم ہوتا ہی کہ بیشک یہہ اسرار نہانی مصنّف ہی کے سینۂ پرکینہ مین مخزون و مکتوم رہنے کے قابل تھے جنکو اب تیرہ سو ۱۳۰۰

برس بعد ظاہر کرنے کی ضرورت سمجھی گئی ۔ مگر جہانگیر خان شکوہ آبادی کا بھی تصرف پایا جاتا ہی جس کا خود مصنف کو اقرار ہے کہ یہہ کار خیر اُن کی معاونت سے انجام کو پہونچا خیر کوئی معاون ہو ہم تو جوہری کی تصنیف سمجھین گے اور وہی ہمارے مخاطب ہونگے۔

میان جوہر صاحب برانہ مانیئے سید اور علیؑ کا لفظ آپ کے نام سے علحدہ کیا گیا ہے یہہ کچھ بیجا نہین ہے پہلا قول مشہور یہہ ہے کہ سید سنی نباشد اور آپ شیعہ سے سنی ہو گئے تو سید ہی کجا ۔ دوسرے شیعون کو آپ نے جہانتک زبان نے یاری دی لعن وطعن ناسزا نالایق الفاظ سے یاد کیا ہے پس اگر یہہ قیاس صحیح ہی تو آپ کے والد ماجد یا مولیٰ بتصرف ادائے شیعہ ہونگے۔

حدیث صحیح بقبولۂ اہل سنت مین وارد ہے ۔ جس نے اپنے مان باپ کو ناسزا کہا گالیان دین اُس پر خدا کی لعنت ہی ۔ پس آپ نے شیعون مین اپنے مان باپ یا آقا کو مستثنےٰ نہین کیا اور عموماً سب کو مورد لعن وطعن کیا جن مین آپ کے باپ بھی ہین تو ضرور آپ اُس تحفہ کے مستحق ہوئے جو حدیث کے آخر فقرہ مین ہے اور کیا عجب باپ نے بوجہ نااہل ہونے کے آپ کو عاق بھی کر دیا ہو اسی لئے آپ نے اس رسالہ مین اُن کو باپ نہین لکھا ۔ خیر باپ نے تو یہہ سمجھا کہ جسطرح حضرت نوحؑ کا لڑکا نااہل ہو کر گمراہ ہوا اُسی طرح ہمارا اُوت کپوت کہین کا نرہا ۔

اور آپ نے محمدؐ ابن ابی بکر کا طریقہ اختیار کیا کہ وہ اپنے باپ کو بُرا سمجھتے تھے اپنی بیزاری اُن سے ظاہر کرتے تھے حضرت ابوبکر نے اُن کو اگرچہ چھوڑ دیا مگر حضرت علیؑ نے اپنا بیٹا کر لیا خلیفہ صاحب اور خلیفہ زادہ کی عزت رکھہ لی کہ ان کو کوئی بے باپ کا نہ کہے مگر معلوم نہین آپ نے بھی کسی کو تجویز کیا ہے یا ابھی تک ولدیت پردۂ اختفا مین ہی علاوہ اس کے

کہ آپ نے دل کھول کر شیعونکو ناسزا اور بُرا کہا ہی حضرت علیؑ کو بھی تو نہین چھوڑا اور لفاظی و لسّانی سے جو دل مین تھا زبان پر آیا اور لکھ مارا مثل اسنیت کو خاک مین ملانے والی طبع خلافت مین اپنے بھائیون کے دشمن کفر سے توبہ کرنے والے کم ہمت بے جرات وغیرہ وغیرہ نقل کفر کفر نباشد۔ بھلا آپ سے کوئی پوچھے کہ خلافت بلافصل مین آپ حضرت علیؑ و ابوبکر کے حکم بنے ہین یا حضرت علیؑ کے دشمن جانی اور ابوبکر کے دوست روحانی مناظرہ کا یہ داب نہین ہے نہ یہ طریقہ جو آپ نے اختیار کیا ہے۔ آپ نے جو حضرت علیؑ کو سخت اور سست کہا ہے یہہ دو باتون سے خالی نہین اوّل آپ ناصبیون کے فرقے مین شامل ہوگئے ہین مگر کسی وجہ خاص سے سنّت جماعت کا باریک برقع اپنے چہرہ پر ڈال رکھا ہی۔ مخبر صادق عالم علم لدنی علیؑ ابن ابیطالب صلواۃ اللہ علیہ کے ارشاد لاخیر فی عبدہی کو سنکر آپ کو عداوت پیدا ہوئی الحمد للہ کہ کلام امام برحق کی صداقت ہوگئی بالطبع حطام دنیا دی کسی امیر یا رئیس معاویہ شاہی سے ایسے ناسزا و ناروا الفاظ کہنے مین کچھ انعام و جاگیر کے طالب ہین کیونکہ معاویہ شاہی بھی تو خود حضرت علیؑ کو برا کہتا اور اپنے اعیان و انصار کو بُرا کہنے کی ترغیب و تحریص کرتا تھا اور اس کے صلہ مین انعام و جاگیرین دیتا پس کیا عجب کہ اسی کی اولاد و احفاد مین کسی نے آپ سے فرمائش کی ہو مگر کیا خوب ہوتا کہ آپ اُس زمانہ مین پیدا ہوئے ہوتے اور یہہ تصنیف کرتے جو اس کام کے لئے خاص تھا تو بہت کچھ آپ کو کامیابی ہوتی مگر خیر اب بھی کچھ مل ہی رہے گا اگر کوئی امیر معاویہ شاہی ہے مال دنیا سے منتفع کرے گا تو شیعہ لوگ بھی آپ کو ایک بہت بڑے انعام سے محروم نہ رکھینگے جو آپ کو غالباً معلوم بھی ہوگا۔

اللہ اکبر ان افعال و اقوال کے بعد بھی آپ کو سیّد جوہر علیؑ کھلانے کا شوق

ہی - حضرت اب تو آپ علیؑ کو چھوڑیئے اور سیّد کا نام نہ لیجیے کیونکہ علیؑ کے جوہر آپ کیون ہونے لگے جبکہ اُن کے جوہرون کو آپ داغ بدنما لگانے والے اور زنگ آلودہ کرنے والے ٹھہرے تو اُن سے اور آپ سے کیا واسطہ ہان جناب آپ نے روغنِ قاز ملکر خواہ مخواہ جوہر دار کردیا ہے اُن کے جوہر کہلائیے - پس جوہر عمرؓ و بکرؓ زیدؓ خالدؓ جو زیادہ مرغوب ہو اپنا نام رکھیئے مگر شاید جوہر بکری آپ پسند کرینگے کیونکہ اُنھین پر آپ فریفتہ و دل دادہ ہین اور سچ پوچھیئے تو آپ کو خود ہی علیؑ کے ساتھ جوہر ملانا خوش نہ معلوم ہوتا ہوگا - رہا سیّد ہونا دو علّت سے خالی نہین یا فاطمیؓ یا علوی سو آپ نے علیؑ کو لایق خلافت ہی نہ سمجھا نہ کسی کام کا امور دین مین اُن سے کوئی کام ہوا ہی نہین بلکہ ہمیشہ بقول آپ کے اسلامیت کو خاک مین ملانے والے ٹھہرے - اور صدیق اکبرؓ و فاروق اعظمؓ و یعسوب الدین یعنی ابوبکرؓ نے دین جاری کیا اور رسالتِ محمدیؐ کی آبرو رکھلی - پھر ایسے آدمی کو کیون آپ اپنا جد بنا وین اُن کو نہ قبول کرین جو یعسوب الدین تھے پس اِن کو چھوڑیئے اُن کو اپنے اجداد مین مضبوط پکڑیئے چلیئے قصہ تمام ہوا -

میان جوہر صاحب شیعہ سے سنّی ہوگئے ہین کوئی شخص خلافت کی بابتہ اُنسے سوال کرتا ہے اور وہ جواب دیتے ہین جسے آپ نے رسالہ اسرار الہدیٰ کے نام سے موسوم کیا ہے -

عذر ہم نے اِس رسالہ مین حدیث کا ترجمہ اُردو جو اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہی بجنسہ بلا تغیر و تبدل الفاظ درج کیا ہی جسے شبہہ ہو کتابون مین دیکھ لے اور عربی عبارت کو چھوڑ دیا ہے فی زمانہ عوام کو اُردو ہی سے زیادہ مناسبت ہی اور سیدھی باتین پسند کرتے ہین عربی کا رواج بہت ہی کم ہوگیا ہے - نہ کوئی عربی پڑہتا ہے نہ سمجھتا ہی ہان

عالم اور اہل علم سو اُن کو جو ہر صاحب کی لیاقت علمی و قرآن و حدیث و تواریخ سے بے بہرہ ہونا ظاہر ہوگیا ہوگا وہ ایسی پوچ و لچر باتون پر کب خیال کرینگے مگر عوام جنکو علم نہین اور نہ حدیثون سے واقفیت وہ البتہ شاید دھوکے مین پڑجاوین لہذا اُنھین کے سمجھنے اور راہ راست پانے کے لئے یہہ جوابات لکھے گئے ہین۔ اور بہ مناسبت نام **نجم الہدیٰ** سے اِس رسالہ کو موسوم کیا ہی۔

سائل آپ سے پوچھتا ہے خلافت کے بارہ مین کون حدیث صحیح اور مفصل ہی یا نہین اگر ہی تو کونسی اور کہان ہی۔

آپ جواب مین فرماتے ہین ترجمہ **حدیث** بخاری اور مسلم مین ابوسعید سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ سب آدمیون سے مجھ پر بڑا احسان کرنے والا ساتھ دینے مین اور اپنے مال خرچ کرنے مین ابوبکر ہی۔ اگر مین اپنے رب کے سوائے کسی اور کو جانی دوست ٹھہراتا تو ابوبکر ہی کو جانی دوست کرتا لیکن اسلام کی برادری اور محبت ہمارے اُس کے درمیان ہی۔

ترجمہ حدیث مسجد کی طرف سے سب کے دروازے بند کردیئے جاوین مگر ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہے۔ مسجد کے صحن سے لگے لگے اصحاب کے دروازے تھے سو حضرت نے وفات کے قریب بند کروادیئے صرف ابوبکر کا دروازہ کُھلا رہا اِس حدیث سے ابوبکر کی سب اصحاب پر فضیلت ثابت ہوئی اور اِس مین صاف اشارہ کیا اُن کی خلافت کا بلفظہ۔

جواب بندہ عرض کرتا ہے (حدیث) ترمذی اور امام احمد حبشی بن جنادہ سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے فرمایا علیؑ مجھ سے ہین اور مین علیؑ سے کوئی میری

طرف سے (بند عہد) ادا نہ کرے مگر مین یا علیؑ ۲ حدیث ترمذی مین عبد اللہؓ ابن عمر
سے روایت ہی کہ رسولؐ خدا نے اپنے یارون مین ایک دوسرے سے بھائی چارہ
کرایا پھر علیؑ آئے اُس حال مین کہ آپ کی آنکھون سے آنسو بہتے تھے کہنے لگی (رسولؐ
خدا) آپ نے اپنے یارون کا سب سے بھائی چارہ کرایا مجھ مین اور کسی مین دینی بھائی کی
نسبت نہ کرائی ۔ آنحضرت نے فرمایا ائی علیؑ تم دین و دنیا مین میرے بھائی اور یار ہو ۔
۳ حدیث ترمذی مین انس بن مالک سے روایت ہی کہ رسولؐ خدا کے پاس ایک بھنا ہوا
ہوا یا پکا ہوا پرند جانور تھا آپ نے فرمایا بارخدایا تیری مخلوق مین سے جو تجھے بہت
محبوب ہو اُسے میرے پاس لا کہ وہ میرے ساتھ اس پرند جانور کو کھائے پس آپ
کے پاس علیؑ آئے اور کھانا کھایا ۔
۴ ۔ ترمذی مین جابر ابن عبد اللہ سے روایت ہی کہ آنحضرت نے غزوہ طائف کے دن
حضرت علیؑ کو بلا کر کچھ سرگوشی کی (منافقون نے یا عوام صحابہ) نے کہا کہ بلا شبہ
حضرت نے اپنے چچا کے بیٹے سے بہت دیر تک کاناپھوسی کی ۔ آنحضرت نے فرمایا
مین نے اُن سے سرگوشی نہین کی بلکہ اللہ نے اُن سے سرگوشی کی ۔
۵ ۔ امام احمد حضرت ام سلمہ سے روایت کرتے ہین کہ اُنھون نے فرمایا قسم خدا کی رسولؐ
خدا کے آخر زمانہ مین آپ کے نزدیک سب لوگون سے زائد قریب علیؑ ابن ابی طالب تھے
جس روز مرض موت مین آپ بیمار ہوئے اور جس دن آپکا انتقال ہوا تو حضرت علیؑ کو بلا کر
بہت دیر تک اُن سے سرگوشی کی اور ایک عرصہ تک چپکے چپکے باتین کین پھر
اُسی دن آپ کا انتقال ہو گیا سو اس اعتبار سے حضرت علیؑ رسولؐ خدا کی آخر
زمانے مین سب سے زائد قریب تھے ۔ ۶ ۔ ترمذی مین ابو سعید خدری سے روایت ہے

کہ رسولؐ خدا نے علیؑ سے فرمایا اے علیؑ جسے جنابت پہونچے اور نہانے کی حاجت ہو
اُسے اس مسجد مین گزرنا جائز نہین بجز میرے اور تیرے ابن منذر نے ضرار ابن مرہ سے کہا
اس حدیث کے کیا معنی ہین ضرار نے جواب دیا کہ میرے اور تیرے سوا اور کسی کو حلال نہین کہ
مسجد کو راہ گزر بناوے اُس حالت مین کہ وہ جنابت رکھتا ہو ۷۔ بخاری و مسلم مین
سہیل ابن ساعدی سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا نے غزوۂ خیبر کے دن فرمایا مین کل
اِس جھنڈے کو جو سرداری کی علامت ہے ایک ایسے شخص کو دونگا جس کے ہاتھون
سے اللہ تعالیٰ قلعہ خیبر کو فتح کرے گا وہ خدا اور رسول خدا کو دوست رکھے گا اور اُسے خدا
اور رسولؐ دوست رکھے گا اور بہت مشہور و معروف مقبول فریقین یہہ قصّہ ہے کہ پہلے
دن ابوبکر نشان محمدی لیکر قلعہ فتح کرنے کو گئے مگر بے نیل مرام شکست کھاکر واپس آئے دوسرے
دن عمر اُسی نشان کو لیکر بڑے تزک و احتشام سے تشریف لے گئے مگر تقدیر کہ قلعہ فتح نہین ہوا
اور واپس آئے تب رسولؐ خدا نے تیسرے روز حضرت علیؑ کو نشان دیکر بھیجا۔ اُنھون نے
فتح پائی۔ امام احمد نے فضائل مین یہہ بھی لکھا ہے کہ اُس دن لوگون نے آسمان سے
تکبیر کی آواز سنی اور کسی کو یہہ کہتے سنا کہ ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہین اور علی کی برابر
کوئی جوانمرد نہین حسان ابن ثابت نے رسولؐ خدا سے شعر پڑھنے کی اجازت مانگی آپنے اُنہین
پروانگی دی اُنھون نے اُس وقت فرمایا جبریل ظاہر ہوکر پکارا بلند آواز سے جو پوشیدہ نہ
تھی اور مسلمان نبی مرسل کے گرداگرد کھڑے دیکھ رہے تھے کہ ذوالفقار کے برابر کوئی تلوار
نہین اور علیؑ کے مقابل اور کوئی جوان نہین ۸۔ مسلم و بخاری مین حضرت علیؑ کا دروازہ
جانب مسجد کھلا رہنا اور سب کا بند کر دیا جانا حدیث صحیح سے لکھا ہے۔ مگر اِس مین کوئی فضیلت
نہین جیسے جیسی ضرورت ہوئی آنحضرت نے حکم دیدیا۔ اب اہل بصیرت غور سے سنین

سرسری نگاہ سے دیکھیں کہ ان حدیثوں میں کیا لطف ہے اور وہ حدیث جوہری جس میں
خلافتِ ابوبکر کا ادعاہی کیا کہتے ہیں ۔ جز این نیست کہ ابوبکر احسان کرنے والا ساتھ رہنے والا
اپنا مال خرچ کرنے والا اگر رسولِ خدا کسی کو دوست بنانا چاہتے تو ابوبکر ہی کو بناتے
مگر نہیں بنایا ۔ لیکن حدیث نمبر ۲ مفضائل حضرت علی سے صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت
نے علیؑ کو دین و دنیا ہر دونوں میں اپنا بھائی اور یار بنا ہی لیا اور ابوبکر منہ دیکھتے ہی رہ گئے
وہ احسان اور ساتھ رہنا مال خرچ کرنا کچھ بھی کام نہ آیا پس اگر یہی حدیث دعوے
خلافت میں پیش کیجاتی ہے جیسا جوہری صاحب نے بہت ہی طمطراق سے اس حدیث
کے بھروسہ پر خلعت خلافت سے مخلع کرنا چاہا ہے تو اس کی یہہ اصل ہے رہا دروازہ جانب
مسجد کھلا رہنا اس کی بابت حضرت علیؑ کا بھی دروازہ جانب مسجد کھلا رکھا تھا جس کی
خود مسلم و بخاری گواہ ہیں تو خیر اس امر میں حضرت علیؑ اور ابوبکر شاید برابر نکلیں ۔ مگر حدیث نمبر ۶
میں درج ہے کہ بحالت جنابت سوائے رسولِ خدا و علیؑ مرتضیٰ کسی کو مجال داخل ہونے
مسجد نبوئی کی نہ تھی البتہ یہہ ایک خاص بات ہے کہ بجز نبیؐ و وصی کے جو دونون
معصوم جرائم صغیرہ و کبیرہ سے پاک تھے اُنھیں کو خانہ خدا میں حالت جنب میں بھی دخل کی اجازت
تھی کیونکہ یہہ حضرات ہر حالت میں پاک بلکہ پاکیزہ تر تھے نہ اور ارجاس و انجاس کہ اُن کا مسجد
نبوئی میں داخل ہونا بحالت طہارت بھی شک سے خالی نہیں ۔ مثل بنی اُمیہ جن کے حق
میں آنحضرت نے شجرۂ ملعونہ فرمایا ہے ۔ اور اسی واسطے تو آیہ کریمہ اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ الخ انھیں پنجتن
کے لئے مخصوص تھا یعنی محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ چنانچہ کتب اہل سنت صحیح ترمذی اور صحیح موطا
اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور مشکوٰۃ اور مسند حنبل وغیرہ اور خود حضرت عائشہ صدیقہ و حضرت ام
سلمہ ازواجِ نبیؐ سے صحیح اور مستند روایتیں موجود ہیں کہ یہہ آیہ شریفہ جب نازل ہوا تو آنحضرت نے

محمدؐ علیؑ فاطمہؑ حسنؑ حسینؑ کو اپنی عبا مین ایک جا کر کے خدا سے دعا کی کہ الٰہی یہہ میرے اہل بیت اور آل عبا ہین حضرت ام سلمہؓ نے خواہش کی کہ مین بھی نیچے عبا کے داخل ہون آنحضرت نے فرمایا نہین ۔ اب فرمایئے کیا عذر ہے اگر کہو ام سلمہؓ دوست اہل بیت ہین اُن کے فرمانے کا کیا اعتبار تو حضرت عائشہ کو تو سچّا اور صدیقہ جانوگے شیعہ بھی تو اس حدیث مین اُن کو صدیقہ کہتے ہین اور کیون نہ ہون ہماری مان ہین واجب التعظیم ۔ حدیث نمبر ۳ کی وقعت و فضیلت علیؑ مرتضیٰ تمام مخلوق پر ملاحظہ کیجیے رسولؐ خدا کی دعا اور خدا کا حضرت علیؑ کو اُن کے پاس بھیجنا اور شریک طعام ہونا حدیث نمبر ۵ آخر وقت سوت نبیؐ مین جو معاملہ پیش آیا حضرت اُمّ سلمہؓ چشم دید سانحہ بیان کر رہی ہین ۔

حدیث نمبر ۷ ۔ مین آنحضرت کا یہہ فرمانا کہ خدا اور رسولؐ اُسے دوست رکھتے ہین وہ خدا و رسولؐ کو دوست رکھتا ہے پس اس ارشاد نبوی سے تو آپ کے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب الدین جنھون نے رسالت کی آبرو رکھ لی نہ خدا ہی کے دوست ٹھہرے نہ رسولؐ کے نہ اِدھر کے نہ اُدھر کے ۔

حدیث نمبر ۴ سے خدا کا ساتھ علیؑ کے سرگوشی کرنا ثابت ہوا ۔ و ا حدیث نمبر ا واقعی ایک ہی سبحان اللہ محمدؐ اور علیؑ مین کوئی فرق ہی نہ رہا بجز نبوت و خلافت و امامت کے

شعر من تو شدم تو من شدی من تن شدم تو جان شدی تا کس نگوید بعد ازین من دیگرم تو دیگری

کہنا جوہر صاحب اب بھی آپ نبیؐ و وصی مین بُعد المشرقین فرمائینگے کچھ تو شرم چاہیے اسکا انصاف اور تمیز حق و باطل اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان پر چھوڑتے ہین وہ خود سمجھ لین بعد رسولؐ خدا خلافت کس کا حق تھا کس کی جانب خدا اور رسولؐ کا رجحان تھا اور کیا واقع ہوا ۔ خدا اور رسولؐ خدا نے تو سیدھی راہ صاف طور پر بتلا دی اب

انسان اگر باغوائے شیطانی ٹیڑہی راہ اختیار کرے تو وہ جانے اُس کا کام اُمّت محمّدی مرحومہ کہی گئی ہی اس لئے کہ دنیا مین اِس اُمت پر شل اور اُمّتون کے عذاب وعقاب نہین ہے ورنہ ان نافرمانیون کا مزا دنیا ہی مین چکہایا جاتا خیر قیامت قریب ہی مصرعہ ہم دور ہین نہ وہ قیامت بہت ہی دور ہے۔

دوسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے۔ حدیث بخاری مین جبیر ابن مطعم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ اگر تو مجھ کو نپاوے تو ابو بکر کے پاس آئیو یہہ حضرت نے اُس عورت سے کہا جس سے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس دوسری بار پھر آنا تب اُس نے کہا کہ بھلا بتلایئے تو کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن **ف** یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون حضرت نے فرمایا کہ ابی بکر کے پاس آنا جو مین کرتا ہون سو وہ کرے گا۔ علمانے کہا ہی کہ اِس حدیث مین صدیق اکبر کی خلافت کا صاف اشارہ ہی بلفظہ

یہہ حدیث عجب حواس باختہ ہی نہ مُبتدا نہ خبر نہ عبارت کا ربط۔

بات اتنی ہی کہ کوئی عورت سائل آئی ہوگی اُس وقت آنحضرت کو کچھ اشغال وعظ و پند درپیش تھی فرمایا کہ پھر آنا جیسا اکثر ہم لوگ عدیم الفرصتی یا کسی سبب خاص سے فقرا کو کہہ دیتے ہین پھر آئیو۔ عورت کی جُرأت کو خیال کیجئے پوچھتی ہے کہ بھلا بتلایئے تو سہی کہ اگر مین آؤن اور حضرت کو نپاؤن ۔ سبحان اللہ حاشیہ چڑہایا گیا ہی یعنی اگر حضرت کا انتقال ہوگیا ہو تو کیا کرون یہہ عورت کا خیال کہان سے پایا گیا کہ اُس نے انتقال آنحضرت کے راز سربستہ و اسرار نہانی کو تاڑ لیا کیا یہہ عورت کوئی فرشتہ تھی یا قوم اجنّا سے یا کوئی مجتہدہ فقیہہ تھا کہ رسولؐ خدا سے ایسے بے باکانہ سوال کرے اور اُن کے انتقال پر خبردار ہو کچھ تو اِس حدیث کی شانِ نزول ہونا چاہئے۔ عورت کون تھی کس مُلک کی

رہنے والی رسولِ خدا سے کیا چاہتی ہی جو اُس وقت آپ سے نہ ہو سکا اور ابوبکر کی خلافت کا مژدہ سنایا۔ ہان یہہ کہو اگر عورت نے گستاخانہ آنحضرت سے پوچھا ہی ہو کہ اگر آپ نہ ملین تو کیا کرون یعنی سمجہ مین یہہ نہین کہ دنیا ہی سے چلے جایئے تب مین آؤن آپنے فرما دیا ہوگا۔ ابوبکر کے پاس آنا وہ تجھے کچھ دے دیگا جیسا ہم لوگ کہتے ہین کسی سائل کے جواب مین کہ ہم گھر پر نہ ملین تو فلان خدمتگار سے لے لینا۔ آنحضرت کا یہہ فرمانا جو مین کرتا ہون وہی ابوبکر کرے گا۔ اِس کے کیا معنے عورت کا ایسا کوئی سخت سوال تھا جو آنحضرت سے ممکن نہ ہوا اور خلافتِ ابوبکر مین منحصر چھوڑ گیا۔ آنحضرت کی خدمت مین کوئی شخص کیسا ہی اہم معاملہ پیش کرتا تو اپنی مراد دلی اور مقصد قلبی کو پہونچتا تھا کبھی کوئی شخص محروم ہی نہین رہا سوائے اِس ضعیفہ نحیفہ کے۔ آخر وہ چاہتی کیا تھی جو رسولؐ سے ممکن نہ ہوئی۔ اگر کوئی مسئلہ تھا جس کے جواب دینے کو آپ نے ایسا فرمایا تو نبیؐ اللہ سے یہہ بات غیر ممکن کہ خود جواب نہ دین اور ایک مدّت بعیدہ تک محروم رکھین۔ اگر کچھ قضیہ تھا تب بھی آپ اُسی وقت فیصلہ فرما سکتے تھے اگر کسی محتاج کی سائل تھی تو آپ فوراً اُس کی حاجت روائی کر سکتے تھے جیسا کہ اِسی ضعیفہ محتاج کو ابوبکر سے کچھ دلا دیا ہوگا اور کوئی مطلب اِس حدیث سے نہین نکلتا۔ افسوس ہی بمقابلہ حدیث فضیلت علیؑ مرتضےٰ جو آفتاب کیطرح چمک رہی ہی ایسی بے سروپا حدیثین خود ساختہ نصّ خلافت مین پیش کیجاتی ہین معلوم نہین جوہری صاحب کا جوہرِ اوّل جس سے عقل مُراد ہی کس خُم افلاطون مین بند کر دیا گیا ہے کہ بہرہ ہی ندارد۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیث ہی جس کی رو سے آپ کے علمانے ابوبکر کو بحکم رسولؐ خدا خلافت کا اِستحقاق دے رکھا ہے سبحان اللہ آپ کے عُلما پر بیساختہ ہنسی آتی ہے۔ آپ کو خبر بھی ہی کہ اَہلِ سُنّت اجماع کے قائل ہین اور

اسی پر کل فضلائے اہل سنت کا اتفاق ہے اب مدت کے بعد آپ نے اُس اجماع کو باطل کہہ کر اور سقیفہ کی کارروائی کو بالکل بے سروپا بنا دیا تو معلوم ہوا آپ کو اپنے مذہب یا مذاہب کی بھی خبر نہین اور واقعی کیونکر ہو آپ تو ایک ایسی جماعت مین داخل ہوئے ہین جو علانیہ دشمنِ خدا اور رسولؐ و اہل بیت اطہار ہے یعنی ناصبی جو قاطبتاً حضرت علیؑ کے دشمن ہین اور خدا اور رسولؐ کے بھی دشمن ہین اس وجہ سے کہ امام احمد مطلب بن عبداللہ بن خطب سے روایت کرتے ہین ترمذی مین کہ اُس کے باپ نے کہا کہ رسولؐ خدا نے ایک خطبہ مین فرمایا ای لوگو مین تمھین اپنے بھائی اور چچا کے بیٹے علیؑ ابن ابیطالب کی ساتھ محبت کرنے کی وصیت کرتا ہون جو کنبہ مین سب سے زاید قریب ہے کیونکہ اُسے دوست نہین رکھتا مگر کامل مومن اور دشمنی نہین رکھتا مگر منافق اور جس نے اُسے دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا اور جس نے اُس سے دشمنی کی اُس نے مجھ سے دشمنی کی اور جو مجھ سے عداوت رکھے گا اُسے خدائے تعالے دوزخ مین داخل کرے گا بلفظہٖ یہہ حدیث اہل سنت کے راویون نے بہت مستند اور نہایت وثوق کے ساتھ لکھی ہے کہ کسی کو مقام دم زدن نہین۔

اب فرمایئے رسولِ خدا کی وصیت کی بجاآوری انھین الفاظ و کلمات نامُلایم سے پائی جاتی ہے جنکو آپ نے اپنے رسالہ **اسرار الہدیٰ** مین حضرت علیؑ کی شان مین نہایت شوخی طبع اور لفاظی اور لسّانی سے درج کئے ہین۔ اور اِس پر کیا منحصر ہے ابھی تو آپ اِس سے زیادہ کہنے اور کہلوانے کے متمنی ہین بذریعہ تار برقی اپنی حمایت کیواسطے خبر دینے والے ہین یعنی اپنے بھائیون کو جیسا آپنے آخر رسالہ مین وعدہ کیا ہے۔ مگر یہہ آپ کا حیلہ زاہدانہ ہے آپ ہی کہتے ہین اور آئندہ بھی کہین گے بھائیون کا صرف ایک ہلکا سا

پردہ ڈال رکھا ہی شرم دنیاوی کے لحاظ سے تاکہ سُنی لوگ یہہ نہ کہین کہ دیکھو کیسا ناصبی اور خارجی پیدا ہوا ہے کیونکہ ابھی تک یہہ لوگ بھی اِن گروہ صنالّہ کو کافر سمجھتے ہین لیکن خوب یاد رکھیئے کہ شیعہ جو بمصداق قول مخبر صادق کامل الایمان ہین جن کا حدیث مذکورہ بالا مین ذکر ہوا ہے اپنے کمال اور فضل سے ہر مومن اور منافق کو طرز کلام ہی سے پہچان جاتے ہین وہ آپ کو اچھی طرح جان گئے - اب یہہ دو حدیثین نص خلافت ابوبکر مین آپ پیش کرتے ہین -

حدیث بخاری مین حضرت عائشہؓ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ البتہ مین نے ارادہ کیا کہ مین نے ارادہ کیا کہ مین کسی کو ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبد الرحمٰن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون مبادا کہ کہنے والے کوئی اور بات کہین یا آرزو کرنے والے خلافت کی آرزو کرین پھر مین نے کہا کہ ابی بکر کے سوائے خدائے تعالےٰ کسکی خلافت نمانے گا اور مومنین بھی دفع کرینگے یا یون فرمایا کہ دفع کرے گا خدا اور نمانین گے مومنین -

حدیث بخاری اور مسلم مین حضرت عائشہ سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا بُلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے بھائی کو تاکہ مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ اسواسطے کہ مین خوف کرتا ہون کہ آرزو کرے کوئی آرزو کرنے والا یا کہے کوئی کہنے کہ مین لایق تر ہون خلافت کا اور نمانے گا خدا اور مسلمان لوگ مگر ابوبکر کو -

یہہ دونون حدیثین جن کی راوی حضرت عائشہ ہین عجب خلجان پیدا کرتے ہین - پہلی حدیث مین (کہ مین کسی ابی بکر اور اُس کے بیٹے عبد الرحمٰن پاس بھیجون اور اُس کو اپنا خلیفہ و ولیعہد کرون) لکھا ہے - دوسری مین (بلا لا میرے پاس اپنے باپ ابوبکر اور اپنے

بھائی کو تاکہ مین انکو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ)

پہلی حدیث مین حضرت نے ارادہ کیا کہ کسی کو دونون کے بلانے کو بھیجون دوسری مین حضرت عائشہ سے ارشاد ہوا کہ بلالا۔ پہلی مین ا اور اُس کو اپنا خلیفہ اور ولیعہد کرون) دوسری مین اُن کو نوشتہ لکھدون یعنی خلافت نامہ۔

پس اب اہل انصاف ملاحظہ کرین۔ رسولِ خدا نے ارادہ بلانے کا کیا مگر کسی کی معرفت نہ بلایا۔ اور حضرتِ عائشہ کو حکم بلانے کا دیا۔ اُنھون نے تعمیل نہ کی۔ رسولؐ خدا کا ارادہ اور حکم دونون معطل رہے اور (اُس کو اور انکو) نے اور بھی غضب ڈھایا ہے۔ پہلی حدیث مین معلوم نہین ابوبکر یا عبد الرحمن کس کے خلیفہ بنانے کا خیال تھا کیونکہ دونون مین سے ایک کو (اُس کو) کا لفظ سمجھا جاتا ہی مگر ہان دوسری حدیث مین اُن کو یعنی ابوبکر و عبد الرحمن دونون کو خلافت کی سند عطا ہونا پایا جاتا ہی پس کیسی مصیبت ہی کہ بیچارہ عبد الرحمن خلافت سے محروم رکھا گیا۔ یا خدا خلافت نہ ٹھہری بچون کا فرضی تخت شاہی ٹھرا کہ کبھی اِسے کبھی اُسے بخشا جاتا ہی اور رسولِ خدا کا کلام جو ہر حال وقال مین مطابق وحی بلکہ خود وحی الٰہی تھا بچون کا سا قول خیال کیا گیا ہے نعوذ باللہ منہا۔ رسولؐ خدا خلافت کے معاملہ مین اپنا جانشین مقرر کرنے کا ارادہ کرین اور زبان مبارک سے بھی فرما دین کہ مین نے ایسا ارادہ کیا ہے کہ ولیعہد و خلیفہ مقرر کرون اور پھر فرما دین کہ مسلمان خود ہی تجویز کر لینگے۔ یا کہ فلان فلان کو میرے پاس بلا لاؤ ان کو خلافت نامہ لکھدون اور پھر فرمائین کہ مسلمانون پر یہ امر چھوڑا گیا۔ معاذ اللہ ایسے اقوال تو عام لوگون سے بھی بعید ہین چہ جائے کہ رسولؐ مقبول جن کا ہر کلمہ و کلام ایسے اُمور مین وحی کا یعنی حکم خدا مانا گیا ہے اور بیشک وشبہہ ایسا ہی تھا۔

ذرا غور کرنے سے معلوم ہوا کہ یہہ دونون حدیثین ایک ہی زمانہ کی نہین ہین بلکہ پہلی حدیث زمانۂ ماقبل کی ہی اور پوری حدیث اس طرح ہی جس کو جوہری صاحب نے کاٹ چھانٹ کر اُس کا خلاصہ اپنے مطلب کے مطابق لے لیا ہی باقی مضامین اور شان نزول کو اپنے مقاصد کے خلاف سمجھکر چھوڑ دیا ہی۔

مگر ہم پوری حدیث بلفظہ لکھتے ہین ۔حدیث بخاری مین اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ اُنھون نے درد سر کی شدت کی وجہ سے کہا ہائے میرا سر نبیؐ نے فرمایا وہ (یعنی تیری موت) ای عائشہ اگر واقع ہوتی اور مین زندہ رہتا تو تیرے گناہون کے لئے بخشش اور رفع درجات کے لئے دعا مانگتا حضرت عائشہ نے فرمایا ہائے مصیبت بخدا میرا گمان ہے کہ آپ میرا مرنا چاہتے ہین اگر مین مر جاؤنگی تو آپ اُسی دن کے آخر دوسری بی بیون سے صحبت کرینگے اور مجھے بھول جائینگے آپ نے فرمایا کہ چلو اِس ذکر کو جانے دو میرے درد سر کی خبر لو مین نے قصد یا ارادہ کیا تھا کہ کسی کو ابوبکر اور اُس کے بیٹے عبد الرحمن کے پاس بھیجون تاکہ اپنے سامنے اُسے اپنا ولیعہد کر جاؤن ایسا نہ ہو کہ میرے بعد کہنے والے کہین یا آرزو کرنے والے آرزو کرین پھر مین نے اپنے دل مین کہا کہ انکار کریگا اللہ تعالےٰ (غیر ابی بکر کے) خلافت کا اور دفع کرینگے مسلمان غیر خلافت ابی بکر کو یا اِس کے برعکس فرمایا۔

مولوی محمد عبد اللہ بن عبد العلی نبیرہ محدث شیخ عبد الحق دہلوی نے اپنی کتاب تفریح الاحباب مناقب الآل والاصحاب مطبوعہ اکمل الاخبار دہلی اِس حدیث کی تفسیر کے آخر فقرہ مین لکھتے ہین کہ آنحضرت نے یہہ کلمات ولیعہدی صرف حضرت عائشہ کے خوش کرنے کو فرما دیا تھا اور صدیق کی خلافت بھی مُراد تھی ۔

یہہ حدیث ایک کہانی دردسر کی ہو جیسا زن وشو کے درمیان کلمات فراح ہوا کرتے ہین اس سے اور خلافت سے کیا بحث میہانتک تو درست ہے کہ میرے دردسر کی خبر ہو مگر آگے صدیقہ کا جوڑ و پیوند معلوم ہوتا ہی کیونکہ کہان دردسر کی شکایتین کہان ولیعہدی خلافت کی روایتین ہمبتدا کیا ہی اور خبر کیا ہی۔

مگر ہان اس حدیث مین یہہ بات قابل توجہ ارباب نکتہ رس ضرور ہے کہ آنحضرت حضرت عایشہ کی موت اپنی حیات ہی مین چاہتے تھے کیونکہ آپ کو علم تھا کہ ان بی بی صاحبہ سے جنگ جمل مین کیا کچھ کرتوت ہونے والے ہین کہ ہزارہا بندہائے خدا کا خون صرف ان کی خواہش نفسانی کی وجہہ سے بہیگا اور خلیفہ برحق سے ناحق جدال وقتال کرینگے۔ ہان خوب یاد آیا عہدۂ خلافت کو ایسی ہی مفت کی چیز سمجھ کر خود بھی تو مدعی بحیلہ خون عثمان خلافت کی ہوئین باپ کو تو خلافت مل ہی گئی تھی بھائی البتہ محروم رہا سو آپ اُس کے قایم مقام ہوئین کیونکہ رسول خدا کا قول صادق ہونا چاہئے بھائی نہ سہی بہن آخر ہین تو ایک ہی باپ کے۔

اور رسول خدا کا یہہ فرمانا کہ میرے روبرو تو مر جاتی تو تیرے گناہون کی بخشش کے لئے دعا کرتا معلوم نہین وہ کیسے گناہ تھے جنکی بخشش رسول خدا کی دعا کی محتاج تھی عجب اہل سنت کی عقل و فہم پر کہ باوجود تصدیق رسول خدا عایشہ کے گنہگار ہونے کی نسبت پھر بھی اُن کو آیۂ تطہیر مین داخل سمجھتے ہین حالانکہ وہ خود اپنے ہی قول سے سنزلون دور بھاگتے ہین۔

دوسری حدیث مرض الموت کے وقت کی بیان کی گئی ہے مگر یہہ ظاہر نہین ہوتا کہ انتقال سے کتنے روز پہلے اور باوجودیکہ آنحضرت کی تیمارداری مین سب بنی ہاشم داخل بیت اطہار و ازواج ہر وقت و ہر لحظہ موجود رہتے تھے کیونکہ بجز ان حضرات کے غیر کا حاضر رہنا ایسی حالت مین آنحضرت کو قطعاً ناگوار تھا دیکھو روایت ابن عمر بخاری و ترمذی مین کہ آنحضرت نے

ابوبکر کی تیمارداری قبول نہ فرمائی اور اپنے اہلِ بیت کو اِس کام کے لیے مختص کیا۔

پس یہ حدیث مرض الموت میں بجز حضرت عائشہ کے اہلِ بیت میں سے کسی نے رسولِ خدا سے نہیں سنی ورنہ بنی ہاشم میں بیعت ابوبکر میں اختلاف ہی نہ ہوتا اور بلا عذر سب لوگ بجان و دل حکم نبوی منظور کرتے اور سمجھتے شاید حدیث غدیر منسوخ ہوئی ہو۔

اگر کہو کہ جب آپ نے یہ حدیث فرمائی اُس وقت صرف حضرت عائشہ ہی تھیں تو پھر حضرت عائشہ نے کیوں دونوں کو نہ بلایا اور رسولِ خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی اور یہ حکم تو خاص اُنھیں کے باپ و بھائی کے لیے حلوائے بے دود تھا ضرور ہی بلا کر سند لکھوا لینی تھی۔ اوّل حدیث میں تو آنحضرت نے یہ فرما کر ٹال دیا تھا کہ میں نے ایسا ارادہ کیا تھا کہ دونوں کو بلا بھیجوں اور ولیعہد کروں پھر میں نے کہا کہ خود خدا و مسلمان یہ کام کرلیں گے یعنی اِس کی ضرورت نہ سمجھی۔ مگر اِس حدیث میں تو صاف آپ نے فرما دیا کہ دونوں کو بلا لاؤ میں نوشتہ یعنی خلافت نامہ لکھدوں پھر یہ کہا اور وہ کہا کچھ بھی آپ نے عذر نہیں بیان کیا تو حضرت عائشہ کی فیاضی اور پدر پرستی سے بسا بعید ہی کہ اپنے باپ و بھائی ہی کو سندِ خلافت سے محروم رکھا چہ جائیکہ بہ دیگران۔

ہاں یہ امر ذہن نشین ہوتا ہی کہ آپ کو خیال ہوا ہوگا کہ جیسا حدیث قرطاس کے وقت غل غپاڑا شور و شر ہاں نہیں صحابیوں میں برپا ہوا اور حضرت عمر نے رسولِ خدا کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کرکے حسبنا کتاب اللہ کہدیا جس پر رسولِ خدا نے سب کو اپنے حجرہ سے نکالدیا ویسا ہی اِس سند کی تحریر کے وقت نہ ہو مگر نہیں ایسا نہ ہوتا وہ تو عین مدعا یاروں کا تھا اگر ذرا بھی رسولِ خدا کا اشارہ پاتے تو دس بیس قلم و دوات دو تین دستہ کاغذ آنِ واحد میں حاضر کردیتے اور لکھنے والے دفتر کے دفتر سیاہ کردیتے۔

پس بات یہی ہی کہ آنحضرت نے نہ یہ حدیث فرمائی نہ وہ اور اگر فرمائی تو حضرت عائشہ نے حکم رسول اللہ کی تعمیل نہ کی نہ اُس کی تکمیل ہوئی اور آرزو کرنے والے خلافت کے اور کہنے والے قریب تر کے واسطے جن کو رسول خدا نے بہ حکم قدیر خم غدیر مین خلیفہ مقرر کیا تھا میدان وسیع بلا خار وخس خالی رہا۔

جب سقیفہ بنی ساعدہ مین جو ایسے کامون کی پنچایت کو مخصوص تھا خلافت کیواسطے لوگ جمع ہوئے تو وہ ہلڑ مچا کہ خدا کی پناہ تاریخین و روایتین شاہد حال ہین انصار کہتے ہم مین سے امیر ہو مہاجر دعوی کرتے ہم مین سے امیر ہو کوئی کہتا فلان ہو کوئی کہتا فلان غرض کہ وہ دھینگا مشتی لکد کوب ہوا کہ بیچارہ سعد بن عبادہ اُسی جماعت مین پامال ہو گیا۔ نبی ہاشم و اہل بیت اپنی مصیبت مین مبتلا رسول خدا کی تجہیز و تکفین مین مصروف تھے ان کو کیا خبر باہر دروازہ کے کیا ہو رہا ہی۔ سقیفہ تو دور تھا اور اگر خبر بھی ہوتی تو استغفر اللہ کیا رسول اللہ کی نعش مطہر چھوڑ کر خلافت کی پنچایت مین داخل ہوتے ہرگز نہین جگر جگر ہے اور دگر دگر ہے۔ ایک سُنی فاضل حق پسند نے کیا خوب رباعی کہی ہی رباعی

آنکہ گویند عائشہ در فضل — بہتر از دخت سید البشر است
قول آنہا چسان کنم باور — رشتہ دیگر رگ جگر دگر است

حضرت ابوبکر و عمر بھی اُسی جماعت مین موجود تھے اُنھون نے بھی قیل وقال کی اور لوگون کو سمجھایا بُجھایا حضرت عمر نے ابوبکر کی جہانتک زبان نے یاری دی تعریف کی اور لوگون کو اپنا ہم زبان بنایا کہ ابوبکر سابق الاسلام ہین یار غار ہین جماعت کے امام ہین چنین و چنان مگر تعجب ہے کہ یہ حدیثین نص خلافت کے جواب پیش کیجاتی ہین اُن سے کوئی تو کیا حضرت ابوبکر و عمر ہی واقف نہ تھے ورنہ ایسے اُمی جماعت کے لئے ایک ہی فقرہ

حدیث کا کافی تھا اِس قدر ردّ و جہد بحث طول فضول کی نوبت ہی نہ آتی سب اٰمنّا و صدّقنا کہہ کر
خاموش رہتے اور لوگ دفن و کفن رسول خدا سے محروم نہ ہوتے اور فرقہ وہابیہ کو یہ عذر
نہ ہوتا کہ جب اصحاب خاص رسُول خدا نے ہی انتقال کے بعد زیارت نہ کی اور تجہیز و تکفین میں شامل
نہ ہوئے تو ہم بھی اُنھیں کی تقلید کرتے ہیں اور زیارت کو نہیں جاتے ہمارا کیا قصور ہے بھلا جوہری
صاحب تم کو خدا ہی کی قسم ہے کہ کسی تاریخ کسی روایت کسی حدیث میں تم نے لکھا دیکھا ہے
کہ پنچایت خلافت میں ایک بھی حدیث اِن حدیثوں سے خلافت نصی ابوبکر میں پیش
کی گئی تھی یا صرف اور اوصاف ابوبکر کے بیان کئے گئے تھے ۔ لیجئے حضرت عُمر نے پہلے
ہاتھ بڑھایا اور ابوبکر کی بیعت کی اُس روز چند اور آدمیوں نے شرف بیعت حاصل کیا اور اسی
اُدھیڑ بُن میں مصروف ہوئے کیونکہ خوف تھا کہ تمام دنیا کے مشرک مدینہ منورہ کے
گرداگرد جمع ہو کر چاہتے ہیں کہ اسلام کو بیخ و بُن سے اُکھاڑ دیں ۔ سبحان اللہ خلافت
کے لئے یہ جمع یہ کوششیں یہ کاوشیں یہ ہنگامہ یہ دار و گیر اور رسُول اللہ کے
دفن و کفن کی وہ صورت کہ صرف چند اعزا قریب ترba قلب صد چاک و دل اندوہناک
نالان و گریان تجہیز و تکفین میں مصروف ۔ افسوس اور ہزار افسوس اُس اُمّت کی دنیا
طلبی پر جو اپنے ہادی اور پیشوا نبی اللہ کی نعش مطہر کو بے غسل و دفن چھوڑ کر حب
جاہ و مناصب کے واسطے جابجا مجمع کرتے پھرے اور قایم سقائف کی ہو ہمیں خدا اور رسُول خدا
کے کلام پر اعتماد نہ کرے مولانا روم نے خوب فرمایا ہے ؎

چون صحابہ حُبّ دنیا داشتند ‏ ‏ ‏ مصطفےٰ را بے کفن بگذاشتند

کیوں جوہری صاحب جبکہ خداوند جل و علیٰ بذریعہ آیہ اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيتُ بدین اسلام معرفت اپنے رسُول مقبول کی کل اُمّت کے لئے مژدہ سُنا

چکا تھا تو اب کس کا خوف تھا اور کس کی مجال تھی کہ اسلام مین رخنہ ڈالے کیونکہ خدا کا وعدہ پکا تھا مگر ہان اعتقاد و اعتماد اِس وعدہ پر اُنھین انفاس قدسیہ کا کام تھا جو کامل الایمان تھے اور جن کو خدا و رسوؐل نے بروز فتح خیبر اپنا دوست بنایا تھا دیکھو حدیث نمبر ۷ مندرجۂ رسالہ ہذا نہ ایسے ویسے جو منتظر بیٹھے تھے کہ اِدہر رسوؐل خدا کی روح مقدس علیئین مین داخل ہوا اُدھر دوڑ دہوپ کرکے خلیفہ بن بیٹھین جیسا واقع ہوا۔

آپ کہین گے وہ دین کا کام تھا اور اسلام کے ضائع ہونے کا احتمال تھا کہ لوگ مرتد ہو جائینگے۔

ہم کہتے ہین جبکہ خدا نے دین کو کامل ہی کر دیا تھا اور کل نعمتین تمام کر چکا تھا تو پھر اِس وعدۂ خدا پر اعتماد نہ کرنیکی کیا وجہ اگر کچھ بھی ایمان کا لگاؤ ہوتا تو اُسی وعدہ خدا پر مستحکم بہروسا کرکے ثابت قدم رہتے ہزار شور و شر ہوتا پروا نہ کرتے۔

پہلے اپنے سچا ایمان عطا کنندہ کی تجہیز و تکفین نہایت اہتمام و سرگرمی سے کرتے بعدہٗ مسجد نبوی مین جو اِس کام کے لئے موزون و مستحق تر تھی انصار و مہاجر کا اجماع ہوتا اور خلافت کی بابتہ مشورہ ہو کر جس پر کل کا اتفاق ہوتا اُسے خلیفہ بناتے یہ بات البتہ مناسب وقت تھی مگر یہہ باتین کیون ہوتین وہان تو یہہ خیال تھا کہ اگر بنی ہاشم و داخل بیت اطہار نے کفن و دفن سے فرصت پالی تو غضب ہو گیا پھر کیسی خلافت کیسا اجماع (خلقت کا ہجوم اُسی طرف ہو گا جس کے لئے بروز خم غدیر منجانب خدا و رسوؐل خلافت و امارت ہو چکی ہے ہم ہوچی کے سوچی رہ جائینگے یہہ وقت غنیمت ہے اپنے ہاتھ سے ندو اور جب کارروائی بیعت کی شروع ہو گئی تو پھر بھیڑیا دہنسان امّی و جاہل لوگ ایک دوسرے پر گرنے لگے ابوبکر خلیفہ ہو گئے یہہ خبر مشتہر ہوتے ہی

پھر کیا تھا بیعت کے لئے گھٹائین چھا گئین اور خاص سے عام بیعت کی نوبت
پہونچی مگر بنی ہاشم اُسی بات پر اڑے رہے جو بروز خم غدیر رسولؐ خدا سے سن چکے تھے
اب تیسری حدیث جوہری صاحب کی سنئے بخاری و مسلم مین حضرت عائشہ سے
روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا کہ مقرر تم یوسفؑ کے ساتھ والی عورتون کی طرح
ہو یعنی کیون خلاف نمائی کرتے ہو۔ کہو ابوبکر سے کہ لوگون کو خود امام ہو کر نماز پڑہا دے
یہہ حضرت نے اُس بیماری مین فرمایا جس مین انتقال ہوا **ف** حضرت عائشہ سے
روایت ہی کہ حضرت نے مرض الموت مین فرمایا کہو ابوبکر سے لوگون کو نماز پڑہاوے
مین نے کہا ابوبکر نرم دل مرد ہے اگر حضرت کے مقام پر نماز پڑہانے کھڑا ہوگا رونے
لگے گا قرآن کی آواز لوگ نہ سنین گے۔ عمر کو فرمایئے کہ نماز پڑہاوے حضرتؐ نے
فرمایا ابوبکر سے کہو نماز لوگون کو پڑہاوے پھر مین نے حفصہ سے کہا کہ تم حضرت
سے کہو حفصہ نے حضرت سے یہی کہا تب یہہ حدیث فرمائی چنانچہ حضرت کی حیات
مبارک مین پانچ دن صدیق اکبر نے امامت کی یہہ اشارہ ہوا صدیق اکبر کی خلافت
کا کہ جو عہدہ خاص حضرت کا تھا یعنی نماز جماعت کی امامت کا وہ اپنی زندگی مین
صدیق اکبر کو دیا جیسے بادشاہ اپنی زندگی مین کسی کو تاج و تخت دیوے اور یہہ
علامت ہی کہ بادشاہ نے اُسے اپنا ولیعہد کیا اور یہی حدیثین حضرت نے خلافت
صدیق کی بابت فرمائی ہین بطور پیشین گوئی جو محل شوری نہین ہین۔

جواب یا اللہ عورتون کے کید عظیم سے اپنی پناہ مین رکھ۔

جتنی حدیثین خلافت ابوبکر کی بابت آنحضرتؐ نے فرمائین سب کی سب حضرت
عائشہ اُن کی دختر نیک اختر ہی سے ہین اور کسی کو کانون کان خبر تک نہ ہوئی

ہان اس حدیث مین حفصہ کی بھی موجودگی پائی گئی - مگر صرف عائیشہ ہی کے قول
سے ورنہ حفصہ بیچاری نے یہہ حدیث کسی سے بیان نہین کی - پس تعجب تو یہہ
ہے کہ مرض الموت مین جس کی ہر وقت کی حضوری اور تیمار داری بنی ہاشم و اہل بیت
اطہار کے ذمہ تھی اور دیگر ازواج بھی حاضر رہتی ہون گی اور ظاہر ہے کہ اُن تیمار
دارون مین مرد بھی مثل حضرت علیؑ و عبد اللہ و فضل ابن عباس و خود حضرت عباس
وغیرہما ہر وقت و ہر لحظہ حاضر رہ کر خدمت نبوی کی سعادت حاصل کرتے مگر آنحضرت
جو کچھ فرماتے عائیشہ ہی سے حالانکہ پردہ کی آیت بھی نازل ہو چکی تھی اور مرد بھی
موجود ہی رہتے مگر اُنھین بی بی صاحبہ سے ارشاد ہوتا کہ (بُلا لا اپنے باپ ابوبکر
اور اپنے بھائی عبد الرحمن کو تاکہ سند خلافت لکھدون) اور (کہو ابوبکر
سے کہ امام بنکر نماز جماعت پڑہاوے) کیا یہہ ممکن نہ تھا کہ مردون مین سے کسیکو
بھیجکر بلواتے یا ابوبکر سے پیغام نماز کا بھجواتے کیونکہ حضرت عائشہ کو حکم پردہ مین
بیٹھنے کا تھا اُن کو باوصف موجودگی مردون کے جو باہر جاتے آتے تھے
تکلیف دینے کی کیا ضرورت تھی مگر ہان یہہ البتہ تم کہہ سکتے ہو کہ بخوف بنی ہاشم
و اہل بیت اطہار آنحضرت بھی تقیہ کرتے تھے اور ایسی باتین صرف بی بی عائشہ ہی سے فرماتے
کہ راز فاش نہ ہو جائے مگر غضب تو یہہ ہے کہ حضرت عائشہ سے تعمیل ارشاد نبوی مین
وہ تاخیر اور عذرات بیجا وقوع مین آئے جن کے صلہ مین آنحضرت نے صاف طور پر فرما
دیا کہ بیشک تم یوسف کے ساتھ والی عورتون کی طرح ہو - اب اہل انصاف ملاحظہ
فرمائین یہہ مثال حضرت صدیقہ پر کہانتک اپنا اثر ظاہر کرتی ہے - حضرت یوسف
کے ساتھ والی عورتون کا یہہ قصہ ہے کہ انھون نے جن مین زلیخا سرغنہ تھی

حضرت یوسف کو طرح طرح کے اتہام و الزام جھوٹے مکر و تزویر سے لگا کر معصوم و ناکردہ گناہ کو قید خانہ مین ڈلوا دیا کہ وہ حضرت انھین مکار عورتون کی وجہ سے بارہ ۱۲ برس قید خانہ مین رہے - ہم پہلے سمجھتے تھے کہ خداوند عالم نے (اِنَّ کَیْدَکُنَّ عَظِیْمٌ) جو شیطان وعورتون کے حق مین فرمایا ہی اس سے ازواج نبی مستثنٰے ہون گی کیونکہ اُن کے مدارج رفیع ہین - مگر اس مثال سندرجہ حدیث مذکورہ بالا سے ظاہر ہو گیا کہ حضرت عائشہ و حفصہ بھی اُسی ارشاد خداوندی مین بہمہ صفت موصوف ہین - پس نہ معلوم صدیقہ کا خطاب حضرت عائشہ کو کس کے دربار سے ملا ہے اور حفصہ فاروقہ کے معزز خطاب سے کیون محروم رہین اگر باپ کی صدیقیت نے بیٹی کو صدیقہ بنایا تو دوسری صاحب بھی فاروق تھین اُن کی بیٹی کو بھی فاروقہ کہنا چاہئیے -

اصل یہہ ہی کہ صدیقہ کبرا حضرت خدیجہ کا لقب تھا بدیوجہ کہ آپ نے بنی آدم مین سب سے پہلے آنحضرتؐ کی تصدیق رسالت کی اور یہہ خطاب غصب ہو کے حضرت عائشہ کو دیا گیا کیونکہ انحضرت سے کسی حدیث فریقین مین عائشہ کو صدیقہ فرمانا پایا نہین جاتا جیسا اہل سنت کی روایتون مین ابوبکر کو صدیق اور عمر کو فاروق کہنا آنحضرت کی نسبت بیان کیا گیا ہی معلوم نہین جھوٹ یا سچ مگر خیر کچھ اصل تو ہی -

ابھی نماز جماعت کی امامت جسے جوہری صاحب نے خلافت کا تاج وتخت قرار دیا ہے زیر بحث ہے -

سنئے جوہری صاحب امامت نماز مین آپ کو یہہ کدو کوشش کیون ہی اور خاص عہدہ اور تخت و تاج خلافت سے اسے کیا تعلق ہے جو حضرت ابوبکر کی امامت نماز پر آپ مرے مٹتے ہین اور خواہ نخواہ اُن کو امامت نماز کی بنیاد پر خلافت دئیے دیتے

ہین معلوم ہوتا ہی آپ اہل سُنت کے حدیث و روایات و اقوال صحابہ سے بالکل نادان و نافہم ہین اور خدائے عزوجل کے احکام سے بھی آپ بیخبر ہین -

خداوند عالم حکم فرماتا ہی وَارۡكَعُوۡا مَعَ الرّٰكِعِيۡنَ جھکو جھکنے والون کے ساتھ حسب رسم و رواج اہل سنت زید و بکر کسی کی تخصیص نہین - اسی لیئے اہل سنت نے زمانہ سلف سے آجتک امامت نماز کے واسطے کچھ شرف و منزلت نہین لگائی - دُھنا - جولاہہ - کنجڑا - قصائی - جسے دو سورتین یاد ہوئین اُس کے پیچھے نماز پڑھ لی کیونکہ خدا نے جھکنے والون کے ساتھ جھکنے کا حکم فرمایا ہی -

رہا رسُولِ خدا کا فعل دیکھو صحیح مسلم و بخاری مین ابن عباس اور رافع بن عمرو بن عبید جو جو اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ عبدالرحمن بن عوف رسولِ خدا کی صحت و سلامتی و موجودگی مین امام جماعت ہوئے اور رسولِ خدا نے خود اُن کے پیچھے نماز پڑھی اور کچھ مضائقہ نہ کیا -

اب فرمایئے اس امامت نماز پر کیا ناز و فخر باقی رہا اور عہدہ خاص و تاج و تخت خلافت اول کس کے ہاتھ آیا عبدالرحمن بن عوف یا ابوبکر کے - آپ کہین گے ایام مرض کی امامتِ نماز مستند ہی اور جو اس سے قبل ہوا اُس کا اعتبار نہین - بہتر اسی مرض کی حدیث لیجیے - کتاب اہل سنت ابو داؤد مین عبداللہ ابن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ پر جب مرض کی شدت ہوئی اور مسلمانون کی جماعت مین سے ایک مین بھی آپ کے پاس بیٹھا تھا - تو بلالؓ نے حضور نماز کے لئے ندا کی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑھا وے - مین باہر آیا ابوبکر موجود تھے مین نے حضرت عمرؓ سے کہا جو بیٹھے تھے کھڑے ہو جیے لوگون کو نماز پڑھا دیئے - آپ نے آگے بڑھ کر تکبیر کہی چونکہ حضرت عمر

بڑی آواز کے آدمی تھے رسول اللہ نے ان کی آواز سنکر فرمایا ابو بکر کہان ہین وہ نماز پڑہائین یہہ امامت وجماعت اللہ و مسلمانون کو ناپسند ہے۔ ابو بکر نے وہی نماز عمر کی پڑہائی ہوئی پھر الٹ کر پڑہائی۔

اب غور کیجیے اور انصاف فرمایے۔ پہلے آنحضرت نے فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے جس کا عربی کا بھی فقرہ لکہ دیتے ہین فقال مروا من یصلّی للناس جس مین کسی کو شبہہ نہ ہے کہ ترجمہ ٹھیک نہین جب حضرت عمر نے اپنی بڑی آواز سے نماز کی امامت شروع کی تو آنحضرت کو شدت مرض مین سخت ناگوار و تکلیف دہ معلوم ہوئی آپ نے حکم دیا کہ عمر امامت سے معزول اور ابو بکر منصوب ہون کیونکہ یہہ حضرت نرم دل اور کثیر البکا دہیمی آواز کے آدمی تھے خیر انھون نے عمر کی نماز کو بحکم رسول خدا الٹ دیا اور از سر نو تکبیر سے نماز شروع کی اور تمام۔ پس ظاہر ہے کہ حدیث رسول خدا مین کسی کی قید نہین پہلے آپ نے یہی فرمایا کسی کو کہدو نماز پڑہاوے مگر صرف عمر کی کرمیہ الصوت نے ابو بکر کو امامت کا تاج و تخت دیا اور آواز عمر نے یہانتک تکلیف پہونچائی کہ رسول خدا کو یہہ فرمانا پڑا کہ اللہ و مسلمانون کو یہہ امامت ناپسند ہے جو نماز عمر نے پڑہائی وہ باطل اور ناجایز کیونکہ نماز ہی الٹ دی گئی مگر ہمکو آتش مزاجی و غیظ و غضب حضرت عمر سے بہت ہی تعجب ہے کہ اس موقع پر آپ نے نہایت ہی تحمل و عجز و انکسار کو کام فرمایا کہ چپ کے پیچھے کھسک آرہے اور کچھ نہ بولے کیونکہ انھین ایام شدت مرض مین آپ نے رسول خدا کو ہذیان سے نسبت دی اور حسبنا کتاب اللہ کہکر رسول اللہ کے حکم سے عدول کیا۔ دیکھو حدیث قرطاس صحیح مسلم و بخاری مین مگر ہان یہان تو ابو بکر کو امام جماعت بننے کا معاملہ تھا

کیون نہ خاموش رہتے وہان قضیہ برعکس تھا یعنی حضرت علیؓ کی خلافت مقصود تھی۔ کیون جوہری صاحب یہی حدیثین ہین جو نص خلافت ابوبکر پر صدق ہین اور جن کی رو سے ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ کچھ تو خدا اور رسولؐ سے خوف کیجئے اور خلق خدا سے شرمائیے۔ کیون جاہلون کو گمراہ کرتے ہو مگر آپ کسی کی نہ سُنینگے ختم اللہ علیٰ قلوبہم وعلیٰ سمعہم وعلیٰ ابصارہم غشاوۃ جس قدر حدیثین خلافت ابوبکر مین پیش کیجاتی ہین بالکل بے سر و پا نہ عبارت کا ربط نہ مبتدا نہ خبر سراسر موضوعی و مصنوعی ہین معلوم نہین کس کی بنائی ہوئے ہین جسے عقل سے بہرہ ہی نہ تھا۔ سر سید احمد خان محقق حال نے خطبات احمدیہ مین لکھا ہے ابوبکر کے متعلق ہم نے کوئی حدیث نہ پائی جس کا صحیح سلسلہ آنحضرت تک پہونچتا ہو یہ حدیثین جو بیان کیجاتی ہین بالکل جعلی اور مصنوعی ہین۔ سر سید احمد خان شیعہ تو ہین نہین نہ کبھی تھے اہل سنت کی ہی کتابون سے دیکھ بھال کر یہ فقرہ لکھا ہوگا۔

اب آپنے حضرت علیؓ کیطرف توجہ کی ہے اور جہانتک آپکی لفاظی و لسانی اور زبان درازی کو وسعت ہے خوب ہی دل کا بخار نکالا ہے۔ مگر یاد رکھیے چاند کی طرف ہزار خاک اُڑائیے وہی چاند ہی بلکہ خاک اُڑانے والا خود ہی اُس خاک سے اَٹ جائے گا۔ لوگون کی نظر وین گرد و غبار کا پتلا نظر آئے گا۔ اگر حق سے چشم پوشی ہو تو اپنی جو آپنے اختیار کی ہے اور باطل کو بڑھانا چڑھانا ہو تو ایسا جیسا آپنے رات کو دن اور دن کو رات کر دکھایا ہے مگر آپ کیا تمام جہان کے ناصبی و خارجی اگر لاکھ برس تک ہاتھ پیر مارین اور جھوٹی باتین بنائین تو کیا ہوتا ہے

چراغے را کہ ایزد بر فروزد — اگر کس پُف کند ریشش بسوزد

آپ فرماتے ہین۔ اسی ضمن مین اُن احادیث کا بھی ذکر کرنا ضروری ہے جو جنہیں اہل تشیع اہل سنت

کی کتب سے استدلال کرتے ہین۔

ہم کہتے ہین صدہا آیتین ہزارہا حدیثون سے اہل حق خلافت حقّہ بلا فصل جناب امیرؑ استدلال بہ معنی دارد ثابت کرتے ہین اور کور باطنون کو دکھا دیتے ہین کہ دیکھو وہ آفتاب عالمتاب چمک رہا ہی جس کی شعاعون نے تمہاری آنکھونکو چکا چوند کر رکھا ہی مگر خیر آپ نے دو حدیثین پیش کی ہین یہی ہمارے مدعا کو کافی ہین چلیئے حدیث براء بن عازب سے صحیح بخاری و مسلم مین روایت ہی کہ جب رسولؐ خدا نے قصد غزوہ تبوک کا کیا جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون اور بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا کفار اشرار نے جناب امیرؑ کو طعن کی کہ رسولِ خدا آپ کو اپنے ساتھ کیون نہین لیجاتے جناب امیرؑ کو یہہ بات ناگوار گزری یہ حکایت رسولؐ خدا سے کی اور کہا یا رسولؐ اللہ اتخلفنی فی النساء والصبیان یعنی اے رسولؐ خدا آیا خلیفہ کرتے ہو آپ مجھکو عورتون اور بچون پر تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی اَمَا تَرضیٰ اَن تَکُونَ مِنّی بِمَنزِلَۃِ ہَارُونَ مِن مُوسیٰ اِلّا اَنّہُ لَا نَبِیَّ بَعدِی یعنی راضی نہین ہوتا ہی تو یہہ کہ ہو تو مجھسے بمنزلہ ہارونؑ کے موسیٰ سے مگر تحقیق شان یہہ ہی کہ نہین کوئی نبی بعد میرے۔

سوال آپ کہتے ہین کہ شیعہ اس حدیث کے معنی اپنے مطلب کے موافق لیتے ہین مگر بچند دلائل معقول اُن کا دعوے صحیح نہین۔

جواب۔ ہم کہتے ہین اہل حق وہی معنی لیتے ہین جو حدیث کہ رہی ہی اپنے مطلب اور دوسرے کے مقصد سے اُن کو کچھ غرض نہین۔ اچھا صاحب ہم اس حدیث کے معنون مین آپ کی موافقت کرتے ہین اب تو خوش ہوئے۔

سوال۔ آپ کہتے ہین یہہ خلافت جناب امیرؑ کی مثل خلافت حضرت ہارونؑ

سے کے وقت معینہ پر مخصوص تھی۔

جب حضرت موسیٰؑ کوہ طور سے واپس آئے حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ مستقل خود ہی نبی برحق تھے نہ خلیفہ اسی طرح پر اس معاملہ کو قیاس کرنا چاہئیے۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں خلافت کا تو یہاں ذکر ہی نہیں رسولؐ خدا صاف فرماتے ہیں کہ یا علیؑ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو موسیٰ سے یعنی جیسا حضرت ہارونؑ شریک فی النبوت حضرت موسیٰ کے اپنی حیات تک رہے ویسا ہی تم بھی ہو مگر یہ البتہ ہے کہ میرے بعد کوئی نبیؐ نہ ہوگا۔

اس تشبیہ سے تو صاف ظاہر ہے کہ جیسا حضرت ہارونؑ تا دم حیات حضرت موسیٰ کے شریک فی النبوت تھے ویسا ہی جناب امیرؑ بھی رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت رہے ہاں بعد رسولؐ خدا کے نبیؐ کا ہونا محال تھا جس کا استثنا حدیث میں ہوا ہے۔ پس جناب امیرؑ کو دعوے نبوت تو ہے نہیں خلافت بلافصل کے مدعی ہیں تو کیا انصاف اسی امر کا مقتضی ہے کہ جو شخص حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوت رہا ہو اسے ان کی خلافت بھی نہ ملے اور جانشینی و ولیعہدی سے بھی محروم رہے آخر قصور کیا ہوا۔

جوہری صاحب ۔ یہ حدیث خدا ہی نے آپ کی زبان سے نکلوائی ہے الحمد للہ خلافت تو درکنار جناب امیرؑ رسولؐ خدا کے شریک فی النبوت ہو گئے ۔ (حضرت موسیٰ کوہ طور سے واپس آئے تو حضرت ہارونؑ خلیفہ نہ رہے بلکہ نبیؐ رہے) ہم کہتے ہیں اگر خلیفہ و نبیؐ دونوں رہے تو کیا مضایقہ کیونکہ شرکت فی النبوت میں خلافت ضروری امر ہے ۔ حضرت موسیٰ رسول اللہ صاحب شریعت اور حضرت ہارونؑ نبیؑ

دخلیفہ حامی ومددگار معاون وجان نثار ایسا ہی جناب امیر پر قیاس کرو کیونکہ جو حضرت
ہارون کو حضرت موسیٰ کے ساتھ نسبت تھی بعینہ جناب امیر کو رسول خدا کے
ساتھ یکجہتی وبرادری تھی - دیکھو حدیث سنن ترمذی علیؑ مجھ سے ہی اور مین علیؑ
سے - پھر اب مغائرت کجا جیسا حضرت موسیٰ کی واپسی پر حضرت ہارون نبی وخلیفہ رہی
ویسا ہی جناب امیر بھی بعد معاودت رسول خدا خلیفہ رہے اور شریک فی النبوت
مثل حضرت ہارونؑ کے علاوہ ازین کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے میرے بعد نبی نہ ہوگا
مگر زمانہ حیات کے لئے کچھ استثنا نہین کیا پس وہی مرتبہ جناب امیر کا حیات رسولؐ
خدا مین رہا جو حضرت ہارونؑ کا حضرت موسے کے زمانہ مین ورنہ یہہ تشبیہ ہی بے سود
وبیکار ہوتی ہی -

سوال - آپ کہتے ہین اس قسم کی خدمت بسبب ہم رازی کے بیٹی یا داماد ہی کو
سپرد کیجاتی ہے پس جناب امیر کا چند روز کے واسطے بطریق محافظ کے مقرر ہونا
دلیل خلافت نہین ہو سکتا -

جواب - ہم کہتے ہین یہہ آپ کی سمجھ کا قصور ہے - حدیث مین منزلت
ہارونی عطا ہوئی ہے محافظ چہ معنی دارد جیسا حضرت ہارونؑ محل انت موسوی
کے خلیفہ وجانشین ہوئے تھے ویسا ہی جناب امیر بھی - اور یہہ عین دلیل
خلافت بلا فصل جناب امیر کی ہی - گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ﴿ چشمہ آفتاب را چہ گناہ ؎
ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ سبھی اعزا واقارب آنحضرتؐ کے موجود تھے جو بقول
اہل سنت اہلبیت مین داخل سمجھے جا سکنے کی قابلیت رکھتے ہین مثل جناب عثمان داماد
رسول خدا جناب ابوبکر وعمر جنکے داماد رسول خدا تھے اخص عباس عبد اللہ وفضل رسول خدا کے چچا د

بچازاد بھائی جناب زبیر پھوپی زاد بھائی وغیرہ - پھر تخصیص جناب امیرؑ کی کیا تھی کہ آپ ہی کو یہ منصب عالی عطا ہو کوئی خاص وجہ تو ضرور ہو گی کیونکہ حدیثین روایتین تاریخین فریقین کی شاہد حال ہین کہ یوم بعثت رسول خدا سے تا دم آخر نہ کسی کو خطاب ہارونی ملا نہ غیر حاضری رسول خدا مین کل قوم کے خلافت و امامت مثل حضرت ہارون کے - وجہ قوی تر یہ ہے کہ خدا و رسول خدا کو منظور ہوا کہ جناب امیر رسول خدا کے خلیفہ برحق حیات رسول خدا مین ہی علی الاعلان مقرر کئے جائین تا کہ بعد ممات رسول خدا کسی کو مجال چون و چرا نہ ہو پس جب آنحضرت غزوۂ تبوک کے عازم ہوئے تو حضرت امیر کو مدینہ مین رہنے کا حکم دے کر تشبیہ ہارونی کا خلعت فاخرہ اُن کو پہنایا اور اپنا خلیفہ و جانشین و ولیعہد بنایا کیونکہ یہہ موقع ہی ایسا تھا ورنہ کبھی ایسا نہین ہوا کہ آنحضرت کسی معرکہ جنگ مین تشریف لیگئے ہون اور جناب امیر ساتھ نہ ہون اور مدینہ مین رہگئے ہون - ہر جنگ مین مقدمۃ الجیش تھے علیؑ اور کیون نہ ہون جبکہ خداوند عالم نے قلع و قمع کفار نابہنجار و مشرکان اشرار آپ ہی کی ذوالفقار شرربار ہدیہ خدا و رسول مختار پر منحصر کر دیا تھا جس کی نسبت بروز فتح خیبر جبرئیل وکیل رب جلیل باآواز بلند کہہ رہے تھے لَا فَتٰی اِلَّا عَلِیٌّ لَا سَیْفَ اِلَّا ذُوالْفِقَار ۵ اور رسول خدا و تمام صحابی موجود سُن رہے تھے دیکھو حدیث اہل سنت نمبر ۷ مندرجہ رسالہ ہذا شاید آپ کہین کہ ہی غزوہ تبوک مین جناب امیر ہمراہ نہ تھے تو اِس کی وجہ وہی ہے کہ آپ کو منزلت ہارونی عطا ہوئی تھی اگر ساتھ جاتے تو حضرت ہارون کی تشبیہ کیونکر صادق آتی -

علاوہ اِس کے اِس غزوہ کی بنیاد ہی کیا تھی اِدہر پہونچے اور اُدہر فتح ہوئی نہ لڑائی ہوئی نہ جھگڑا - رسول خدا خود بھی نہ تشریف لیجاتے اور کسی کو بھیجدیتے تب بھی

فتح ممکن تھی مگر نہیں رسولِ خدا کا تشریف لیجانا جناب امیرؑ کو خلیفہ و جانشین کر جانا مصلحت خدا و رسولؐ یہی تھی۔

سوال ۔ آپ کہتے ہیں کتب سیر فریقین میں مرقوم ہے کہ حضرت ہارونؑ نے حیات حضرت موسیٰؑ ہی میں وفات پائی پھر خلافت کیسی۔

جواب ۔ ہم کہتے ہیں بیشک ایسا ہوا حضرت ہارونؑ کا پہلے انتقال ہو گیا مگر یہ تو نہیں ہوا کہ حضرت موسیٰؑ کوہِ طور سے واپس آئے اور حضرت ہارونؑ نے قالب کو خالی کیا بلکہ مدّت تک زندہ رہ کر شریک فی النبوّت رہے اور جب قضا آئی روح نے قالب کو چھوڑا گو حضرت موسیٰؑ کی حیات ہی میں سہی مگر جناب امیر بفضلہ صحیح و سالم دشمنانِ خدا و رسولؐ کی سرکوبی و کفش زنی کے لئے زندہ و موجود رہے اور اسی طرح جیسا حضرت ہارونؑ خلیفہ و شریک فی النبوّت موسوی تھے یہ بھی حیات رسولؐ خدا میں شریک فی النبوّت و خلیفہ و بعد اُن کے مثل حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب بن یوقنا بلا فصل خلیفہ و رسولؐ ہوئے۔

یہ تو فرمایئے کہ حضرت ہارونؑ تو بوجہ انتقال خلافت موسوی سے محروم رہے مگر جبکہ حضرت موسیٰؑ نے اپنی غیبت میں خلیفہ کیا تھا یا یہ کہو اپنی قوم اُن کے سپرد کی تھی تو اگر حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو اُمّت موسوی کے خلیفہ و سردار ضرور ہوتے اور شریعت موسوی کی تکمیل کرتے لیکن جناب امیرؑ سے کیا قصور سرزد ہوا کہ رسالت محمدی میں تا حیات شریک فی النبوّت و خلیفہ رہ کر بعد ممات با وصف زندہ رہنے و بہمہ صفات موصوف ہونے کے خلافت بلا فصل سے محروم کیئے گئے آخر کوئی وجہ تو ہونی چاہیئے۔ رسولؐ خدا نے تو

(لانبیّ بعدی) فرمایا ہی (لاخلافت بعدی) نہین ارشاد کیا۔ رسوؐل خدا کو حضرت ہاروؑن کے انتقال کی خبر تھی کہ حضرت موسیٰؑ کی حیات مین اُن کا ارتحال ہوا گر تشبیہ انھین سے دی جو شریک فی النبوت و خلیفہ موسوی تھے پس کیسا غضب اور کیسی حق تلفی و حق پوشی ہے کہ جسے رسوؐل اللہ اپنی حیات سراپا خیر و برکات مین شریک فی النبوت اور اپنی غیبت مین خلیفہ و جانشین برحق بنائین اُسے بعد وفات رسوؐل کے اُمّت مغضوبہ تعصب و اغراض نفسانی سے باغوائے چند دنیا طلبان یون معطل و بے کار کردے اور خلافت کے بھی لائق نہ سمجھے اور اپنی گوئن کا خلیفہ تجویز کرے جس سے دنیاوی مناصب و مراتب ملنے کی اُمید ہو افسوس صد ہزار افسوس۔

سوال۔ آپ کہتے ہین حضرت ہاروؑن حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے اور عمر مین کلان اور نبوت مین شریک اور گویائی مین افصح البیان۔ جب ان جملہ مراتب مین سے جناب امیر کو ایک بھی حاصل نہ تھا تو کیون کر آپ خلیفہ بلا فصل ہو سکتے تھے۔

جواب ہم کہتے ہین یہہ سوال رسوؐل خدا سے کرنا چاہتے تھا۔ آپ کے صدیق اکبر یعسوب دین نے کیون نہ پوچھا کہ یا حضرت جبکہ حضرت علیؑ مین حضرت ہاروؑن کے مراتب مین سے ایک بھی نہین ہے تو آپ کیون اُن سے تشبیہ دیتے ہین اور مجھے جو آپ خلیفہ بنا چکے ہین جس کی میری بیٹی صدیقہ گواہ ہی۔ اُسے آپ کیون بھول گئے مگر یہہ خیال کیا ہوگا کہ تیرہ سو برس ۱۳۰۰ بعد ہمارے عاشق زار میان جوہر صاحب پیدا ہون گے وہ شیعون سے پوچھ لین گے۔ اب ہم سے سنئے۔ یہہ حدیث مخبر صادق کی ہی جن کا ہر کلام وحیِ الٰہی تھا جب حضرت علیؑ بمنزلہ حضرت ہاروؑن کے ہوئے تو سب مراتب ہاروؑنی پر قبضہ بلا شرکت غیرے پا گئے۔ وہ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے۔ یہہ رسوؐل خدا کے چچازاد بھائی

وہ چچا کیسا جس نے رسول اللہ کی پرورش کی اور ہر حال مین سینہ سپر و جان نثار رہا لہٰذا آنحضرت نے اُنھین حقوق عموی کی وجہ سے حضرت علیؑ کو اپنا بھائی و یار دین و دنیا دونون کا بنایا دیکھو حدیث نمبر ۲ ترمذی مندرجہ رسالہ ہٰذا ۔ اور اس حدیث نے تو کچھ پردہ ہی نہ رکھا جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ کے حقیقی بھائی تھے ویسا ہی حضرت علیؑ حضرت رسول خدا کے حقیقی بھائی ہوگئے کیونکہ آپ نے حدیث مین بمنزلہ ہارون کا لفظ فرمایا ہے نہ بمثل وغیرہ ۔

اور نبوت مین شریک ہونا بھی بمثل حضرت ہارونؑ کے ۔

اور افصح البیان ہونا بھی غرضکہ جو مراتب و صفات ہارونیؑ تھے بعینہ سب حضرت علیؑ کو مل گئے ۔ اور یہہ خدا کی دین ہے اس مین کسی کا اجارہ نہین ہے ؎

خدا کی دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال　　کہ آگ لینے کو جائین پیمبری ہو جائے

عمر مین کلان و خورد ہونا یہہ کیا بات ہے یہان مدارج و مراتب کا ذکر ہے یا بڑائی و چھوٹائی کا ۔ حضرت موسیٰ صاحب شریعت رسول اللہ تھے حضرت ہارونؑ با وصف عمر زیادہ ہونے کے نبی شریک فی النبوت و خلیفہ پھر عمر زیادہ ہونے کی کیا فضیلت ہوئی حضرت علیؑ کا افصح البیان ہونا اگر تاریخین و روایتین دیکھو تو معلوم ہو ۔ حال کی تصنیف تنقید الکلام مصنفہ مسٹر امیر علی صاحب بیرسٹر ایٹ لا جج ہائی کورٹ کلکتہ سنی المذہب نے حضرت علیؑ کو اعلم الناس بعد رسول خدا کے تاریخون روایتون سے چھان بین کر کے لکھا ہے ۔

مولوی عماد الدین سنی المذہب جو عیسائی ہوگئے ہین اعجاز قرآنی مین لکھتے ہین کہ حضرت علیؑ کے اقوال کلام اللہ سے بلاغت و فصاحت مین بڑھے ہوئے ہین اور

قول حضرت علیؑ اور کلام اللہ کی آیتین لکھ کر دکھلا دیا ہے مگر ہم اس پر اعتماد و اعتقاد
نہین رکھتے کہ کلام اللہ پر کسی کے کلام کو سبقت ہو ایک محقق کا خیال ذکر کرتے ہین
اور بہت سی روایتین صدہا حدیثین حضرت علی کی افصح البیانی کی تصدیق کرتی ہین مگر ان
سب کو طاق پر رکھ دو اور مخبر صادق کے قول پر اعتماد کرو۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے
اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا یہ حدیث مقبولہ فریقین ہے اور شہرت عام رکھتی ہے
اللہ بس باقی ہوس۔

سوال۔ آپ لکھتے ہین حضرت رسولؐ خدا نے جو تشبیہ کہ جناب امیرؑ کو حضرت
ہارون سے دی ہے اس سے ثابت ہے کہ جیسے حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰ کی
حیات مین خلیفہ تھے ویسے ہی جناب امیرؑ بھی حیات مبارک رسولؐ خدا مین خلیفہ
رہے ہون چونکہ بعد وفات حضرت موسیٰؑ حضرت یوشع بن نون و حضرت کالب
بن یوقنا خلیفہ ہوئے اُسی طرح سے بعد وفات رسولؐ خدا حضرت صدیق اکبر
خلیفہ ہوئے۔

جواب۔ ہم کہتے ہین جناب امیرؑ حضور رسولؐ خدا مین شریک فی النبوت
و خلیفہ اور غیبت مین خلیفہ مطلق رہے تشبیہ سے یہی ثابت ہے پس بعد وفات
رسولؐ خدا وہی مستحق تر خلافت کے ہونگے جو حضور مین شریک فی النبوت و خلیفہ و
غیبت مین خلیفہ مطلق رہے ہین ابوبکر کا خلیفہ ہو جانا اور حضرت علیؑ کا خلافت سے محروم
ہونا جھگڑا اور نادان آدمیون کا جوڑ توڑ ہے۔ یہی تو ہم پوچھتے ہین کہ رسولؐ خدا
کی حیات مین بقول آپ کے جو خلیفہ رہا ہو بعد وفات اُس کی خلافت پر کیون نہ
اجماع ہوا اور رسولؐ خدا کے حیات کی خلافت کیون ھیچکارہ سمجھی گئی آپ

کھین گے سلمان راضی نہ ہوئے۔ ہم کہتے ہین مسلمانون کو بھاڑ مین جھونکو۔ آپکے صدیق نے جو ہر قول رسولؐ خدا کی نسبت صَدَقْتَ یا رَسُولَ اللّٰہ کہتے رہے کیون نہ جاہلون کو سمجھایا اور حدیث کے معنی و مطالب ذہن نشین کئے۔ نکہ خود ہی خلیفہ بن بیٹھے۔ سبحان اللہ۔ این کار از تو آید و مردان چنین کنند بھلا جوہری صاحب یہہ تو فرمایئے کہ اس حدیث سے اور ابوبکر سے کیا لگاؤ و مناسبت ہے جو حضرت یوشع بن نون کی طرح خلیفہ ہو گئے کیا حضرت یوشع بھی چند جاہلون کے اجماع سے خلیفہ ہوئے تھے۔ یا اُن کو خود حضرت موسیٰؑ نے اپنا خلیفہ کیا تھا یہی تو بھید ہی کہ امامت و خلافت من جانب اللہ و رسولؐ ہوتی ہے جیسا حضرت یوشع و حضرت علیؑ خلیفہ و جانشین ہوئے دوسرون پر اجماع ہوا تو ہوا کرے اُس اجماع کی حقیقت ہی کیا ہی جس مین قوم کے شرفا و نجبا شامل نہون۔ دیکھو حدیث بسند ذیل امام احمد انس بن مالک سے روایت کرتے ہین کہ ہم نے سلمانؓ فارسی سے کہا کہ رسولؐ خدا سے پوچھو کہ اُن کا وصی کون شخص ہے پس سلمان فارسی نے رسولؐ خدا سے پوچھا حضرت نے فرمایا کہ موسیٰؑ بن عمران کا کون وصی تھا۔ سلمان نے جواب دیا کہ یوشع بن نون فرمایا میرا وصی میرا وارث میرے وعدہ کا وفا کرنے والا علیؑ ابن ابی طالب ہے پس اب تو کوئی شک باقی نرہا۔ اور آپکے صدیق دودھ کی مکھی کی طرح خلافت سے الگ ہو گئے کیونکہ یوشع بن نون کا بھی مرتبہ جناب امیرؑ ہی کو ملگیا

سوال آپ کہتے ہین جب رسولؐ خدا نے (اَنَّہٗ لَانَبِیَّ بَعْدِیْ) کو کہ جملہ خبریہ ہے استثنا فرمایا تو منصب یعنی نبوت درصورت حیات حضرت ہارونؑ بعد ممات

حضرت موسیٰ ہرگز جدا نہ ہوتا جیسا کہ بسبب استثنا کے جناب امیر سے قطعاً جدا ہو گیا۔

جواب ہم کہتے ہین۔ ہم نہ جملہ خبریہ جانئین۔ نہ جبریہ وقدریہ۔ صاف بات یہ ہی کہ حضرت موسیٰ کے بعد نبی ہوئے ہین۔ حضرت رسول خدا خاتم النبئین ہین آپ کے بعد رسول و نبی نہین ہو سکتا۔ اس لئے (انّہ لانبیّ بعدی) فرمایا کہ حضرت علیؑ کو بعد میرے کوئی نبی نہ سمجھے مگر خلیفہ جو مین نے اپنی حیات ہی مین کر دیا ہے۔ سو یہی حضرت علیؑ کو دعوے تھا اور اُن کے تابعین کو اب تک ہے کہ جب آپ حیات رسول خدا مین خلیفہ ہوئے تو بعد وفات بدرجہ اولے جانشین و وصی و ولیعہد و خلیفہ کا منصب آپ کو ملا۔ استثنا نبوّت کا ہوا ہے نہ خلافت وامامت کا جدائی نبوّت سے ہوئی ہے نہ کہ خلافت سے تمہاری اُلٹی سمجھ ہے جملہ خبریہ کو وظیفہ بناؤ اور شہد لگا کر چاٹو۔ حضرت ہارونؑ زندہ رہتے تو بعد حضرت موسیٰ کے خلیفہ ہوتے حضرت علیؑ حیات مین بھی خلیفہ رہے اور وفات کے بعد بھی خلیفہ بلافصل۔ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

سوال ۔ آپ کہتے ہین ولو فرضنا۔ حضرت ہارونؑ بعد حضرت موسیٰ کے زندہ بھی رہتے بلا شبہہ رسول مستقل رہتے اور بدستور دیگر انبیاء اللہ کے ضروری تبلیغ احکام شریعت فرماتے چونکہ جناب امیر مین یہ صفت نہ تھی پھر استحقاق خلافت کیسا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین حضرت ہارون اگر زندہ رہتے جو خدا حکم دیتا وہ کرتے

(ضروری تبلیغ احکام شریعت کرتے) خدا کو علم ہے کیا کرتے کیا نہ کرتے - ہاں یہ خیال مین آتا ہے تکمیل شریعت موسوی کرتے (کیونکہ حضرت موسیٰ کی خلافت اُن کو ملتی) پس جبکہ حضرت علیؑ مین صفت خلافت موجود تھی اگر اُنکو تم لوگ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْل پر عمل کر کے خلیفہ بناتے تو تکمیل شریعت محمدی کرتے اور خدا کے احکام ورسولؐ اللہ کے فرمان پر پورا پورا عمل ضروری ہوتا - اسلام مین جو رخنہ پڑا اور بہتر۷۲ فرقہ ہوگئے یہ کچھ نہ ہوتا سب کو سیدھی راہ ملجاتی گمراہی کا طریقہ بند ہوجاتا احکام خدا مین تاویلین بیجا - احادیث نبوی کی توجیہین رنگ برنگ نہ ہوتین اسلام ایک ڈھرے پر لگ جاتا جس سے جنت کا رستہ قریب تھا غرضکہ سب کچھ ہو رہتا اور اسلام اپنا آپ ہی نظیر بنتا مگر ہان دنیا نہ تھی جسپر اُمت فریفتہ ہوئی - دین تھا جس سے روگردانی کی بس یہی بات تو تھی کہ دنیا طلبون نے حضرت علیؑ کو اپنی گوٹ کا نپایا اور رسولؐ خدا کا انتقال ہوتے ہی یارون نے بساط خلافت بچھا کر زمانہ کا رنگ بدل ہی دیا اور ایک نئی دنیا قایم کردی -

سوال - آپ کہتے ہین حدیث شریف مین استثنا منقطع موجود ہے اگر اُس کو شیعہ استثنا متصل خیال کرین تو اس صورت مین حدیث رسولؐ خدا کی صریح تکذیب ہوتی ہے قطع نظر ان جملہ امورات کے کہ شیعہ بتا دین کہ حدیث موصوفہ مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے نفی خلافت خلفا ثلثہ واثبات امامت جناب امیرؑ پائی جاتی ہو ہان اگر فی وقت من الاوقات کہا جاوے تو یہ عین مذہب سنت والجماعت کا ہی -

جواب - ہم کہتے ہین استثنا منقطع ہو یا غیر منقطع یا اور کچھ مگر

نبوت ہے استثنا ہی خلافت سے نہین ہی - اور بعد رسولؐ خدا کے نہ کہ حیات مین پس اہل حق حیات رسول خدا ہی سے خلافت حقہ جناب امیرؑ کے قائل ہین جیسا تم کو بھی عذر نہین ہے کہ حیات رسولؐ خدا مین جناب امیرؑ خلیفہ تھے - پس خلافت جناب رسولؐ خدا کا سلسلہ تا دم آخر حیات و بعد ازان بعد وفات رسولؐ خدا حیات جناب امیرؑ کے دم آخرین تک قایم رہا - اس کا استثنا حدیث مین نہین ہے - اور وہی (لفظ بمنزلہ ہارونؑ) مندرجہ حدیث ہذا نفی خلافت خلفاء ثلثہ پر دلیل کافی و وافی ہی - کیونکہ جب خلافت کا سلسلہ حیات اور بعد وفات بدستور قایم رہا - پھر غیر کی گنجائش کجا - سبحان اللہ فی وقت من الاوقات کی خوب ہی دل بھلاؤ کہانی ہے جسے سنکر بچے شیر خوار بھی ہنستے ہین ع چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا - ابھی تو آپ ابوبکر کی خلافت ثابت کر رہے تھے - اب ثانی و ثالث کدہر ہی آکودے بیل نہ کودا کودی گون - یہ تماشا دیکھے کون - حدیث حضرت علیؑ کی شان مین شرکت فی النبوت وخلافت فی غیبت اُن کی ذات خاص سے مختص آپ کے خلفاء ثلثہ تو اس سے مشرق و مغرب کا فاصلہ رکھتے ہین مگر ہان خلافت ترتیبی کے خیال نے آپ کو فی وقت من الاوقات کہنے کا موقع دیا ہے - اب ہم آپ سے خصوصاً اور تمام دنیا کے سنیون سے عموماً پوچھتے ہین کہ خلافت جناب امیرؑ کی جو حیات مین تا دم واپسین رسولؐ خدا رہ گئی جس کے تم بھی قائل ہو گئے ہو بعد وفات کے ۲۵- ۲۶- برس تک کیون معطل و بیکار ہو گئے اور رفے وقت من

الاوقات پر منحصر کرنے کی کیا وجہ کیا کوئی استثنا حدیث میں ہے کہ ابوبکر عمر عثمان جب خلافت کر لینگے تب جناب امیرؑ کی طرف پھر خلافت رجوع کرے گی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ برین عقل و دانش بباید گریست۔

اب سنئے شان و نزول اس حدیث مقدس کی جو آپ نے بیان کی ہے (کہ جناب امیرؑ کو واسطے نگرانی اپنی بی بیون و بچون کے مدینہ طیبہ مین محافظ مقرر فرمایا اور کفار اشرار نے طعن کی اُس پر آپنے رسول خداؐ سے عرض کیا کہ آپ مجھے عورتون و بچون پر خلیفہ کرتے ہین) تب یہ حدیث آنحضرت نے فرمائی شاید ایسا ہوا ہو مگر اس حدیث نے تو کفار اشرار و اُن کے ہم خیال و ہم زبان کی طعن کو خاک مین ملا دیا اور جناب امیرؑ کو تاج ہارونی پنہا کر تخت شرکت فی النبوت و خلافت بلافصل پر بٹھا دیا۔ پھر بھی وہی عورتون و بچون کی محافظت جیسا آپکو اب تک اسی قول کفار اشرار پر اصرار ہے اور حدیث نبوی سے انکار پس نہین معلوم آپ کیسے مسلمان ہین کہ قول کفار کے مصدق و مخبر صادق کی حدیث کی تکذیب ہے۔

گر تو قرآن بدین نمط خوانی ببری رونق مسلمانی

کیا حضرت موسیٰؑ نے حضرت ہارونؑ کو یہی حکم دے کر خلیفہ مقرر کیا تھا کہ عورتون و بچون کے لئے آٹا دال نمک تیل بازار سے لا دینا اور دروازہ پر رہ کر ان کی محافظت کرنا یا رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ سے فرمایا تھا کہ تم کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ تو کر جاتے ہین مگر بجز محافظت عورتون و بچون کے اور کچھ نہ کرنا جیسا اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے کہ عبداللہ ابن مکتوم کو امامت نماز

کا حکم دیا تھا واعجبا تنقیص شان ومنزلت حضرت علیؑ مین کیسی بے سروپا باتین بنائی جاتی ہین اور ایسی تاویلین اور توجیہین رکیک حکم خدا و رسولؐ مین قایم کیجاتی ہین جن سے آیت و حدیث کے معنے ومطالب الٹ پلٹ جاتے ہین مگر کچھ ہی ہو اہل سنت کو خلافت ابوبکر ہی مان لینا واجب ہے - عبداللہ ابن مکتوم کی پخر اس حدیث مین اس لئے لگائی گئی ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ حضرت علیؑ نماز بھی پڑہاتے تھے ورنہ مثل امامت نماز ابوبکر جو خلافت کی جڑ بنائی گئی ہے حضرت علیؑ بھی امام جماعت بن کر خلیفہ نہو جاین پس کوئی نہ کوئی روڑا چلتی گاڑی مین اٹکا دینا چاہتے تھے - امامت نماز کی اصلیت و وقعت ہم نے بحث امامت نماز مین لکھدی ہے کہ رسولؐ خدا نے خود ہی عبدالرحمن ابن عوف کے پیچھے نماز پڑہ لی اور مرض الموت مین آپ نے امامت نماز کے لئے کسی کی قید نہین لگائی یہ فرمایا - (کسی کو کہدو نماز پڑہاوے) پس غزوہ تبوک کو جاتے وقت آنحضرت نے حضرت علیؑ کو بمنزلہ ہارونؑ خلیفہ وجانشین کیا جیسا کہ حضرت ہارونؑ کل قوم پر سردار و خلیفہ مطلق ہوئے ویسا ہی حضرت علی بھی سردار و خلیفہ مطلق رہے پھر یہان عبداللہ ابن مکتوم کی کہان گنجایش رہی اور امامت نماز اس بیچارہ کو کیونکر نصیب ہوئی ہان اگر اس حدیث مین امامت نماز کا استثنا ہوتا تو ہم مان بھی لیتے اور کہتے کہ جب امامت نماز کی وقعت ہی کچھ نہین ہے رسولؐ خدا عام مسلمانون کے پیچھے نماز پڑہا کرتے تھے اور حکم دیتے کہ کسی کو کہدو نماز پڑہادے - تو یہ استثنا چہ معنی دارد -

بات یہ ہے کہ خلافت مطلق جناب امیر مین عبداللہ ابن مکتوم نے کبھی بحکم آپ کے نماز پڑہادی ہوگی اس پر یہ بات کا بتنگڑ بنا یا گیا ہے ورنہ کچھ اصل نہین - اسی لئے جوہر صاحب نے اس امامت کا ذکر ہی نہین کیا کہ کون ایسی بے سروپا بات

کھ کر خجالت اُٹھاوے۔

حدیث خُم غدیر یا معشر المسلمین الست اولی بکم عن انفسکم قالو بلیٰ۔

قال من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ

اے گروہ مسلمانان بقر رہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے بار خدایا دوست رکھ اُس شخص کو جو دوست رکھے اُس کو اور دشمن رکھ اُس کو جو دشمن رکھے اُس کو۔

غضب تو یہ ہی کہ تم حدیث کو کاٹ چھانٹ کر اپنے مطلب کے مطابق بنا لیتے ہو اور جو جی مین آیا معنی بیان کر کے اناپ شناپ بکے جاتے ہو۔ حدیث کے پورے فقرات تو لکھ دیتے جو اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین اور اُن پر پھر اپنی بڑ ہانکتے۔ اہل سنت نے معنون مین ایرپھیر کیا ہے مگر فقرے پورے لکھے ہین تم اُن مین بھی تصرف کرتے ہو۔ نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسولؐ۔

حدیث صحیح۔ عن البراء بن عازب و زید بن ارقم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نزل بغدیر خم اخذ بید علی فقال الستم تعلمون انی اولے بالمومنین من انفسھم قالو بلے قال الستم تعلمون انی اولے بکل مومن من نفسہ قالو ابلے۔ فقال اللھم من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ و عاد من عاداہ

فلقیہ عمر بعد ذالک فقال ھنیئاً یا ابن ابیطالب اصبحت وامسیت مولےٰ کلِّ مومن ومومنۃ رواہ احمد وفی روایتہ لہٗ اللّٰھمّ فانصر من نصرہٗ واخذل من خذلہ واحب من احبّہ وابغض من ابغضہ -

ترجمہ بلفظہ امام احمدؒ برا ابن عازب سے روایت کرتے ہین کہ رسولؐ خدا جب غدیر خم (ایک بستی کا نام ہی) پر اُترے تو علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین مومنین کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان اور دوست ہون - حاضرین بولے جی ہان ہم خوب جانتے ہین - پھر فرمایا کیا تمھین معلوم نہین کہ مین ہر ہر مومن کے ساتھ اُس کی جان سے زاید مہربان ہون - لوگون نے کہا ہان آپ ایسے ہی ہین - بعد آنحضرت نے فرمایا - خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے - بار خدایا جو علیؑ کو دوست رکھے تو اُسے دوست رکھ - اور جو اُس سے دشمنی کرے تو بھی اُس کو دشمن جان -

اس کے بعد حضرت عمرؓ نے حضرت علیؑ سے ملاقات کر کے فرمایا اے ابوطالب کے بیٹے تمھین خوشی ہو تم ہر وقت صبح وشام ہر مومن مرد اور مومن عورت کے دوست ہو - اور امام احمدؒ کی ایک روایت مین یون آیا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا بار خدایا جو علیؑ کی مدد کرے تو اُس کی مدد کر اور جو اُسے رسوا کرنا چاہے تو اُسے ذلیل کر اور جو اُسے دوست رکھے تو اُس کو دوست رکھ اور جو اُس سے دشمنی کرے تو اُس کا دشمن ہو -

یہہ حدیث وترجمہ اہل سنت کی کتابون مین لکھا ہے جسے آپ نے براہ تعصب

و دشمنی ترمیم و تنسیخ کر کے مختصر الفاظ پر محدود کر دیا ہے۔ ہماری غرض پوری حدیث لکھنے سے آپ کی خیانت و بد دیانتی ثابت کرنا ہے اور یہہ دکھانا ہے کہ آپ کی باتین سب ایسی ہی بے سر و پا مکر و تزویر کی تصویر ہین خدا آپ کے مکر سے لوگون کو بچائے اور اپنی حفظ و امان مین رکھے۔

پہلے ہم من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے معنی پر بحث کرتے ہین کہ آیا اس کے کیا معنی اور مطالب ہین مولا کے معنے اُلٹنے اور ایرپھیر کرنے مین اہل سنت نے بہت ہی کچھ پیچ و تاب اور اضطراب و اضطرار ظاہر کیا ہے مگر کچھ بن ہی نہین پڑتی۔ اب آخر زمانہ مین مولا کے معنے دوست کے بیان کئے گئے ہین۔ مگر اس پر بھی اتّفاق نہین کوئی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ اصل یہ ہے کہ اگر مولا کے معنے صحیح لیئے جاوین تو البتہ حق بات سبھی کی زبان سے نکلے مگر جبکہ حق سے انحراف ہی پر کمر باندھی تو پھر جو چاہین کہین کوئی کسی کی زبان نہین پکڑتا۔ اور مفسرون کو جانے دو اسی حدیث کے ترجمہ پر اور اپنے ترجمہ پر غور کرو تم کیا کہتے ہو اور اس حدیث کا مفسر و مترجم کیا کہہ رہا ہے تم کہتے ہو۔ اے گروہ مسلمانان مقرر ہے کہ مجھکو جان اپنی سے زیادہ دوست رکھتے ہو تم پس جو کوئی مجھکو دوست رکھے علیؑ کو دوست رکھے۔

مترجم حدیث کا ترجمہ۔ علیؑ کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا اے لوگو کیا تم نہین جانتے کہ مین جو مومنون کے ساتھ اُن کی جانون سے زاید مہربان ہون۔ یہی بات مکرر فرما کر فرمایا خداوندا جسے مین دوست رکھتا ہون علیؑ اُس کا دوست ہے آب خیال کیجئے زمین اور آسمان کا فرق ہو گیا۔ ایسا ہی اور کسی ہی ہولے

کے معنے پوچھیے تو دوسرا ہی راگ الاپے گا - بہر حال یہہ درست ہے نہ
وہ نہ دوستی کے معنے مولے کے حشر تک ہو سکتے ہین اسی حدیث کے آخر
فقرہ مین (واحب من احبه) جو اُسے دوست رکھے تو اُسے دوست
رکھ - لکھا ہی - اب فرمایئے ایک ہی حدیث مین ایک جگہہ دوست رکہنے کو من کنت
مولی اور دوسری جگہہ واحب من احبه کہا جاتا ہی یہہ کیسے معنی ہین بالکل ہی شرم
نہین رہی اور ابوبکر کی خلافت نے ایسا مخمور کر دیا کہ آنکھ ہی نہین کھُلتی -

تمام حدیثین رسولؐ خدا کی جو کتب اہل سنت مین مسطور و مذکور ہین ہم نے
ایک مین بھی دوست کو مولے کے معنے مین نہین دیکھا اور نہ کہین نشان و پتہ ہی -
حضرت علیؑ کے فضائل مین جو حدیثین لکھی ہین - اُن مین حسب ذیل فقرات
لکھے ہین بطور نمونہ پیش کیئے جاتے ہین - ترمذی مین حضرت ام سلمہ سے
روایت ہی لا یحب علیاً منافق نہین دوست رکھتا علیؑ کو منافق -

حدیث جنگ خیبر بریدہ سے یحب الله ورسوله - علیؑ کو خدا و رسول
دوست رکھتے ہین - امام احمد مطلب بن عبد الله حنطب سے روایت ہی
لا یحبه الا مومن فمن احبه فقد احبنی ومن احبنی ادخله الله
الجنة علیؑ کو دوست نہین رکھتا مگر مومن جس نے اُسے دوست رکھا
اُس نے مجھے دوست رکھا - اور میرا دوست رکھنے والا جنت مین داخل
ہو گا -

عبد الله ابن عباس سے روایت ہے کہ رسولؐ خدا نے فرمایا من احبک
فقد احبنی جس نے علیؑ کو دوست رکھا اُس نے مجھے دوست رکھا -

مسلم مین زر بن حبیش سے روایت ہو لا یحبنی الا مومن علیؑ کو مومن کے سوا دوست نرکھے گا۔

پس حدیثون مین دوست کے معنون مین یہ الفاظ مستعمل ہوئے ہین اور قرآن مجید مین اِنَّ اللّٰہ یحب المحسنین ولا یحب اللّٰہ وغیرہ موجود ہین پھر خاص کیا وجہ ہے کہ اِسی حدیث غدیر مین مولے کے معنے دوست کے لئے جاتے ہین حالانکہ اُس مین بھی احب من احبّہ دوست کے لئے موجود ہے بھائیو کلام خدا کلام رسول اللہؐ دیکھو صدہا جگہ پر دوست کے معنون مین یہی الفاظ ملین گے۔ اگر مولے کے لفظ پر دوست کے معنے رسولؐ خدا کی حدیث سے کوئی ثابت کر دے بجز اِس حدیث غدیر کے تو ہم ہارے۔ ہم سچ کہتے ہین کہ کہین بھی ایسا لفظ نہین ہے جو مولے کے معنے دوست پر صادق آوین۔ آخر حق پوشی و دین فروشی کی کچھ انتہا بھی ہے جبکہ صدہا حدیثین رسولؐ خدا نے حضرت علیؑ کی شان مین فرمائین جن مین اُن سے دوستی رکھنے کی تاکید ہے اور تمام فضائل و مناقب اُن کے علےٰ رؤس الاشہاد بیان کر دئے تو اب اس حدیث دوستی کے فرمانے کی کیا ضرورت رہی ہان یہ بات ہے کہ اس مین برخلاف اور حدیثون کے مولے کا لفظ استعمال کیا تو ضرور کوئی وجہ خاص ہونی چاہئے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ یہ حدیث شریف وفات سے دو ہی مہینے قبل کی ہے اور حجۃ الوداع کی مراجعت مین جس کے بعد نہ کوئی حج ہوا نہ کہین کا سفر بلکہ آنحضرتؐ کا دو مہینے بعد انتقال ہی ہوگیا۔ آیہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی بھی نازل ہوچکا یعنی دین کا کمال اور نعمتون کا

تمام ہونا۔ پس اب کیا باقی رہا صرف خلافت یعنی رسولؐ خدا کی نیابت
اور قائم مقامی جسے خدا اور رسولؐ ہی کی جانب سے مقرر ہونا واجب بلکہ فرض عین
تھا۔ جو اہل سنت قاموس و منتخب وغیرہ کتب لغات کا حوالہ دیتے ہین کہ
مولےٰ کے معنے مالک و غلام و دوست و ناصر وغیرہ ہین پس کیا ضرور ہے
کہ مالک ہی کے معنے لئے جاوین اور دوست وغیرہ کے نہین۔ ہم
کہتے ہین بیشک مالک و سردار ہی کے معنے سمجھنا چاہیے اور یہین بھی یہی
کیونکہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ جس کا مین مولےٰ ہون اُس کا علیؑ مولےٰ ہے
پس ضرور ہے کہ اِس حدیثؐ مین جو مولےٰ فرمایا ہے وہ سردار ہی سے مراد ہے۔
دوست وغیرہ کوئی بھی موزون و مناسب حال نہین ہین۔ اہل سنت کی
لغات کا کیا اعتبار صد ہا برس بعد بنائی گئی ہین جو معنے متناقض سرداری تھے
لکھ دیئے گئے ہان بمحاورہ عرب مولےٰ غلام کو بھی کہتے ہین۔ مگر یہان غلام
سے مراد ہو ہی نہین سکتی کیونکہ ایسا سمجھنا خبط سراپا بے ربط ہے۔ پس
سردار اور مالک کے معنے مناسب حال ہین سو وہی لئے جاوینگے۔

ہم دعوے کرتے ہین کہ جب رسولؐ خدا نے صدہا حدیثون مین دوستی
کے لفظ کو احب۔ او یحب۔ او یحبہ من احبنی۔ احبک او
یحبنی فرمایا ہے تو بجز اِس حدیث غدیر کے مولےٰ کا لفظ بھی دکھانا چاہیے
جس کے معنے دوست کے لئے گئے ہون۔ جس کا یہ کلام ہے اُسی کے
قول کی نظیر چاہیئے۔ لغت کس جانور کا نام ہے۔ ہم کو مخبر صادق کا کلام معجز
نظام پر عمل چاہیئے جس سے صاف اور صریح مولےٰ کے معنے مالک

اور سردار کے ظاہر ہوتے ہین اور بیشک و شبہہ یہی ہین۔

سوال ۔ آپ لکھتے ہین اس حدیث کو مورخین اور اہل سیر نے اسطرح لکھا ہے کہ صحیح قصہ صرف اسقدر ہے کہ حضرت رسول خدا نے جب حجۃ الوداع سے مراجعت فرمائی اور آپنے قیام مقام خم غدیر مین کہ یہہ موضع درمیان مکہ معظمہ و مدینہ منورہ کے واقع ہے کیا وہان بعض اشخاص نے ہمراہیان جناب امیرؑ سے جو لشکر گروہی جناب موصوف کے مہم یمن پر مامور ہوئے تھے شکایت جناب امیرؑ کی حضور مین رحمۃ العالمین کے کی۔ حضرت نے بہ نظر دور اندیشی کے اپنے دل مبارک مین خیال فرمایا کہ اگر ماتحت لوگ اپنے افسر سے ایسی ہی بدگمانیان کرینگے تو انتظام اسلام مین یقیناً خلل واقع ہوگا اور بسبب پیش بینی کے حضرت نے یہہ بھی مصلحت سمجھا کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اس لئے خیر خواہ عالم و برگزیدہ عالمیان نے خطبہ عام فرمایا تاکہ تمام حضار کو معلوم ہو جاوے کہ جو کوئی اپنے افسر کے نسبت ذرہ برابر بھی گستاخی کرے گا وہ مصداق حدیث موصوفہ بالا کا ٹھہرے گا۔

جواب ۔ واہ میان جوہر صاحب آپنے خوب ہی کہانی چرب زبانی سے سنائی بہت دل خوش ہوا۔ مگر جبکہ کسی راوی کا نہ نام ہے نہ کتاب کا حوالہ پھر کیونکر ایسی کہانیون پر لوگ اعتبار کرینگے ۔ مرد خدا کبھی تو سچ بولو لعنت اللہ علی الکاذبین۔

امام احمد عمرو بن شاس سے روایت کرتے ہین کہ مین حضرت علی کے

ساتھ یمن کیطرف گیا اُنھون نے مجھ پر کوئی زیادتی کی بات کی جب مدینہ مین آیا تو علیؑ کی شکایت مسجد مین لوگون سے کی اور اِس شکایت کی خبر رسول اللہ کو پہونچی۔ اِس کے بعد مین ایک دن مسجد مین گیا اور رسولؐ خدا مسجد مین اپنے یارون کی جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ مجھے آپ گھورنے لگے اور فرمایا ای عمرو خدا کی قسم تو نے مجھے ایذا دی مین نے کہا ای رسولؐ خدا مین آپ کے ایذا دینے سے خدا سے پناہ مانگتا ہون فرمایا کیا تجھے معلوم نہین کہ جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی۔

امام احمد مین عمران بن حصین سے روایت ہی کہ رسولؐ خدا نے ایک لشکر بھیجا اور اُس پر علیؑ ابن ابیطالب کو امیر بنایا اور وہ لشکر مین گئے پھر غنیمت کے مال مین سے انھون نے ایک لونڈی لے لی لوگون نے اُسے بُرا جانا اور چار صحابیون نے آپسمین معاہدہ کیا کہ جب رسولؐ خدا کے پاس جائینگے تو اِس کی خبر کرینگے پھر جب وہ آپ کے پاس آئے تو اُن چارون شخصون مین سے پہلے نے کھڑے ہو کر کہا ای رسولؐ خدا دیکھئے علیؑ ابن ابیطالب نے ایسا ایسا کیا آنحضرتؐ نے اُس سے مُنھ پھیر لیا۔ پھر دوسرے نے کھڑے ہو کر اُسی طرح کہا آپ نے اُس سے بھی مُنھ پھیر لیا۔ تیسرا اور چوتھا کھڑا ہوا آپ نے اُن دونون سے بھی اعراض کیا۔ پھر رسولؐ خدا انکی طرف متوجہ ہوئے اور غصہ کے آثار آپ کے چہرۂ مبارک مین پہچانے جاتے تھے پھر فرمانے لگے تم علیؑ سے کیا چاہتے ہو اور یہہ کلمہ تین مرتبہ فرما کر کہا علیؑ مجھ سے ہی اور مین علیؑ سے اور علیؑ کے سوا کوئی میرا قرض ادا نہ کرے۔

کیون میان جوہر صاحب یہہ قصہ تو مدینہ طیبہ اور مسجد نبویؐ کا ہے آپ نے خم غدیر

مین کہان جا کھینچا ع بہین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا- دروغ گورا حافظہ نباشد
بس منافقین نے انھین دو موقعون پر حضرت علیؑ کی شکایت کی ہے حدیثون سے
یہی پایا جاتا ہے - اگر کسی مورخ متعصب نے مثل آپ کے کوئی جھوٹی روایت
لکھ دی ہو تو بمقابلہ حدیث کے مورخ کے قول کا اعتبار نہین ہو سکتا-
آپ کا یہہ قیاس صحیح ہوگا کہ بسبب پیش بینی کے حضرتؐ نے یہہ مصلحت سمجھا
کہ اگر خاص شاکیون سے ہی کہا جاوے گا تو عام لوگ متنبہ نہونگے اس لئے
خطبۂ عام فرمایا - الحمد للہ کہ اُن عام مین آپ کے خلفائے ثلثہ بھی شامل تھے
تبھی تو جناب عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو مبارکباد دے کر کہا کہ اے ابیطالب
کے بیٹے مبارک ہو کہ تم ہر صبح و شام ہر مومن مرد و ہر مومن عورت کے مولا ہو جس مین
جناب عائشہ صدیقہ و حفصہ بھی داخل ہونگی-
سوال - آپ کہتے ہین اس کی مثال ایسی کہ کوئی تحصیلدار چند چپراسیون کے ساتھ
اپنے جمعدار کو تحصیل مال کے لئے بھیجے چپراسی کام مین غفلت کرین یا تحصیلدار سے جمعدار
کی جھوٹی شکایت کرین تو تحصیلدار کو ضرور ہے کہ اپنے ماتحت کے کل ملازمان کو جمع
کر کے عام حکم سنا دے کہ اگر کوئی اپنے افسر کی اطاعت مین کمی کرے گا تو وہ
مجرم قرار دیا جاوے گا - اس لئے کہ اہانت جمعدار عین اہانت تحصیلدار ہے
مگر مراتب فیمابین مین زمین آسمان کا فرق ہے اسی طرح سے مراتب رسولؐ خدا
اور حضرت مرتضےٰ مین بعد المشرقین کا فرق ہے -
جواب - ہم کہتے ہین آپ یہہ رائے اپنی حکام بورڈ کے پاس بھیجئے وہ
قانون مال مین داخل کر دینگے آپ کو کچھ انعام بھی ملجائے گا -

آپ سُن چکے ہین کہ شکایت کرنے والون کو رسولؐ خدا کے دربار عالی سے کیا سزا ملی اور شکایت بیجا کرکے موذی و مغضوب رسولؐ خدا بنے یہ کسر البتہ باقی رہ گئی کہ مُنھ پر دوچار جوتیان تڑاتڑ پڑ جاتین۔

حضرت علیؑ کا شرف دوبالا ہوگیا یعنی علیؑ مجھ سے ہی اور مین علیؑ سے جس نے علیؑ کو ایذا دی اُس نے مجھے ایذا دی قول مخبر صادق۔ پھر اب بھی مراتب مین بعد المشرقین رہا یا دوچار منزل اور قریب آگیا۔

اللہ اکبر آپنے فرق مراتب اور بعد المشرقین کھنے کو یہ مثال دی ہے۔ ورنہ اس سے کچھ مناسبت ہی نہین۔ خاص کی شکایتون پر عام کو تکلیف دیجاوے اور ایک ایسا مجمع کیا جاوے جس مین بروایت اہل سنت ستر ہزار اور بروایت اہل حق ایک لاکھ چند ہزار اور پھر بات وہی جو صد ہا مرتبہ لوگ سُن چکے تھے یعنی علیؑ کو دوست رکھنا مجھے دوست رکھنا ہے نہ خاص شکایت کا مذکور نہ اُن شاکیون پر کچھ عتاب و خطاب معاذ اللہ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ رسولؐ خدا صاف بات کھنے اور مسلمانون پر عتاب کرنے سے ڈرتے تھے جسے تقیہ کہتے ہین۔ کیون ایسی لغو و پوچ باتین لکھ کر اپنے مذہب کو ہنسواتے ہو خدا سے ڈرو اور رسولؐ خدا پر تو بیجا اتہام نہ کرو۔ مگر تم کو شرم کہان۔ دیکھو تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جو تمہارے پیر و مرشد ہین لکھتے ہین۔ نقل کفر کفر نباشد۔ رسولؐ اللہ کا مرتبہ خدا کے سامنے مثل ایک چمار کے ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ

(شیوۂ کفر بھی ہے دعوے اسلام بھی)

سوال۔ آپ لکھتے ہین کہ شیعہ جناب امیرؑ کو نفس رسولؐ سے مناسبت

رکھی دبتے ہین اُس کی تردید مُلّا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر خلاصۃ المنہج سے بخوبی ہوتی ہے
آخر سورہ توبہ مین تفسیر آیہ کریمہ اِنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُونَ کی اس طرح پر لکھی ہے
ایشان گروہے اند کہ درنمی یابند حق را و فہم نمی کنند از غایت نفاق در رسوخ کفر و عناد
در باطن ایشان در ان تدبیر نمی کنند تا حق را دریابند - بعد از ذم اہل کفار و نفاق و وعید
ایشان بہ عقاب بر سبیل عموم خطاب بجمیع بندگان می کنند کہ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ
أَنفُسِكُمْ ترجمہ کاشانی بر تحقیق و یقین کہ آمد بہ شما اے کافہ مسلمانان فرستادہ بحکم
خدا یعنی از جنس شما در بشریت تا بواسطہ جنسیت با او مخالط نمائید و بروجہ سہولت افادہ
و استفادہ در خود گیرید -

یا آمد اے اہل عرب رسولے از شما متکلم بہ لغت شما یا از قبیلہ شما - اس عبارت
سے ظاہر ہے کہ عام مسلمانوں کو بہ سبب بشریت و ہم جنسیت کے رسول خدا سے
مشابہت تھی اُس مین تخصیص جناب امیرؑ کی کیا باقی رہی -

جواب - ہم کہتے ہین تفسیر مذکور مین تین باتین ہین از جنس شما در بشریت - یا
رسولے از شما متکلم بہ لغت شما - یا از قبیلہ شما - پھر تخصیص بشریت و ہم جنسیت
کی کہان رہی اور لو فرضاً بشریت و جنسیت ہی سہی تو اس سے یہی ثابت
ہوگا کہ جنس انسان سے ہم نے رسولؐ بھیجا تاکہ تم بھی انسان ہو اُس کے ساتھ
مکالمت و مجالست و مخالطت کرو اور اُس کی باتین سنو - یعنی تم کو یہ عذر نہ ہو
کہ رسولؐ ہمارا غیر جنس تھا - اُس کی باتین ہم نہین سمجھ سکتے نہ اُس کے ساتھ ہماری
مخالطت و مجالست ہو سکتی ہے اور کوئی بات اس تفسیر سے نہین نکلتی - حالانکہ ہوئے
از شما متکلم بہ لغت شما - و از قبیلہ شما بھی موجود ہے مگر چونکہ تم کو حضرت علیؑ کے

ساتھ صریحاً کدوکاوش ہی جہاں لفظ انفسکم دکھائی دیا جم ٹھونک کر موجود ہوگئے
کہ اس میں تخصیص جناب امیر کی کہاں ہی۔ اب ہم سے سنو جہاں تخصیص ہی آیہ مباہلہ
میں انفسنا و انفسکم و ابناءنا و ابناءکم ونساءنا ونساءکم بولاؤ اپنے نفس کو اور
لڑکوں کو اور عورتوں کو جب مشرکوں نے یہ خواہش کی تو رسول خدا حضرت علیؑ و فاطمہؑ
و حسنؑ و حسینؑ کو مباہلہ کرنے لے گئے پس ابناءکم میں حسنؑ و حسینؑ و نساءکم میں حضرت
فاطمہؑ و انفسکم میں حضرت علیؑ قرار دیئے گئے باقی تمام دنیا کے مسلمان رسول
خدا کی ہمجنسیّت سے خارج ہوگئے اور کسی کو دعوے نرہا کہ رسول خدا کے ہم جنسیّت کی
غبار راہ سے بھی مشابہت کرے پس اسطرح حضرت علیؑ کو رسول خدا کے نفس سے
مناسبت کلّی ہوگئی۔ کیوں صاحب آپنے اس انفسکم کو قرآن مجید میں نہ دیکھا
اور تفسیر فریقین پر توجہ نہ کی جس سے بُعد المشرقین کا حال ظاہر ہوجاتا مگر آپ تو عام پر فریفتہ
ہورہے ہیں خاصان خدا و رسول سے کیا غرض۔

سوال۔ آپ کہتے ہیں ملا فتح اللہ کاشانی کی تفسیر سورہ مائدہ پارہ لایحبّ اللّٰہ میں جو قوم ہے
یسار کہ مولے رسول بود با چند نفر از عقب الشان رفت۔ دیکھو بخوبی ثابت ہوگیا
کہ مولے بمعنی اولے نہیں ہے بلکہ بمعنی غلام کے ہیں۔

جواب۔ ہم کہتے ہیں مولے بمعنی غلام صحیح و درست و بجا مگر حدیث من کنت
مولاہ سے اور غلام سے کیا مناسبت ہے اگر تم اس طرح معنے اس حدیث کے
فرض کرو کہ جو میرا غلام ہے وہ علی کا غلام ہے تو چونکہ کل مسلمان چہ مرد چہ عورت
سبھی حضرت رسول خدا کے غلامان غلام میں سے ہیں ہم بھی تسلیم کرینگے کہ جیسا
کل اُمّت رسول خدا کے غلام ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی اُن غلاموں کے

مولے ہوئے چلو جھگڑا طے ہوا۔ اگر یہہ کہو کہ معاذ اللہ جس کے رسول خدا غلام ہین اُس
کے حضرت علیؓ بھی غلام ہوئے تو صریح کفر ہوگا پھر آخر اِس لفظ مولے بتصرف اولے
کو کہان اِسطرح کہاؤگے جس سے مخبر صادق کے قول کی پوری تصدیق ہو پس اب وہی سردار
و مالک مولے متصرف اولے کے معنے قبول کرنی پڑینگے جس سے تم کو مشرق سے
مغرب تک گریز ہے مگر مجبوری ہے۔ ہمسے سنو اہل عرب نے غلام کو مولے اِس وجہسے
کہا ہے کہ محض بے بس و بیکس نہ مان نہ باپ نہ عزیز نہ آشنا بذریعہ خرید و
فروخت قبضہ مین رہتا ہے ہرطرحپر پابند او مقید پس اُس کے دل افزائی و خوش
کرنے کو مولے کہدیا یعنی جو سردار و مالک کو کہا جاتا ہے وہی غلام
کو بھی اور غلام و بندہ کا لفظ انسان کو کریہہ بھی معلوم ہوتا ہے پس ایسے لقب سے مخاطب
کیا جو ناگوار بھی نہ ہوا اور اُس کی خوشی کا بھی باعث ہو۔ ہندوستان ہی کے
محاورہ پر خیال کرو کہ نائی و درزی وغیرہ کو بالعموم خلیفہ کہتے ہین پس کیا وہ آپکے مانی
ہوئے خلیفہ کی برابر ہو جائینگے یا خاکروب و بھٹیارون کو عموماً مہتر و مہترانی کہتے
ہین یا انگریزون کے خدمتگارون کو سردار کہتے ہین پس کیا یہہ لوگ واقعی مہتر
و سردار ہو گئے نہین بلکہ نائی درزی خاکروب بھٹیارہ کہنے سے اُن کو ایک
طرحکی حقارت معلوم ہوتی ہے اسی لئے خلیفہ و مہتر وغیرہ الفاظ استعمال کیئے جاتے
ہین جن سے وہ خوش رہتے ہین۔ اور کام بھی اچھا کرتے ہین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین اگر اِس پر بھی قدح کیجائے تو مولے بمعنی اولی نہین
بلکہ اولے ترین سہی مگر شیعہ صرف اس بات کو حدیث موصوفہ سے
ثابت کردین کہ حدیث مین کونسا لفظ ایسا ہے جس سے جناب امیرؑ خلیفہ

بلا فصل سمجھے جاتے ہین

جواب - ہم کہتے ہین تم بالکل بچون کی سی باتین کرتے ہو فعلیؑ مولاہ کا لفظ خلافت بلا فصل جناب امیر ثابت کر رہا ہی یا اس مین بھی مثل حدیث تشبیہ ہارونی کچھ استثنا رہی - صرف دو لفظ ہین مَن کنت مولاہُ فعلیؑ مولاہ پس اس سے زیادہ اتصال اور ہمجنسیت بلا فصل مین کیا چاہتے ہو - تم کہو گے ابوبکر کی امامت نماز مرض الموت جس سے ڈہائی تین سال کا فصل سمجھا جاتا ہے مگر آپ دیکھ چکے کہ اُس امامت کے ایسے دہوئین بکھرے کہ نہ زمین کے رہے نہ آسمان کے - بعد ازان ثانی وثالث کی خلافت کا فصل جو بیس ۲۰ اکیس ۲۱ سال ہوا جسے استخلاف وشورہ پر حمل کروگے جسکا اس حدیث مین ذکر ہی نہین پس یہی ماننا پڑے گا کہ جو امر اس حدیث مقدس کے مغایر و خلاف ہی وہ مردود و سطر و دعند اللہ و عند الرسول - کیون صاحب من کنت مولاہُ فابوبکر مولاہُ فعمر مولاہُ فعثمان مولاہُ فعلی مولاہُ یہ فصل تو پسند کروگے اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم

یا ایھا الرسول بلّغ ما اُنزل الیک من ربک

وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک

من الناس ان اللہ لا یھدی القوم الکافرین

اس آیہ کریمہ کے اوصاف اور سبد ہا لفظی سنئے یہ ہین کہ ای رسولؐ پہونچا اُسے جو نازل کیا گیا ہی تیرے رب کیطرف سے اور اگر نہ پہونچایا تو نے تو تبلیغ رسالت نہ کی اور اللہ نگاہ رکھے گا تجھے شر زمان سے تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو - پس اس آیہ کریمہ کے الفاظ مختصر جن کے معنے اور

مطالب صاف طور پر آفتاب عالمتاب کی طرح چمک رہے ہیں یعنی اللہ جل شانہٗ نے اپنے رسولؐ مقبول کی طرف خطاب کر کے ارشاد کیا ہے کہ جو حکم تم کو دیا گیا ہے اُسے اپنی امت کو پہونچادو اگر تم نے وہ حکم نہ پہونچایا گویا رسالت ہی ادا نہ کی۔ اللہ تم کو آدمیوں کے شر سے محفوظ رکھے گا کیونکہ تحقیق اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا یعنی اُن کی مجال نہیں کہ دخل در معقولات کریں۔ میاں جوہر صاحب نے بلّغ ما انزل الیك من ربك سے مراد احکام شرعیۃ مثل صوم و صلوٰۃ حج و زکاۃ لیا ہے اور تفسیر کاشانی کا حوالہ دیا کہ اُس میں (احکام شرعیۃ) لکھا ہے حالانکہ تفسیر میں احکام شرعیہ کا لفظ ضرور ہی مگر صوم و صلوٰۃ حج و زکوٰۃ جوہر صاحب کی رائے ہی نہ کاشانی کی کیونکہ کاشانی نے اس آیہ کریمہ کا خم غدیر میں نازل ہونا اور حضرت علیؑ کا خلافت پر منصوب ہونا بھی تفسیر میں لکھا ہے پس ظاہر ہو گیا کہ کاشانی نے احکام شرعیۃ میں خلافت کو جزو اعظم قرار دیا ہے جیسا اہل حق اصول دین میں امامت کو رکن اعظم سمجھتے ہیں اور واقعی ہے بھی ہی۔

اب اہل انصاف و صاحبان ایمان و ایقان حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہٗ و اس آیہ کریمہ کے معنے و مطالب و مضامین پر غور کریں اور جیسا خدا و رسولؐ نے اس آیت سراپا خیر و برکت و حدیث منْ کنت مولاہٗ سے خلافت کی بابتہ فیصلہ ناطق فرمایا ہے ویسا ہی وہ بھی بمصداق اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول حق بحقدار پہونچائیں۔ ناحق تاویلیں بیجا توجیہیں جو لوگ کر رہے ہیں تھوڑی توجہ کرنے سے معلوم ہو جائے گا کہ حق پرست کون ہے اور باطل پرست کون۔

اب دیکھنا چاہیے کہ یہہ آیہ کریمہ کب نازل ہوا اور اس کی شان نزول کیا ہی
فریقین کی تفسیرین روایتین دیکھی جاتی ہین تو اُن سے صاف طور پر یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ حجۃ الوداع کے زمانہ مین یہہ آیت نازل ہوئی جو قریب وفات زمانہ رسولؐ خدا کا
تھا - اہل سنت کہتے ہین مکہ مین حج کے ایام مین اس کا نزول ہوا شیعہ کہتے ہین خم غدیر
مین وقت مراجعت حجۃ الوداع سے پس ظاہر ہوا کہ اس آیہ کا نزول غلبہ اسلام مین ہوا
اور اس بات پر بھی سب کو اتفاق ہے کہ جو احکام شریعت خدا کی جانب سے رسول اللہؐ
کو وقتاً فوقتاً پہونچتے رہے وہ بجنسہ اور بعینہ بلا تامل و توقف آنحضرت امت کو پہونچاتے
رہے کسی حال مین آنحضرتؐ نے تبلیغ رسالت مین توقف ہی نہین کیا کیونکہ رسالت
آپ کی احکام رسانی خدا پر منحصر تھی حالانکہ شروع بعثت مین کفار قریش نے
اللہ اکبر کیسی کیسی ایذائین اور تکلیفین آپ کو دین اور ہر وقت آپ کا جسم و جان خطرہ مین
رہتا مگر ان شدائد و تکالیف پر بھی آپ تبلیغ رسالت سے باز نہ رہے اور جو حکم خدا
کی طرف سے ملا فوراً بلا تامل پہونچا دیا اگر ہم مثل جوہری صاحب کے صوم و صلوٰۃ
حج و زکوٰۃ احکام شریعت کو اس آیہ سے مناسبت دین تو بعد المشرقین کے مصداق
بنجاینگے کیونکہ قبل نزول اس آیہ کریمہ کے یہہ سب کچھ ہوتا تھا لوگ نماز بھی پڑہتے
روزہ بھی رکھتے زکوٰۃ بھی دیتے حج بھی کرتے تھے اور بھی اوامر و نواہی داخل
شریعت ہو چکے تھے چنانچہ ان باتون کے لئے متعدد آیتین قرآن مین موجود ہین -
ان احکام شریعت اور اس آیہ کریمہ سے کچھ لگاؤ ہی نہین پایا جاتا - وان لم تفعل فما بلغت
رسالتہ اگر نہ پہونچایا تو نے تبلیغ رسالت نہ کی - تو اس سے صاف پایا جاتا ہے
کہ کوئی حکم رسولؐ خدا کو منجانب خدا پہونچا آپ نے مصلحتاً کچھ تامل فرمایا تب

خداوند جل وعلیٰ کیجانب سے یہہ خطاب ہوا۔ دوسرے واللہ یعصمک من الناس اللہ نگاہ رکھے تجھے شر مردمان سے یہہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ آنحضرتؐ کو اس حکم کے پہونچانے مین شریرون کی شرارت کا بھی اندیشہ تھا تب ہی تو خدائے پاک نے حفاظت و نگہبانی کا وعدہ فرمایا۔ پھر صاف فرما دیا۔ ان اللہ لایھدی القوم الکافرین تحقیق اللہ نہین راہ دیتا کافرون کو۔ یعنی اس حکم کے پہونچانے مین کافرون کو کچھ دخل نہین۔ مصلحتاً تامل فرمانے پر آپ کھینگے کہ جبکہ آنحضرتؐ نے احکام خدا کے پہونچانے مین کبھی تامل ہی نہین کیا تو یہہ تامل کیسا۔ یہہ تامل ایسا ہے کہ یہہ حکم ایک خاص امر کے واسطے تھا۔ اور حضرت جبرئیل کی زبانی روزہ نماز وغیرہ کے لئے نہ تھا کہ تامل کرنے سے قضا وکفارہ لازم آئے گا۔ پس آنحضرتؐ کو یہی مصلحت انسب واحسن نظر آئی کہ اگر کچھ دقعہ ہوا تو کچھ ہرج نہین اور یہہ بھی پایا جاتا ہے کہ خاص حکم خداوندی ایسا نازل ہو کہ داخل کلام اللہ سمجھا جاوے پس اس تامل مین کچھ مضائقہ نہین۔ ہان جب یہہ آیہ کریمہ نازل ہوا فی الفور آپ نے تعمیل کی۔ جس کی تفصیل یہہ ہے کہ جب حجۃ الوداع سے آنحضرتؐ نے مع کل ہمراہیان رکاب فیض انتساب مراجعت فرمائی تو حضرت جبرئیل وکیل رب جلیل خدا کا تحفہ درود وسلام لیکر آپ کے پاس حاضر ہوئے اور عرض کی کہ خدائے عز شانہ فرماتا ہے کہ اب زمانہ وصال قریب ہے آپ اپنے نفس اور بھائی علیؑ کو بہ نفس نفیس وصی وخلیفہ وجانشین فرمائین اور کل اُمت کو حاضر و غائب آگاہ کردین کہ بعد میرے میرا بھائی علیؑ ابن ابی طالب میرا خلیفہ وجانشین ہے یعنی جیسا مین کل اُمت کا ہولے بہ تصرف اولے ہون اُسی طرح

بعد میرے علیؑ کل اُمّت محمدی کا چھ مرد چھ عورت ہووے اُسکے تصرف اور ولی ہی۔
چونکہ یہ حکم فوری نہ تھا کہ اُسی وقت تعمیل کیجاتی نہ کسی آیہ کا نزول تھا پس
آپ نے توقف کیا کہ کسی وقت خاص پر اس کا اعلان کر دیا جاوے گا اور یہ بھی
خیال مبارک مین آیا کہ علیؑ ابن ابی طالب کی جانب سے یارون کے دل صاف نہین
منافقین صحابہ حاضر و غائب اُن کے شاکی رہتے ہین اور ایک جماعت کثیر
اصحاب اُن کے مراتب و مدارج پر حسد و بغض رکھتے ہین (جس کا علم خدا و
رسولؐ ہی کو تھا) (منافقین کا حال دیکھو حدیث نمبر ۲ و حدیث شاکیان
لشکر یمن) پس کیا عجب کہ مشککین و حساد یہ سمجھین کہ اپنے بھائی کو ہم پر امیر
بناتے ہین اور اپنی طرف سے منصب خلافت و امامت دیتے ہین عجب نہین
کہ کچھ شرارت کرین کیون کہ فقرہ واللہ یعصمک من الناس خدا نگاہ رکھے گا شر
مردمان سے) اسی پر دلالت کرتا ہے کہ رسولؐ خدا کو شر مردمان کا ضرور خیال
تھا) اب یہ امر کہ ایک جگہ من الناس فرمایا دوسری جگہ کافرین پس ظاہر ہوتا ہی
کہ من الناس سے کل ہم اہیان مراد ہین اُن ہین سے جو لوگ خدا اور رسولؐ کے
حکم کو نہ مانین کان من الکافرین اب انحضرتؐ منزل بہ منزل سمت مدینہ طیبہ تشریف
لے چلے - جب غدیر خم پر مقام ہوا تو یہان سے کئی راستے اطراف و جوانب
کو نکلے تھے پس اس مصلحت سے کہ مجمع منتشر نہ ہو اور سب کے سب اس حکم
ربّی کو کانون سے سن لین اور علیؑ ابن ابی طالب کو آنکھون سے دیکھ لین
یہ آیہ وافی ہدایہ نازل ہوا کہ اے میرے رسولؐ پہونچا اُس حکم کو جو تیرے
پاس زبانی جبرئیل کے پہونچا ہے اگر تو نے وہ حکم نہ پہونچایا تو گویا تبلیغ رسالت

نہ کی اللہ شر مردمان سے تجھے محفوظ رکھے گا۔ کافرون کو دخل در معقولات
کرنے کی صورت مین وہی سزا کفر کی۔

بس اب توقف و تامل کیسا — حیّ علیٰ خیر العمل کی صدائین بلند ہوئین ۔ آنِ واحد
مین بروایتے ستر ہزار و بروایتے ایک لاکھ چند ہزار کا مجمع ہو گیا تبلیغ رسالت
کے لئے ممبر کا ہونا ضرور تھا۔ اونٹون کے کجاوے ایک دوسرے پر رکھکر
بلند ممبر نصب کیا گیا جناب سرور انبیا محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ اُس پر
رونق افروز ہوئے۔ بعد خطبۂ حمد و ذکر اکرام و انعام خدا آیہ یا ایھا الرسول
کی تلاوت فرمائی اور حضرت علیؑ ابن ابی طالب غالب کل غالب کا ہاتھ
تھام کر بلند کیا تاکہ سب حاضرین مجمع دیکھ لین کہ یہہ بعد رسولؐ خدا ہمارے سولے
بتصرف اولےٰ ہین ۔ دیکھو حدیث غدیر بسند رجہ رسالہ ہذا) اخذ بید علیؑ
بعدہٗ آنحضرتؐ نے کل حاضرین سے مکرر و سہ کرر عہد لیا فقال الستم تعلمون
انی اولےٰ بالمومنین من انفسھم قالو بلےٰ ۔ قال الستم تعلمون انی اولےٰ
بکلّ مومنٍ من نفسہ قالوا ـــ بلےٰ کیا مین تمہاری جانون سے اولیٰ
یعنی بہتر و برتر نہین ہون ۔ کیا مین کل مومنین کی جانون سے اولےٰ نہین
ہون ۔ حاضرین نے جواب دیا بیشک آپ ہماری جانون سے عزیز تر
ہین یہہ اس قسم کا عہد ہے جس سے بڑھ کر ممکن ہی نہین یعنی جان سے کوئی
چیز عزیز نہین مگر آنحضرتؐ نے اُس جان سے بھی اپنے کو اولےٰ یعنی
بہتر و برتر فرمایا اور کل حاضرین نے قبول کر کے کہا بیشک آپ ہماری
جانون سے بہتر و برتر و عزیز تر ہین ۔ آنحضرتؐ کا مقصد ایسے عہد لینے سے

یہ تھا کہ جبکہ اپنی جانون سے مجھے عزیز تر قبول کر لین گے پھر تو میرے
قول وفعل کو راست سمجھینگے اور انحراف نہ کرینگے - پس فرمایا من
کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ اللّٰہم وال من والاہ وعاد من عاداہ
اللہم فانصر من نصرہ واخذل من خذلہ واحب
من احبہ والبغض من البغضہ جنکا مین ہوںلے ہون
یعنی جنکی جانون تک پر بھی مین اولے بتصرف ہون فعلیؑ سولاہ انکا
علیؑ بھی ہولے بتصرف اولے ہے - خداوندا علیؑ کے دوست کو دوست
اور علیؑ کے دشمن کو دشمن رکھ اور جو علیؑ کی نصرت کرے اُس کی تو
نصرت کر اور جو علیؑ کو مخذول کرنا چاہے تو اُسے مخذول کر اور جو علیؑ کا دوست
ہو اُس کے ساتھ تو بھی دوستی کر اور اُس کے دشمن کے ساتھ
دشمنی -

خلیفہ عمر بعد ذالک فقال خفیاً یا ابن ابی طالب
اصبحت وامسیت مولےٰ کل مومنٍ ومومنۃٍ پس ملاقات کی عمر نے اور کہا
مبارک ہو لے علیؑ ابن ابی طالب کہ تم ہر صبح وشام کل مرد مومن اور
کل عورت مومنہ کے مولے ہو - ہم نے اصلی یعنے جو حدیث کے
ہین لکھے ہین - اہل سنت بیجا ہیر پھیر بعضون کے کرتے ہین مگر کچھ بن ہی
نہین پڑتی - اب جوہر صاحب بقول خود احکام شرعیہ صوم وصلوٰۃ حج و
زکوٰۃ وغیرہ سے اِس آیت کو مناسبت دیدین اور بتلائین کہ کن احکام
شرعیہ کے پہونچانے مین رسول خدا نے تامل کیا جس پر وان لم تفعل فما بلغت

رسالتہ کا فقرہ موزون و مناسبت کلّی رکھتا ہو جیسا ہم نے ثابت کیا ہے۔

اللہ جل جلالہ و عم نوالہ اگر اس کی نظیر اسلام کیا تمام عالم کی تاریخ مین دکھادو کہ کبھی کسی کی خلافت امامت وصایت کی بابتہ یہہ اہتمام یہہ انتظام یہہ عہد و پیمان یہہ خدا کا آیہ یہہ حدیث یہہ دستگیری و ہمباتگی یہہ ہوئے وا ونے کی الفاظ یہہ دعار سول خدا کی یہہ عمر خطاب کی مبارکباد کبھی کانون نے بہی سنا ہے انگہ تو مثل دیدار خدا دیکھہ ہی نہین سکتی اب آیہ یا ایھا الرسول و حدیث غدیر سے مناسبت کلّی ہو گئی یا کچھ کسر باقی رہ گئی۔ شپرہ چشم کو اگر دن مین نہ دکھائی دے تو چشمۂ آفتاب کا کیا گناہ ہی۔ اگر تم کہو مفسرون نے باہم اختلاف کیا ہی کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کھینچتے اپنی اپنی رائے مفسر کا قول آیہ و حدیث تو ہی نہین کہ خوانخواہ مانا ہی جاوے ہم کو بھی اللہ نے عقل عطا کی ہے ہم ایسے مختصر الفاظ کے صاف و سیدھے معنے چھوڑ کر کیون اختلاف مین پڑین اور تاویلون کے مقلد ہون۔ یہہ آیہ محکمات مین ہے متشابہات مین نہین کہ ادہر اُدہر بھٹکتے پھرین۔

سوال۔ آپ کہتے ہین خداتعالیٰ نے آیہ موصوفہ مین وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فرمایا یعنی اپنی ذات سے انجام دے (احکام شرعیہ ہون یا کچھ بھی) اگر آیہ کریمہ کو کچھ بھی مناسبت بلا فصل جناب امیر سے ہوتی تو خدائے تعالےٰ بجائے وَ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ کے و ان لم تبلغ فرماتا۔ اس سے معلوم ہوا آیہ موصوفہ کو خلافت سے کوئی تعلق نہین۔

جواب - ہم کہتے ہین بیشک وان لم تفعل فرمانا درست و بجا ہی یعنی اپنی ذات خاص سے اس کام کو انجام کر اگر ایسا نہ کرے گا تو گویا تو نے تعمیل رسالت نکی - دیکھو آنحضرتؐ نے اسی ارشاد خداوندی پر عمل کرکے بہ نفس نفیس خود ہی جناب امیرؑ کو خلیفہ مقرر کیا اتبو وان لم تبلغ کی ضرورت نرہی - تم کلام اللہ مین اصلاحین کیا کرو جیسا تمہارے سلف نے کیا ہی -

سوال آپ کہتے ہین دوسری روایت مین مفسرؔ نے یون لکھا ہی کہ عیاشی از جابر بن عبد اللہ نقل کردہ کہ حضرت رسولؐ مامور شد بہ نصب امیر المومنین - ترسید کہ اگر مردمان را بہ آن خبر دہند گویند با پسر عم خود محابا میکند و از نزد خود منصب ولایت بہ او میدہد و اور اطعن کنند - خداوند این آیہ فرستاد در غدیر خم و حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت و این خبر بخاص و عام رسانید -

اگرچہ روایت جابر مین بھی صرف یہی دعوے ہی کہ حضرت امیر المومنین را خلیفہ خود ساخت - نہ یہ کہ خلیفہ بلافصل خود ساخت - جب بقول جابر جناب امیرؑ کی خلافت بلافصل ثابت نہ ہوئی تو فقط خلافت فی وقت من الاوقات پر اسقدر اصرار و تکرار کیون ہی اس کا تو اہل سنت کو بھی بدل و جان اقرار ہی -

جواب ہم کہتے ہین اہل انصاف جوہر صاحب کی اس نادانی و کم فہمی و کجبحثی کو خود ہی خیال کرلین اس کا کیا جواب ہے کہ خلیفہ خود ساخت نہ کہ خلیفہ بلافصل خود ساخت کیون صاحب جابر کی روایت سے یہ پایا جاتا ہی کہ بعد ابو بکر و عمر و عثمان فی وقت من الاوقات خلیفہ خود ساخت ہ

گر ہمین مکتب و ہمین ملّا ۔ کار طفلان خراب خواہد شد

سوال - آپ کہتے ہین اگر کلام ہی تو صرف اولے بتصرف پر ہے سو یہ گمان بھی شیعون کا غلط ہی کیونکہ یہہ سب کلمے ایک ہی مصدر سے مشتق ہوئے ہین پھر تصرف کیسا اگر تصرف ہوتا تو بجائے اولے ہنٹ کے مولے ہنٹ بولا جاتا چونکہ یہہ تصرف بالاجماع باطل ہی لہذا مولے بہ تصرف اولے بھی باطل ہی - دیکھو جب جابر کی روایت سے خلافت بلا فصل جناب امیرؑ کی ثابت نہ ہوئی تو آیہ یا ایہا الرسول بھی جناب کی شان مین بلا فصل راست نہین آتی بلکہ چند آیہ کا منسوخ ہونا لازم آتا ہی -

جواب - ہم کہتے ہین یہہ اعتراض تمہارا رسولؐ خدا پر ہے کہ بجائے اولے بہنٹ مولے بہنٹ بولا جاتا وہان کلام الدین اصلاح کی یہان حدیث نبوی ہین تینون کلمے ایک مصدر سے مشتق ہون یا ہزار سے تم صرف و نحو اسی پر ختم کر دو اور تمام عمر مصدر و مشتق بکا کرو رسولؐ خدا نے خدا کے حکم سے حضرت علیؑ کو اپنا خلیفہ و جانشین مطلق کیا -

جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ جلیل القدر صحابی مقبولہ اہل سنت نے شہادت علی دی کہ خلیفہ خود ساخت - اب فصل چھبیس سالہ چہ معنی ہان اگر ابوبکر عمر عثمان کی نسبت بھی ایسی کوئی حدیث ملے تو کہا جا سکتا تھا کہ غیر چار کی بابت جب ایک ہی قسم کی حدیثین موجود ہین تو مقدم و موخر پر کچھ خیال نہ کرنا چاہئے آپ نی نعمت خان عالی کی یہہ رباعی سنی ہی رباعی

اصحاب نبیؐ کہ چار یار اند
چون چار کتاب در شمار اند
در رتبہ شان نہ شک نہ ریبے
زان چار یکے نداشت عیبے

ہم تو تمہارے مطلب کی ہے آئندہ فی وقت من الاوقات کام مین لانا۔

سوال ۔ جوہر صاحب نے اسرار الہدے صفحہ نمبر اکسٹھ ۶۱ مین لکھا ہے کہ اگر اہل بغض کا اطمینان آیات بینات سے نہو اور یہی کہے جاوین کہ اہل سنت جب تک کوئی حدیث بفصل بلافصل خلافت حضرت صدیق برحق نہ دکھاینگے شیعہ کتاب عثمانی کی کسی آیت کو نہ مانین گے اور اس مین بھی یہہ تفصیل ہو کہ خلافت یکے باد دیگرے ہو تو بسم اللہ اس قسم کی بھی صحیح حدیث لیجیئے ۔ وہ حدیث پاک یہ ہے۔

ترجمہ ۔ بخاری مین ابی کے باپ سے روایت ہے کہ حضرت صلعم نے فرمایا کہ جس حالت مین کہ مین سوتا تھا کہ مین نے اپنے تئین دیکھا ایک کنوئین پر کہ اس پر ایک ڈول پڑا ہے سو مین نے اس ڈول سے پانی کھینچا جتنا خدا نے چاہا پھر اس کو ابن قحافہ نے لے لیا سو اس سے ایک یا دو ڈول نکالے اس کے کھینچنے مین کچھ سستی و آہستگی تھی اور خدا اس کو معاف کرے گا پھر وہ ڈول بل ہو گیا پھر اس کو ابن خطاب نے لیلیا سو مین نے تو آدمیون سے ایسا عجیب و غریب بڑا زور آور کسی کو نہین دیکھا جو عمر کی طرح پانی کھینچتا ہو یہانتک اس نے پانی کثرت سے نکالا کہ لوگون نے اپنے اونٹون کو پانی سے آسودہ کر کے ان کے ٹھکانون پر بٹھا دیا۔

ف رسول خدا نے یہہ تعبیر فرمائی کہ میرے بعد ابوبکر خلیفہ ہونگے وہ ایک یا دو ڈول آہستگی سے نکالین گے بعدہٗ عمر جنکی خلافت مین اسلام کو خوب ترقی ہوئی ۔ اور بہت سی باتین ان کے فتوحات کی لکھی ہین جنکو ہم نے بوجہ طوالت ترک کیا۔

جواب ۔ ہم کہتے ہین تعبیر رسول خدا حدیث مین نہین ہے آپ کا جوڑ پیوند ہے۔

اگر یہہ رویائے صادقہ جو رسولؐ کو ہوتا ہے سمجھا جاوے تو پھر خلافتِ عثمان کا استثنا رہو نہ کنوئیں پر موجود تھے اور نہ کوئی ڈول پانی کا کھینچا حضرت علیؑ تو کنوئیں پر کیوں ہوتے کیونکہ ابوہریرہ سے یہہ خواب آنحضرتؐ نے بیان کیا ہی۔ سبحان اللہ کیا ہی حدیث ترتیب خلافت کی لکھی ہے۔ ہاں پھر کیا ہوا بس آنکھ کھل گئی اور کچھ نہ تھا معلوم نہیں ہوتا تم کس خواب خرگوش میں پڑے ہو کہ آنکھ ہی نہیں کھلتی رویائی صادقہ رسولوں کے ایسے ہوا کرتے ہیں کہ منتہا کی خبر نہ نکلی۔ یہہ حدیث مصنوعی ہے اور رسولِ خدا پر تہمت۔ ابوہریرہ کو عثمان سے بھی کاوش تھی اُن سے صرف آدھا ہی ڈول کھنچوادیا ہوتا اور حضرت علیؑ کو اِن لوگوں کے ساتھ ہی بیان کیا ہوتا تاکہ ترتیب پوری رہتی۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ جب بیداری کی حدیثوں ہی خلافت کی بنیاد اُکھڑ گئی تو یہہ حدیثِ خواب کیا مفید ہو گی۔

چلیئے خلافت کی حدیثوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اب آپ آیات قرآنی پیش کرتے ہیں بقول شخصے ؎

توکار زمین را نکو ساختی — کہ بر آسمان نیز پرداختی

چونکہ خلافت جمہور اہلِ سنت آپ نے خلافت ابوبکر کو نصِ حدیث نبویؐ سے قرار دیا ہے جو ایک نئی بات ہی اس لیئے ہم آپ سے مخاطب ہوئے ہیں ورنہ آپ کی بے سروپا کہانیاں لن ترانیاں فضول گوئیاں کج بحثیاں اس قابل نہیں ہیں کہ کوئی عاقل ایسی مجنونانہ بڑ و مجذوبانہ لفاظیوں پر توجہ کرے جبکہ آپ کو ابھی معلوم ہی نہیں کہ اہلِ سنت کا اتفاق اجماع وشورہ پر ہے اور خلافت کی اصل اجماع ہی سے قرار دیتے ہیں۔ منجانب خدا و رسولؐ ہونا ضرور نہیں سمجھتے نصب خلافت

نہ خدا پر فرض نہ رسولؐ پر واجب مسلمان لوگ جسے چاہین انتخاب کرین وہی اُنکا سردار ہوگا۔ نیک و بد کی شناخت و تمیز کی ضرورت نہین جیسا آپ نے صفحہ ستیس ۳۷ ـ

اسرار الہدیٰ مین جناب امیرؑ کا قول فصیل فی نہج البلاغت۔ دربارہ اثبات شورہ واجماع درج کیا ہے۔ ترجمہ چارہ نہین ہے آدمیون کے واسطے امیرؑ سے نیک ہو یا بد (عربی مین برّ او فاجر ہے) کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور یا مون ہون اُس حکومت مین راہین اور پکڑا جاوے واسطے ضعیف کے حق قوی سے یا آرام پاوے نیکبخت بدبخت سے اور راحت پائی جاوے دور کرنے بدبختی سے بلفظہٖ پھر کیون نص حدیث و قرآن پر جان دیئے دیتے ہو۔ ناظرین ذرہ اس قول مرتضوی پر خیال کرین جو شورہ کے استحکام کی غرض سے پیش کیا گیا ہے کہ مرد فاجر بھی امیر مسلمانون کا ہوسکتا ہے فاجر کے معنی لغت مین تلاش کرو تو ملیجا وینگے مگر بد کے معنے بھی جو تم نے ترجمہ کیا ہے بُرے نہین ہین ۔ اس قول مرتضوی کی چار پانچ سطر اوپر ایک اور قول جناب امیرؑ کا اسی صفحہ مین درج ہے ۔ ترجمہ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ وہ شخص بالتحقیق امام شورے ہی اور اُس کی بیعت مہاجرین اور انصار نے کی جیسے سبقت کی خلفا نے ۔ فی نہج البلاغت یہہ اقوال جناب امیرؑ ثبوت خلافت ابوبکر و اثبات شورہ مین جو ہر صاحب نے پیش کیئے ہین ۔ ہم تسلیم کرتے ہین کہ جیسا جناب امیرؑ نے امام شورے ہونا فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور مہاجرین و انصار کا بیعت کرنا بھی بجا ہے بیعت خلفا مین عمر نے بیشک سب سے پہلے سبقت کی پھر عثمان نے بھی کی ہوگی یہہ سبقت بیعت سے

مراد ہے مگر استغفر اللہ کہ جناب امیر نے بیعت کی ہو۔

تم نے صفحہ اٹھائیس ۲۸ اسرار الہدے مین بروایت مصنف روضۃ الصفا صفحہ ایکسو نوے ۱۹۰ کا حوالہ دے کر بیعت جناب امیر جو تسلیم کی ہے وہ محض غلط ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ تم کو کتب حدیث پر بالکل عبور نہین ہے اسی لیئے اپنی تصنیف مین ہر جگہ روضۃ الصفا کا حوالہ دیتے ہو کیونکہ وہ ایک سنی متعصب کی تاریخ ہے جسے تم نے براہ تعصب شیعہ قرار دیا ہے اور اپنے مطلب کی کہانیان و بے سروپا افسانے انھمین دیکھکر کود تے اچھلتے ہو کہ یہ شیعہ کی کتاب ہے۔ جاہل شیعہ بھی تو ایسی لغو حکایتین نہ لکھے گا جیسا مصنف روضۃ الصفا۔ پس حق پسند فوراً ہی شناخت کرلین گے کہ اخوند شاہ متصب سنی تھا یا شیعہ۔ ہمین چوگان ہمین میدان ہمین گوئے۔

روایت روضۃ الصفا وھو ھٰذا۔ بعضے گفتہ اند کہ بعد از چہل روز بیعت کرد و زمرہ برانند کہ بعد از وفات فاطمۃ زہرا و فرقہ بعد از ششماہ گفتہ اند و در تاریخ مستند مذکور است کہ چون علی استماع نمود کہ مسلمانان بر بیعت ابوبکر اتفاق نمودند بہ تعجیل از خانہ بیرون آمد چنانچہ ہیچ در بر نداشت بغیر از پیراہن نہ ازار نہ ردا ہمچنان نزد صدیق رفتہ با او بیعت نمود بعد ازان کس فرستاد تا جامہ بہ مسجد آوردند بلفظہ۔

حدیث بخاری مین عروہ حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہین کہ حضرت فاطمہ زہرا رسول اللہ کی صاحبزادی نے کسی شخص کو ابوبکر کے پاس بھیجا کہ رسول اللہ کے مال مین سے جو اللہ صاحب نے فدک اور مدینہ مین بدون جنگ کے رسول اللہ کے واسطے ارزانی فرمایا تھا اور جو خیبر کے خمس مین آپ کا مال باقی رہا تھا میراث کہ دینا چاہیئے ابوبکر نے کہلا بھیجا کہ رسول اللہ نے فرمایا ہے ہمارا کوئی وارث نہین جو

مال ہم نے چھوڑا صدقہ ہے - یعنی وقف - ہان اس مال مین سے آل محمد کا کفاف
جاری رہے گا - بخدا مین رسول اللہ کا صدقہ اُسی حال پر رہنے دونگا جسطرح آپکے
زمانہ مین تھا - ذرہ بھر تغیر نہ کرونگا غرضکہ ابوبکر نے انکار کیا اور فاطمہ زہرا کو اُس مال
مین سے کچھ نہ دیا - حضرت فاطمہ کو ابوبکر پر اس درجہ غصہ آیا کہ گو کامل چھ مہینے بعد رسول
کے زندہ رہین مگر نہ ابوبکر سے مال کی بابتہ کلام کیا نہ اُن سے ملین پس جب حضرت فاطمہ
کا انتقال ہوا تو اُن کو حضرت علی نے بدون اطلاع ابوبکر کے دفن کر دیا اور خود ہی
نماز پڑہی - حضرت فاطمہ کے انتقال کے بعد لوگون کا آپ سے روکنا اور انکار کرنا اچھا
نہ معلوم ہوا - ابوبکر سے مصالحت اور بیعت کی جستجو کی کیونکہ بیعت کے وقت نہ تو آپ
موجود تھے نہ ان ایام مین حضرت فاطمہ کے اشتغال سے آپ کو فرصت ہوئی پس آپنے
ابوبکر کو بلوایا اور کہلا بھیجا کہ آپکے ساتھ دوسرا شخص نہ آوے کیونکہ آپ کو خوف تھا
کہ اگر عمر تشریف لاوینگے تو عتاب زیادہ کرینگے اسی وجہ سے عمر کے حضور کو مکروہ
جانتے تھے یہان حضرت عمر نے فرمایا ای ابوبکر بخدا آپ وہان تنہا نجاوین ابوبکر
نے کہا کیا تمہین گمان ہے کہ وہ میرے ساتھ کچھ برائی کرینگے بخدا مین اکیلا ہی جاؤنگا
پس ابوبکر علی کے پاس آئے - آپنے خطبہ پڑھ کر فرمایا ہم آپ کی فضیلت کے
قائل ہین - اور بغض و حسد ہم مین نہین ہے - مگر چونکہ ہم قرابت رسول اللہ کی وجہ سے
شورہ خلافت مین شریک ہونے کے مستحق تھے اور آپنے ہمین علحدہ کر دیا اس
سے خیال تھا یہ سنکر ابوبکر کی آنکھین بہہ نکلین اور فرمایا خدا کی قسم اپنے اقربا
کے صلہ رحمی سے زیادہ رسول اللہ کے اہل قرابت مجھے محبوب ہین ہان مجھ مین اور
تم مین تنازع و اختلاف اموال مین ہوا سو مین کبھی بھلائی مین تقصیر نہ کرونگا اور جو

رسول اللہ کو کرتے دیکھا ہے وہی کرونگا اور ترک نکرونگا حضرت علی نے ابوبکر سے کہا بیعت کا وعدہ کل زوال کے بعد ہے - حضرت ابوبکر چلے گئے اور ظہر کی نماز کے بعد منبر پر چڑہ کر خطبہ فرمایا - اور کچھ حضرت علی کا تذکرہ آپ کا بیعت سے تخلف اور وہ عذر جو ابوبکر سے کیا تھا سب بیان کیا پھر حضرت علی نے منبر پر چڑہ کر خطبہ پڑہا اور حضرت ابوبکر کی بڑائی اور استحقاق بیان کر کے فرمایا جو تخلف بیعت ہوا یہ حسد کی راہ سے نہ تھا لیکن ہم اس مشورہ مین اپنا بہت بڑا حصہ خیال کرتے تھے اُس کی علحدگی نے البتہ ہم کو رنج پہونچایا - اس گفتگو سے تمام مسلمان خوش ہو گئے اور اصبت (یعنی آپ سیدہی راہ پر ہین) کے نعرے مارنے لگے - پس جسوقت حضرت علی نے امر معروف (یعنی تمام صحابہ کی موافقت کی طرف مراجعت فرمائی تو تمام اصحاب کے نزدیک آپ قریب اور محبوب تھے ترجمہ بلفظہ - اب معلوم نہین کہ آپ صدق وکذب پر کیا فتوے دیتے ہین مگر عام اہل سنت تو حدیث ہی کو صادق سمجھینگے کیونکہ صدیقہ کا کلام ہے اور اخوند شاہ مورخ و داستان گو کو کاذب - پس اخوند شاہ کی شیعہ گری تحقیق ہو گئی اور ظاہر ہو گیا کہ آپ دھوکے باز آدمی ہین جو مطلب کیواسطے لوگون کو شیعہ سے سنی اور سنی سے شیعہ بناتے ہین بلکہ خود بھی کسی غرض خاص سے شیعے سے سنی ہو گئے ہین - اب فرمائے آپ کی باتونکا کیا اعتبار رہا اور جو تفسیر واقوال وروایتین آپ نے لکھی ہین اُن پر کیونکر وثوق ہو سکتا ہے - ہان خوب یاد آیا آپ نے طبری کو بھی توشیعہ سمجھ لیا ہے پس معلوم ہوا آپ کو ایسے ہی لوچ ولغو خیالات نے شیعے سے سنی بنایا ہے اور اُستاد ملے مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی جنھون نے اظہار الهدے اپنی تصنیف مین ایسی ہی بے سروپا باتین وروایتین لکھی ہین جناب امیر واہلبیت

کی نسبت سخت و ناسزا الفاظ لکھے ہین اور عمر خطاب کے اسلام کا زور اٹھارہ ہزار آدمیونکا مسلمان ہونا شوکت فاروقی کی وجہ سے لکھدیا ہے۔ مگر آپ اُن سے بھی بڑھ گئے

ع اگر پدر نتواند پسر تمام کند۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے مین تحریر فرماتے ہین وھو ھذا بالخصوص خلفائے ثلثہ اگر تمام کافران عرب و گبران عجم کو مسلمان نہ کردیتے اور اسلام کو مشرق سے مغرب تک نہ پھیلادیتے تو آپ کو رسول اللہ کون کہتا بلکہ بعثت بھی آپ کی عبث سمجھی جاتی اور وعدہ صادق خدا کا بھی کذب سے بدل جاتا بلکہ تمام روئے زمین پر خدا کا نام لیوا بھی نہ ہوتا۔

صفحہ چونسٹھ ۶۴ اسرار الہدے مین لکھتے ہو وھو ھذا۔ اگر شروع سے جناب امامت دستگاہ خلیفہ بلا فصل بنائے جاتے تو ترقی تو درکنار بلکہ اسلام کا نام و نشان بھی دنیا سے مٹ جاتا۔ صفحہ ساٹھ ۶۰ اسرار الہدے مین وھو ھذا البتہ رسالتماب پر جناب امیر کا آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہین تھی۔

صفحہ ستانون ۵۷ اسرار الہدے وھو ھذا نہ وہ کہ صرف آدہ پاؤ رتین چھٹانک جو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذو الفقار کھینچی۔

صفحہ پچانش جب جناب امیر نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئی صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے وھو ھذا ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو غلبہ دشمنون سے برباد کردیا۔ صفحہ چھتیس ۳۶ اسرار الہدے ملان صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذو الفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔ صفحہ ۱۳۴ اسرار الہدے وھو ھذا اگر حسنین و نیز دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جوروؤن اور بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتی

تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے۔ صفحہ اکتیس ۳۱ اسرار الہدے وہو ہٰذا اس درجہ حرص تھی کہ آنجناب بروز بیعت حضرت صدیق اکبر حضرت زہرا کو دراز گوش پے سوار کر کے ایک ہاتھ مین حضرت امام حسنؑ کا ہاتھ اور دوسرے ہاتھ مین امام حسینؑ کا ہاتھ پکڑ کے بحالت پریشان کس مپنا دو بہ صورت دیوانگان کس ہپر سا در ہر ایک مہاجرین و انصار کے دروازون پر جا کے بے حفظ پاس و ننگ و ناموس استعانت کی درخواست کرتے پھرتے تھے۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدے وہو ہٰذا مصداق ان آیتون کے وہی لوگ ہین جنھون نے بفضل خدا کفار عرب و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین اسکا اہل رہا نہ وہ کہ جنھون نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے انبیتؑ کا خون کیا۔ صفحہ چودہ ۱۴ اسرار الہدے وہو ہٰذا جناب امیرؑ بقول علامہ حلی ۲ الجبان لا یستحق الامامۃ۔ یعنی جبن جس کے معنے بے ہمت بے جرات جسے ہندوستان مین نامرد کہتے ہین خلافت کا مستحق نہین ہے۔ جوہر صاحب جناب امیرؑ کو جبن قرار دیکر خلافت کا مستحق نہین بناتے۔ اور بھی ایسی ہی نا سزا کلمات بدتر از کفر تمام رسالہ مین لکھے ہین ہم نے صرف چند بہ طور نمونہ از خروارے ناظرین کے روبرو پیش کیے ہین۔

پس اب اہل انصاف خود ہی غور کر لین اور دیکھین کہ اس عقیدے کا بھی آدمی اہل سنت کی جماعت مین داخل ہو سکتا ہے شاید بجز وہابیہ جو رسول اللہؐ کی شان و منزلت گھٹاتی ہین۔ بدیگران چہ رسد۔ پسند کرین مگر چونکہ وہ بھی خلیفہ چہارم رسول اللہؐ کی نسبت ایسے کلمات کفر کیونکر سن سکین گے۔ باقی رہا گروہ نواصب و خوارج سو اس مین داخل ہونا۔ ہم پہلے ہی تصدیق کر چکے ہین۔ پس میان جوہر صاحب اور جو آپ کے دل مین

ہو کہہ ڈالیئے جواب الجواب کا انتظار نہ کیجیئے قیل ان لا الہ ذوولد قیل ان الرسول
قد کہنا - زمانہ سلف سے یہہ فعل تمہارے یہان محمود سمجھا گیا ہی - کفار قریش نے
رسول اللہ صلعم کی نسبت کیا انہین کہا معاذ اللہ کاہن ساحر مجنون ابتر وغیرہ - بعدہٗ جناب
عمر نے رسول اللہ صلعم کی نسبت ہذیان کا لفظ مرض الموت مین استعمال کیا کہ معاذ اللہ
یہہ شخص ہذیان بک رہا ہی حدیبیہ مین صلح کے بعد انہین صاحب نے فرمایا کہ آج کا سا
شک نبوت مین کبھی نہین ہوا - دونون روایتین بخاری و مسلم مین دیکھو - جناب
عائشہ نے عثمان بن عفان کی نسبت حاضرین سے کہا اقتلوا ہذا النعثل یعنی اس لمبی
ڈاڑہی والے یہودی کو قتل کرو - محمد ابن ابوبکر اپنے باپ کو ناسزا و غاصب کہتے
رہے - اور معاویہ شامی بھی ابوبکر و عمر کو غاصب اور ظالم کہتا ہی رہا جسکا مفصل
حال ایک جواب خط سے معلوم ہوگا جو اپنے موقع پر درج کیا گیا ہے - بنی امیہ و
مروانیہ نے صدہا سال تک حضرت علی کو بر سر ممبر ناسزا و برا کہا خطبون مین لعن
و تبرا پڑہا جاتا - بیچارے عمر ابن عبد العزیز نے خطبہ سے وہ الفاظ نکلوا کر
بجائے اُس کے آیت کلام اللہ داخل کی - واضح ہو کہ جو الفاظ جوہر صاحب نے جناب
امیر کی نسبت استعمال کیئے ہین - بنی اُمیہ و مروانیہ علیہم اللعین والعذاب نے اسی قسم
کے الفاظ خطبہ مین داخل کیئے تھے کیونکہ لعن و تبرا سے بیزاری مراد ہے پس ان
فقرات سے بھی بیزار ہونا ثابت ہے یہانتک کہ (دین بھی برباد کردیا) - اب اس
سے زیادہ لعن و تبرا کیا ہوگا بنی اُمیہ و مروانیہ تو یہی کہتے تھے - قال اللہ تعالے
ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنہم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعدلہم عذابا مہینا
اللہ تعالے فرماتا ہے جو لوگ اللہ و رسول صلعم کو ایذا دیتے ہین اُنپر اللہ لعنت کرتا ہی اور انکے

سے لیئے بڑا عذاب تیار کیا ہے۔ صاحب کشاف مفسر مقبولہ اہل سُنّت نے یہہ تفسیر کی ہے کہ یہہ آیت مروان کے حق مین نازل ہوئی کیونکہ اُس نے حضرت علیؑ کو سخت ایذا دی پس مروان علیہ اللعنہ کی ایذا صرف جناب امیرؑ کی بُرائی اور طعن تشنیع کرنے کی تھی جس سے آپ کو سخت ایذا پھونچتی تھی۔ اب یہان مروان اور اُس کے باپ کے بارہ مین ایک دو حدیثین جناب رسولؐ مقبول کی سُنلو تا کہ تفسیر مین جائے کلام نہ ہو۔ طبرانی کبیر مین ابن عمر سے روایت کرتے ہین کہ آنحضرتؐ نے مروان کے باپ کے حق مین فرمایا ہے قریب ہے کہ کتاب اللہ مین وہ مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبر خداؐ کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اِس کی پشت سے ایک فتان یعنی فتنہ انگیز شخص پیدا ہوگا جس سے صحابہ کو سخت تکلیف پھونچے گی آسمان و زمین پر گرد و غبار پیدا ہوگا وہ تمہارے گروہ مین سے نہ ہوگا۔ ابن عساکر نافع بن جبیر بن مطعم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہین کہ ہم آنحضرتؐ کے یارون کی جماعت مین حاضر تھے۔ مروان کا باپ رسول اللہؐ کے آگے سے گزرا آپ نے فرمایا کہ میرے یارون کو اس شخص سے از حد تکلیف پھونچے گی جو اس شخص کی پشت مین ہے۔ واقدی عمرو بن مُرّہ سے روایت کرتے ہین مروان کے باپ حاکم نے ایک دن رسول اللہؐ کی خدمت مین آنے کی اجازت چاہی آپ نے فرمایا اُسے یہان نہ آنے دو خدا اُس پر لعنت کرے اُس کی پشت سے بدترین شخص پیدا ہوگا اُس کی اولاد مین مومن پیدا نہ ہونگے۔ یہہ حدیثین اہل سنّت کی کتب معتبر کی ہین۔ پس یہہ تین حدیثین نجم صادق کی کافی ہین۔ ہائے کیا غضب ہے کہ یہی مروان مردود و مطرود خدا اور رسولؐ جناب عثمان جامع القرآن نے جنکو شیعون نے محرق القرآن کا خطاب دے

۱ مروان خلافت عثمان میں وزیر اعظم اور مختار کل ہوا تھا ... اور نام ... بحکم جناب عثمان

رکھا ہے اسی مروان کی صلاح و مشورہ سے قرآن موجودہ کو جمع کروایا اور
جسقدر قرآن خلفائے اوّل و ثانی کے وقت مین زیر استعمال اور ارکان دینی
کے مرکز و منبع تھے سب کو ایک جا کر کے جلوا دیا۔ پس بقول حدیث مخبر صادق
کتاب اللہ مین اس نے مخالفت پیدا کی اور پیغمبر خدا کے طریقہ مین مفسدہ انداز
ہوا۔ اس کی اولاد کا حال سُنئے تاریخ ابی الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب
مین لکھا ہے۔ حجّاج بن یوسف نے بحکم عبدالملک بن مروان عبداللہ بن زبیر
پر چڑھائی کی ابن زبیر کعبہ مین پناہ گیر ہوا۔ شروع ذیقعد ۷۲ھ ہجری مین اکیاون
دن یا بحساب رات محصور رہا۔ آخر حجاج بن یوسف مردود نے عبداللہ بن زبیر
کو کعبہ کے اندر ذبح کیا۔ اسمار بنت ابوبکر یادر ابن زبیر نے اپنے بیٹے
کی نعش دفن کرنا چاہی حجاج نے نہ دیا۔ حجاج نے جو جو ظلم مکّہ و مدینہ و حجاز
و یمن مین کیئے وہ کتابون مین مذکور و مشہور ہین۔ حجاج نہایت ظالم و سفاک
خونریز تھا ڈیڑھ لاکھ بزرگ و اولاد بندگان مقبول کو اس نے قتل کیا۔ ایک دن
حجاج مذکور اپنے دوست عبداللہ ابن ہانی سے ملا اور کہا ہم نے دو سرداروں کی
بیٹیان تجھے دلا دین اس سے زیادہ کیا سلوک ہوگا عبداللہ نے کہا جناب عالی
یہ تو نہ فرمایئے کیونکہ میرے وہ اوصاف جمیل ہین کہ عرب مین کسی کے بھی نہین
اُس نے کہا آپ مین کیا کمال و صفات ہین عبداللہ بولا جنگ صفین مین امیر معاویہ
کے ساتھ ہمارے ستر آدمی تھے اور ابوتراب کے ساتھ فقط ایک دن ایک
تھا۔ حجاج نے کہا یہ بڑی صفت ہے۔ عبداللہ نے کہا ہمارے قبیلہ مین سے
کسی نے محبان ابی طالب کے ساتھ شادی نہین کی۔ حجاج نے کہا۔

بیشک یہہ بھی بڑی تعریف کی بات ہی عبداللہ نے کہا ہم مین سے کوئی عورت
باقی نہین رہی جس نے حسینؑ ابن علیؑ کے قتل کی خوشی مین دس دس اونٹ
قربانی نہ کیئے ہون حجاج نے قسم کھا کر تحسین و آفرین کی - عبداللہ بولا ہم مین سے
کوئی عورت عدد ایسا نہین کہ جس سے لعن وتبرا ابوتراب پر کہوایا گیا ہو اور
اُس نے نہ کہا ہو مگر مین حسنؑ و حسینؑ اور اُن کی والدہ پر زیادہ کرتا ہون حجاج شقی
وملعون نے کہا خدا کی قسم یہہ بڑی بزرگی ہے بلفظہ - اِس سے پیشتر بنی اُمیہ
نے کتاب اللہ و خانہ خدا اور رسولؐ کی نسبت جو عمل کیا وہ بھی ظاہر ہے -
جنگ صفین مین معاویہ نے صدہا قرآن نیزون پر بلند کروا کر عہد کیا اور حضرت علیؑ
سے پناہ چاہی - مگر عہد پر قایم نرہا اور خود امیر بن بیٹھا - کتاب اہل سنت مناہج
مین مذکور ہے معاویہ کے بیٹے نے قرآن مجید کو ہدف یعنی نشانہ بنایا - مدینہ
منورہ کی تخریب کی مسجد نبویؐ و روضہ مقدسہ رسولؐ اللہ مین گھوڑے و اونٹ
بند ہوائے کوڑا کچرا غلیظ کا ڈھیر ہو گیا - عرصے کے بعد حضرت امام زین العابدینؑ نے اپنے
ہاتھون سے صاف کیا - اہل بیت رسولؐ مختار کی ہیجر متی کی - خانہ خدا کی ہیجر متی
ہی نہین بلکہ قسم قسم کی بے ادبیان اور گستاخیان کین صحابہ کبار سید ابرار کو ناحق
شہید کر ڈالا - زنا لواطت شرب خمر اور جملہ معاصی کو مباح کر دیا بھائی -
بھنون مان بیٹیون مین باپ بیٹی مین نکاح جائز کر دیا - ہر شخص سے اپنی معبودیت
کی بیعت لی - کئی ہزار بچے حرام سے پیدا ہوئے - غرض کہانتک ظلم و
جور فسق و فجور لہو ولعب بنی اُمیہ و مروانیہ کے لکھے جاوین کتابین بھری پڑی ہین
تاریخ مذکورہ بالا مین ولید بن یزید بن عبدالملک بن مروان کا حال لکھا ہے

ایک روز اُس نے قرآن مجید مین یہہ آیت پڑہی) وَاسْتَفْتَحُوا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ مِنْ وَرَائِهِ جَهَنَّمُ (یعنی فتح چاہی اُنھون نے حالانکہ ہر ایک ظالم عناد رکھنے والا جہنمی ہی۔ اِس کم بخت نے یہہ آیت پڑھکر قرآن شریف منگوایا اور اُسے نشانہ بناکر تیر مارنے شروع کئیے اور یہہ کہتا جاتا تھا کہ تو ظالمون اور جابرون کو ڈراتا ہی پس دیکھ یہہ شخص جابر و ظالم ہے۔ جب تو اے قرآن حشر مین آوے تو کہدینا کہ مجھے ولید بن یزید نے نشانہ بنایا اور جلایا ہے۔ نعوذ باللہ منہا۔ اِسی تاریخ مذکورۂ بالا سے ایک خط محمدؐ بن ابی بکر کا بنام معاویہ و اُس کا جواب بلفظہ درج کرتے ہین۔ جو ناظرین کو دلچسپ و پسندیدہ معلوم ہوگا وھو ھذا یہہ خط محمدؐ ابن ابی بکر کی طرف سے گمراہ معاویہ بن صخر کو بعدہ یہہ کہ اللہ نے اپنی عظمت اور غلبہ سے خلقت کو بے عبث اور بے غرض اپنی قوّت کے ساتھہ پیدا کیا لیکن اکثر کو اُنمین سے غلام اور کجرو اور غافل پیدا کیا۔ بہت کو بدبخت اور اکثر کو نیک کیا پھر اہلِ علم کو مقبول کیا اور اُن مین سے محمدؐ کو انتخاب کیا اُنھین اپنے علم اور رسالت کے ساتھہ منتخب اور برگزیدہ کیا اور رسولؐ کرکے بھیجا اور اپنی وحی کا امین کیا اور بشیر و نذیر و کیل فرمایا۔ پہلے جس نے اُنکا کہنا مانا اور ایمان لایا اور سچ بولا اور راہ اِسلام و تسلیم قبول کیا اُن کا بھائی چچازاد علی ابن ابیطالب تھے جنھون نے حاضر و غائب نبوّت کی تصدیق کی اور آنحضرتؐ کو ہر ایک بھاری چیز پر مقدم رکھا اور ہر ایک دہشت کے وقت اُن کی حمایت و حفاظت کی اُن کے دشمن سے لڑے اُن کے دوست سے صلح رکھی اور ہمیشہ خوف اور بھوک اور سختی مین رالون کو بھی اپنی جان اُن پر قربان کرتے رہے اور مصیبت مین اُن کے سپر ہوئے اُنکی نظیر کوئی بعد کو نہوا

اور کوئی اُس کا ہمچشم نیک افعال مین اُس کی برابری نہ کر سکا۔ اب مین دیکھتا ہون کہ تو
اُس کی برابری کرتا ہے بھلا تو تو ہی ہے اور وہ وہی ہے ع چہ نسبت خاک را با عالم
پاک ۔ وہ تمام آدمیون مین از روئے نیت یکتا راست گو ہے اور اُس کی اولاد سب
لوگون سے افضل ہے اُس کی بیوی سب عورتون مین بہتر تھے اُس کا سا پسر عم
کہان اُس کے بھائی جعفر طیارؑ نے رسولؐ خدا پر جان قربان کر کے فرشتون کے
ساتھ پرواز کیا اُس کا چچا امیر حمزہ سردار شہیدان ہوا اُس کے باپ ابو طالب نے آنحضرتؐ
سے کینہ دشمنون کو دور رکھا اور بلاؤن سے محفوظ رکھکر پناہ دی تو تو ملعون ابن ملعون
ہے تو اور تیرا باپ ہمیشہ رسولؐ اللہ کو ٹیڑھی راہ تبلایا کرتے اور نور خدا بجھانے مین
کوشش رکھتے تھے آنحضرتؐ کے مقابلہ مین جماعتین جمع کرتے اور مال خرچ کر کے
رسول اللہؐ پر دشمنون کو چڑھاتے تھے اور بہت قبیلون اور قومون کو تم نے آنحضرتؐ
پر برانگیختہ کیا اسی حال مین تیرا باپ مرگیا اور اسی حال پر تجھے چھوڑ گیا قریب اور بعید تمام گروہ
ورؤسا ر نفاق تیری برائی کی گواہی دیتے ہین اور علیؑ کی قدیم بزرگی کے سب شاہد ہین
اُس کے ساتھی وہ انصار و مہاجر ہین کہ اللہ نے جنکا ذکر قرآن شریف مین بزرگی کے ساتھ کیا
وہ گروہ در گروہ تجھکو حقیر جانتے ہین اور حضرت علیؑ کی خلافت کو نفاق و شقاق مانتے
ہین بھلا تجھکو کب زیبا ہے کہ حضرت علیؑ کی برابری کرے وہ وصی و وارث رسولؐ مقبول
ہے وہ فرزندان رسولؐ کا باپ ہے اطاعت رسولؐ مین سب سے اول ہے اور سب سے
زیادہ قریب تر رشتہ دار ہے آنحضرتؐ اُس سے اپنا بھید کہتے اور اپنی بات کی
اطلاع دیتے تھے تو دشمن رسولؐ اور عدو خدا و رسول رسولؐ کا بیٹا ہے جس قدر
ہو سکے باطل طور پر دنیا کمالی اور پسر عاصی بدباتون مین تیری مدد کرے۔ تیرا وعدہ پورا

ہوگیا اور تیرا کرشمہ ہوچکا۔ اب بعد تیرے وہ ہوگا جس کی عاقبت بخیر ہے۔
واضح ہو کہ تو خدا کو فریب دیتا ہے جس کے پیچ سے تو اپنے تئین امن مین جانتا ہے مگر تو
رحمت خدا سے مایوس ہے اور اللہ تعالے تیری گھات مین ہے تو اُس کی جانب سے دہوکے
مین ہے۔ بس تابعین ہدایت پر سلام۔ اس کے جواب مین معاویہ نے یہ لکھا۔
کہ معاویہ بن صخر کی جانب سے یہ نامہ اُس شخص کے نام ہے جو اپنے باپ کو
عیب لگاتا ہے۔ بعد ازان تیرا خط میرے پاس پہونچا کہ اُس مین تو خدا و رسولؐ کی
عظمت و قدرت بیان کرتا ہے اور اُس کے ساتھ کلام ضعیف کہتا ہے جو
تیرے باپ ہی پر پڑتا ہے۔ یعنی تیرے باپ کو معیوب اور قصوروار ٹھہراتا ہے
تو نے جو علیؑ ابن ابی طالب کی بزرگیان اور قدیم احسانات اور قرابت رسولؐ
اور ہر ایک خوف و دہشت مین اُنکی جان نثاری بیان کی ہے اور مجھ پر
حجت لایا ہے اور عیب لگایا ہے کہ مجھ پر اپنی بزرگی نہ ظاہر کی غیر کی بزرگی
پر ناز کرتا ہے تو نے اپنی فضیلت تو چھوڑ دی اور غیر شخص کی تعریف کرنے لگا
ہم اور تیرا باپ سب علیؑ کی فضیلت جانتے ہین اور اُس کا حق لازم مانتے
ہین۔ جس وقت اللہ نے اپنے نبیؐ کے لیئے اپنی نعمت مہیا کی اور اپنے وعدہ کو تمام
کیا اور دعوت اسلام ظاہر فرمائی اور حجت قایم کی اور آنحضرتؐ کی وفات
ہوئی تو تیرا باپ اور فاروق سب سے اوّل غاصب حق علیؑ ہوا اور اُس کے حکم کے
خلاف کیا اسی بات پر وہ دونون متفق و مساوی رہے اُنھون نے علیؑ سے
بیعت طلب کی علیؑ نے بیعت مین تامّل و توقف کیا تب اُنھون نے اُس کے
ساتھ مہم عظیم کا ارادہ کیا تب اُس نے نبوّت کی اور خلافت سپرد کر دی وہ دونون

خلافت کے والی ہوئے ۔ علیؑ کو اُمورِ خلافت مین اُنھون نے اپنا شریک نہ کیا اور اپنی باتون کی اُن کو خبر نہ دی یہانتک کہ وہ دونون جہان سے روانہ ہوگئے پھر بتیسر اعثمان اُن کی جگہہ قایم ہوا اور بعینہ اُنھین کی راہ پر چلا ۔ محمدؑ تو نے اور تیرے آقا علیؑ نے اُسے عیب لگایا اور ادنے و اعلےٰ سب نے اُسے معزول کرنا چاہا تم نے اُس کے لیئے بُری باتین سوچین اور اپنی عداوت ظاہر کی تا اینکہ تم اپنی آرزو اور طمع کو پہونچے ۔ اے پسر ابی بکر سوچ اور سمجھ اور اندیشہ کر کہ یہہ تیری سب باتین نامناسب ہین ۔ کیونکہ تیرے باپ نے بستر بچھایا اور اپنی سلطنت کے لیئے مسند مقرر کی ۔

اگرہم جنگ علیؑ مین غیر صائب اور خاطی ہین تو پہلے تیرے باپ ہی نے یہہ راہ نکالی اور ہم اُس کے ساتھ شریک ہوئے ورنہ تیرا باپ اگر یہہ نہ کرتا تو ہم کیون علیؑ سے مخالفت کرتے اور ضرور اُسے خلافت دیتے اور اُس کا حکم تسلیم کرتے لیکن ہم نے تیرے باپ کو دیکھا کہ اُس نے پہلے یہہ کچھ علیؑ کے ساتھ کیا ویسے ہی ہم ہوگئے پہلے اپنے باپ کو عیب لگا ورنہ اپنے کلام سے باز آ ۔ سلام اُس کو جو توبہ و رجوع کرے ۔ بلفظہٖ ۔

میان جوہر تم سے ہم کو کوئی شکایت نہین ہے شاباش ایسا ہی چاہیئے حقوق آبا و اجداد ادا کرنا فرض ہے جو تم سے کار نمایان ہوا باعث خوشنودی ارواح بزرگان ہے ۔ مگر ہان یہ دوغلاپن اچھا نہین ۔ کہ زبان سے حضرت علیؑ کو فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق کہتے ہو اور دل سے بے دین اور غیر مستحق خلافت وغیرہ وغیرہ پس لازم ہے کہ زبان اور دل کو ایک کرو اور رکابیہ مذہب

کو چھوڑ دو -

یہ زمانہ آزادی کا ہے اگر خدا اور رسولؐ کو بھی علانیہ ناسزا و برا کہو تو کون تمہاری زبان روک سکتا ہے جیسا بنی امیہ و مروانیہ نے کیا حضرت علیؑ کو بر سر منبر برا کہتے اور بر فخر کرتے تصدیق خلافت کیسی - قرآن مجید کو نشانہ مین باندہ کر سیکڑون تیر لگائی پھر اُسپر عمل کیسا - خانہ خدا و رسولؐ کو محاصرہ کرکے سیکڑون بے ادبیان گستاخیان کین غلیظ کا انبار لگادیا پھر حرمت کجا - صدہا ہزارہا کتاب اللہ کو ڈھیر لگاکر جلادیا پھر بزرگی کہان غرضکہ جو بات کی پوری کی اور مسلمان بنے ہی رہے - امیر المومنین کا خطبہ اُن کے نام مسجدون مین پڑہا ہی جاتا رہا اور خلیفہ اُمت کہلاتی ہی رہے -

آپس ہم کو بھی یکرنگ ہونا چاہئے اس ذل فصل کی باتون پر لوگ چونکین گے اور اعتبار نہ کرینگے -

اب ہم آپسے پوچھتے ہین کہ جو اسلام خلفا ثلثہ نے مغرب سے لیکر مشرق تک پھیلایا تھا - یہی تھا - جو بنی اُمیہ و مروانیہ کے وقت مین جاری تھایا اور کوئی نیا اسلام تھا جس مین رسول اللہ کہنے والے اور خدا کے نام لینے والے اور بعثت کے عبث نہ سمجھنے والے اور خدا کے وعدہ کو صدق سے بہ کذب نہ بدلنے ولے اپنے ایمان پر قایم رہے ہون اور کسی نے ان جبار و قہار و ظالم خلیفون کو ان حرکات سے روکا ہو واقعات تاریخی سے تو کوئی معلوم نہین ہوتا ہان بقول مصنف روضۃ الصفا اگر کسی نے جھوٹی روایت لکھدی ہو تو خیر -

ع اسلام گر ہمین ہے تو اسلام کو سلام + اگر اسلام اسی کا نام ہے کہ قتل کرتے لوٹتے مارتے جبراً لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہلاتے عورتون و بچون کو لونڈی غلام

بناتے مغرب سے مشرق تک نکل گئے اور مال غنیمت سے جھولیاں بھر لین تو چنگیز خان ہلاکو نادر شاہ تیمور وغیرہ کے فتوحات دیکھو خلفائے ثلثہ سے بدرجہا بڑھے ہوئے ہین الیسا ہی خالد سیف اللہ وغیرہ کا حال تواریخ مین دیکھو جدہر رخ کیا قتل وغارت مار دہاڑ کرکے پس ماندون کو یا مسلمان برائے نام ہونا پڑا یا جزیہ دیکر پیچھا چھوڑایا۔ اسی لئیے تو عیسائی اسلام پر بزور شمشیر اسلام قبول کرانیکا داغ بدنما لگاتے ہین جسکا جواب اکثر محقق و انصاف پسند نے یہہ دیا تھا کہ آنحضرتؐ کے عہد مین جس قدر جہاد ہوئے تحفظ اسلام کی غرض سے یعنی جب کفار نے خود ہی مدینہ پر حملہ کیا یا تخریب اسلام پر کمر باندہی اُسوقت حفاظت وحراست اسلام کے واسطے لڑنا بھڑنا ضرور ہوا اُس جنگ وجدال مین جو مال ملا لڑنے والون کو تقسیم ہوا اور فتوحات محمدیؐ کے دیکھنے سے واقعی الیسا ہی پایا جاتا ہے۔ آنحضرتؐ کے وقت مین بھی بہت سے طامع وحریص صرف مال لوٹنے اور حصہ لینے کی غرض سے بظاہر اسلام قبول کر لیتے تھے مگر دل اُن کا وہی کافر تھا چنانچہ سورہ منافقون ہی کلام اللہ مین موجود ہے اور آنحضرتؐ کی حدیثین بھی۔ چنانچہ اسی رسالہ مین ایک حدیث بشورہ رسول اللہ با علیؑ غزوہ طائف مین لکھی گئی ہے جس سے منافقین صحابہ کا ہمیشہ غزوات مین ہمراہ رہنا ثابت ہوتا ہے اور حضرت علیؑ سے دشمنی رکھنا۔ رسول اللہ جب مال غنیمت تقسیم فرماتے تو بعض بندۂ زر وغلام نفس بررو کہدیتے کہ یا محمدؐ تقسیم مین آپ انصاف کرین۔ اور آپ فرماتے وائے ہو تم پر اگر مین ہی نا انصافی کرون گا تو انصاف کی اُمید کس سے ہو گی۔

اکثر ان منافقون کے اقوال وافعال سے آپ درگزر کرتے اور فرماتے کہ

کفار کہین گے کہ محمدؐ اپنے اصحاب کو سزا دیتے ہین مگر امر بالمعروف ونہی عن المنکر
مین درگزر نہین تھا۔ پس معلوم ہوا کہ جب آنحضرتؐ ہی کے روبرو منافق لوگ
جنگ وجدال مین بہ طمع نفسانی شامل رہتے تو بہ عہد خلفائے ثلثہ جس مین اچھا
خاصا ہر بونگ تھا ہزار در ہزار منافق لوٹ کے مال اور لونڈی غلامون کی خواہش
مین دوڑ پڑے ہونگے اور جنگ وجدال مین شرکت کی ہوگی مفلس قلاش بیکار لوگون
کا یہی طریقہ ہوتا ہے۔ لیجیئے لاکھون کی فوج تیار ہوگئی اور میان خالد سپہ
سالار بنگئے جدہر گئے قتل وغارت لوٹ کھسوٹ نہ رائے نہ دہائے جس کی عورت
پسند آئی مرد قتل کیا گیا عورت پر تصرف بیجا خلاف حکم خدا ورسولؐ دیکھو مالک
بن نویرہ کا حال جسے خالد نے باوصف اسکے مسلمان ہونے کے صرف باغوائے نفس
شیطانی قتل کرکے بیچاری عورت پر تصرف یعنی زنا کیا۔

پس جن لشکرون کے ایسے سپہ سالار قلعہ شکن ہونگے اس کا کیا ٹھکانا اور
تماشا تو یہہ ہے کہ ابوبکر صدیق کو باوجودیکہ خبرین صحیح پہونچین اور فاروق اعظم
بیچارے حد جاری کرنے کو بہت کچھ چیخے پکارے مگر خالد نے چوکیداران در
دولت صدیقی کو رشوت دیکر گانٹھ لیا تھا صاف بچ نکلا اور بال بھی
بیکا نہ ہوا۔

مورخ لکھتے ہین کہ اسلام مین یہہ پہلی رشوت اور ایس ناشدنی کی ابتدا ہے
اوائل خلافت مین ابوسفیان نے پہلے حضرت علیؑ کو ورغلانا کہ تم خلافت لو ہم مدد کو
موجود ہین۔ مگر حضرت اس مکار کے کید عظیم مین کب آنے والے تھے۔ اس نے
خلیفہ صاحب کو دہمکایا کہ تم خلافت کے مستحق نہین ہو چنین وچنان۔ خیر مصلحت

یہہ ہوئی کہ شام کی حکومت معاویہ کو دیکر پیچھا چھوڑاؤ۔ یہہ بنیاد معاویہ شامی کی ہے جو پانچوان خلیفہ اہل سنت کی رائے مین سمجھا جاتا ہے اور چھٹا یزید اسیطرح بارہ ۱۲ خلیفہ کی تعداد پوری کی گئی ہی۔

واضح ہو جو لوگ بعد فتح مکہ مسلمان ہوئے ہین وہ مولفۃ القلوب کہلاتے ہین جو بنظر۔ تالیف قلوب و رونق اسلام مسلمانون مین شامل کیئے گئے مگر مثل منافقون کے اُن کے ایمانون کا ٹھکانا نہین۔ اُنھین مین ابوسفیان و معاویہ ہے ایک حدیث نبویؐ مروان کے حق مین پیشتر ہم لکھ چکے ہین کہ یہہ مروان کتاب اللہ مین مخالفت پیدا کرے گا اور پیغمبرؐ خدا کے طریقہ مین مفسدہ ڈالے گا۔ اب دوسری حدیث خاص خلیفہ اول کی شان والا مین سنیئے۔ صحاح ستہ موطا مین ابی النضر موالے عمر بن عبید اللہ سے روایت ہی کہ رسولؐ اللہ نے اُحد کے شہیدون کے حق مین فرمایا مین قیامت کے دن اُن کی گواہی دونگا ابوبکر صدیق نے عرض کیا یا رسولؐ اللہ کیا ہم اُن کے بھائی نہین ہین اُن جیسے ہم بھی مسلمان ہین جیسے اُنھون نے جہاد کیا ہم نے بھی اپنی جانین لڑادین رسولؐ اللہ نے فرمایا یہہ بات ٹھیک ہے لیکن خبر نہین کہ تم میرے بعد کیا کیا دین مین ایجاد کروگے یہہ سنکر ابوبکر روئے اور بہت رونے کے بعد کہا کیا ہم بعد آپکے زندہ رہینگے۔ ترجمہ بلفظہ

ایک اور حدیث سنیئے اور داد دیجیئے اہل سنت کی صحاح دارمی مین جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت ہے کہ عمر خطاب رسولؐ اللہ کے پاس ایک توراۃ کا نسخہ لائے آنحضرتؐ خاموش ہوگئے۔ عمر نے اُسے پڑھنا شروع کردیا۔ رسولؐ اللہ کا چہرہ مبارک متغیر ہونے لگا ابوبکر بے تاب ہوگئے

اور عمر سے خطاب کرکے فرمایا روئین تجھے رونے والیان کیا تو چہرہ رسول اللہ کو نہین دیکھتا۔

عمر آپ کے چہرہ کو دیکھکر کہنے لگے مین اللہ سے اُس کے غصہ اور اُس کے رسول کی خفگی سے پناہ مانگتا ہون ہم راضی ہین اللہ سے اور رسول صلعم سے اور اسلام سے۔ بعدہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا کی قسم اگر تمہارے سامنے موسیٰ علیہ السلام ہوتے تو تم مجھے چھوڑکر اُن کی پیروی کرتے اور ضرور سیدھی راہ سے بہک جاتے لیکن اگر موسےٰ علیہ السلام زندہ ہوتے اور میری نبوّت کا زمانہ پاتے ضرور میری پیروی کرتے۔ بلفظہ۔

پس اب اہل انصاف غور کرین۔ اسلام برائے نام تو ضرور مشرق سے مغرب تک پھیلا۔ اور فتوحات عظیم حاصل ہوئین مگر اُس کے ساتھ بقول مخبر صادق یہہ بھی ضرور ہوا کہ اسلام مین صدہا ایجادین کی گئین اور کتاب اللہ کی مخالفت اور طریقہ رسول اللہ مین مفاسد و منافقت جو ظاہر ہوئی اُسے آنکھ سے دیکھ لو۔ عیان راچہ بیان۔ ۷۲ فرقہ اسلامیہ تو ابتدا سے موجود ہی ہوگئے بعدہٗ وہابیّہ و نیچریہ و مہدویہ و احمدیہ وغیرہ یعنی ایک قادیانی صاحب نے اپنا سب سے نرالا مذہب نکالا ہی۔ اب ان فرقون کے اصول و فروع مین دیکھو تو زمین اور آسمان کا فرق ہے اور لطف یہہ کہ سب اسی قرآن و حدیث سے سند لیتے ہین۔ ایک کہتا ہے قرآن مخلوق ہے مثل داؤد ابن علیؓ اصبہانی دوسرا کہتا ہے خدا مجسّم ہی مثل ابن تیمیہ ظاہری۔ تیسرا کہتا ہے فرشتون و شیطان کا وجود نہین حضرت عیسےٰ بغیر باپ کے نہین پیدا ہوئے۔ قرآن

قیاس سے پیدا کرنا چہ معنی دارد - اگر خدا اور رسول صلعم کے حکمون کے سیدھے سادے اور
معنی و مطالب قبول کیئے جاتے اور جو حکم خدا و رسول نے دیئے تھے اُن پر پورا
پورا عمل کیا جاتا تو اسلام مین کیون رخنے اور خرابیان پیدا ہوتین مگر نفسانیت
و طمع حطام دنیوی سے انسان مجبور رہے - اب سنیئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے نہ کبھی تلوار اُٹھائی نہ کسی کو مارا صرف جہاد لسانی کرتے رہے تمام عمر مین
صرف گیارہ ۱۱ یا بارہ ۱۲ یا کچھ زیادہ بہر کیف سو ۱۰۰ سے کم اُنپر ایمان لائے اور وہ
حضرت چوتھے آسمان پر تشریف لیگئے پھر کیا اُن کی بعثت عبث ہو گئی ہرگز نہین
بلکہ صاحب شریعت رسول برحق تھے اُن کے بعد اُن اُمت کی تعداد دیکھو کہ اُن کی
جہاد لسانی نے کیا فوائد بخشے - ایسا ہی ہمارے حضرت صلعم سید الانبیا خاتم المرسلین
دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین رونق افروز رہے اور لسانی جہاد فرمایا کیئے
ایک تعداد کثیر صرف مواعظ و نصایح سنکر مسلمان ہوئے جب مدینہ والون نے
بعد قبول اسلام اپنے یہان بلایا خدا کی مصلحت یہہ ہوئی کہ ہجرت کرین مدینہ مین تشریف
لائے کفار مکہ نے گروہ مسلمانونکی تخریب مین سبقت کی خدا نے حکم جہاد بہ شمشیر دیا
تحفظ اسلام اور خیر اندیشی قوم کے لیئے آپ کفار سے لڑے فضل خدا شامل حال
تھا فتحیاب ہوئے اس بات پر تو سب کو اتفاق ہے کہ ہر قوم و ملت مین بہ نسبت
عام کے خاص ممتاز و برگزیدہ ہوتے ہین چنانچہ اللہ جل شانہ نے خود ہی تصدیق
کی ہے و قلیلا من عبادی الشکور قرآن مجید مین اور اکثر مقام پر قلیل کی تعریف
فرمائی ہے چنانچہ نقل اور عقل اس بات کے شاہد عادل ہین - ابتدائے آدم سے
تا ایندم عام اور خاص مین تمیز ہوتی آئی ہے - رسول صلعم اللہ کے عہد مین بھی

جو لوگ تصدیق بالقلب واقرار باللسان کر کے ایمان لائے انھین کو مومنین کہا گیا۔

عام کو منافقین کیونکہ قلیلاً من عبادی الشکور خدا کا فرمان ہی۔

پس خاص بہ نسبت عام کے ہمیشہ و ہر حال مین تھوڑے رہے ہونگے۔ بعدہٗ خلافت اول وثانی وثالث مین بھی یہی عملدرآمد ہوا کیونکہ اہل سنت افضل البشر بعد رسول اللہؐ ابوبکر ثم عمر ثم عثمان کہتے ہین۔ پھر عشرہ مبشرہ کو انتخاب کرتے ہین باقی عوام۔ شیعہ حضرت علیؑ کو بعد رسولؐ خدا افضل البشر و چند اصحاب مثل ابوذر و عمار و مقداد و سلمان وغیرہ وعباس وعبداللہ وفضل وغیرہ بنی ہاشم کو مخلص شمار کرتے ہین۔ اب اگر انصاف اور ایمان سے ہم دیکھتے ہین تو حضرت علیؑ کا پلہ بہت ہی بھاری نظر آتا ہے یعنی اُن کو خدا کے حکم سے رسولؐ اللہ نے خم غدیر مین باضابطہ خلیفہ و جانشین بنایا جن کی تفصیل و تشریح باب خلافت رسالہ ہذا مین درج ہی۔ ابوبکر صدیق کی نسبت جو حدیثین جوہر صاحب نے لکھین امامت نماز و خلافت کی بابتہ اُنکی کچھ اصل بنائی گئی نہ اُن کی تعمیل حیات رسولؐ خدا مین ہوئی۔

ہان امام شورہ مین جس کی تصدیق حضرت علیؑ نے بھی کی ہے پس اب دیکھنا چاہئیے شورہ کس طرح کا تھا آیا چند معزز خاص لوگ ایک جگہہ جمع ہوے اور اپنی اپنی رائے ظاہر کین یا عوام کا مجمع ہوا۔ بخاری و مسلم مین جناب عائشہ سے ایک حدیث طولانی شورہ خلافت کی بابتہ لکھی ہے۔ جملہ انصار و مہاجر سقیفہ بنی ساعدہ مین جمع ہوئے انصار کہتے ہم مین سے مہاجر کہتے ہم مین سے امیر ہو۔

ابوبکر عمر ابو عبیدہ جراح بھی پہونچے حضرت عمر غصہ والے تھے بولنے لگے ابوبکر

نے اُن کو رو کا خود بولے ہم مین سے امیر ہو تم سے وزیر ہو جناب عمر کہتے ہین میری بولنے کی یہہ وجہ تھی کہ مین نے عمدہ عمدہ الفاظ جو مجھے نہایت درجہ مرغوب تھے اسوقت کے لیئے سوچے تھے اور اس کا بھی خوف تھا کہ ابوبکر نہ بول سکین گے مگر ابوبکر نے خوب ہی کلام کیا جناب ابن منذر نے کہا ہم کبھی راضی نہونگے جبتک ایک ہم سے ایک تم مین سے والی نہ ہو۔ آخر ابوبکر نے کہا کہ عمر خطاب و ابو عبیدہ جراح موجود ہین اُنسے بیعت کرو مگر جناب عمر نے کہا یہہ آپ کیا کہتے ہین آپ ہمارے سردار ہین ہم سے بہتر ہین رسول خدا کے محبوب ہین ہاتھ بڑہاؤ بلکہ ہاتھ پکڑ کر بیعت کر لی پھر سب راضی ہو گئے ایک شخص بولا تم نے سعد بن عبادہ کو مار ڈالا عمر نے کہا منظور خدا یہی تھا۔ یعنی وہ ہلڑ ہشت ہشت ہوا کہ سعد بن عبادہ پامال ہو گیا اور سخت چوٹ آئی۔

عمر خطاب کی خواہش اور آرزو پہلے ہی سے عمدہ عمدہ الفاظ مرغوب طبع جو سوچ کر منتخب کر رکھے تھے کہنے اور بولنے کے تھے پس معلوم ہوا کہ جب خم غدیر مین حضرت علیؑ کو آپنے کل مومن و مومنہ کے مولے ہونے کی مبارکباد دی اُسیوقت سے یہہ عمدہ و چیدہ الفاظ منتخب کر لیئے تھے کہ وقت پر استعمال کرونگا

پس ظاہر ہے کہ جیسا نماز جماعت کی امامت مین جناب عمر نے ابوبکر کو امام بنا دیا ویسا ہی یہان بھی مدعی سُست گواہ چُست جبراً ہاتھ پکڑ کے بیعت کر لی اور نہ مشورہ ہوا نہ اجماع۔ عمر خطابؓ کی یہہ پولیٹکل چال تھی کہ یہہ حضرت تو ساٹھ سالہ ہو ہی چکے ہین برس دو برس برائے نام اگو اگر لو پھر ہم ہی ہم ہین چنانچہ ایسا ہی ہوا بھی کہ ابوبکر کی خلافت مین بھی حضرت مختار عام بلکہ اعلےٰ رکن اسلام رہی۔ جب وفات ابوبکر کا زمانہ قریب ہوا تو اُنھون نے بمصداق من تراحاجی بگویم

تو ہم الحجی بگو۔ نہ شورہ پر خلافت چھوڑی نہ اجماع پر اپنی حیات ہی مین سند خلافت بنام جناب عمر لکھادی اور یہہ خیال کیا گمان بھی نہ ہوا کہ رسول صلعم اللہ نے تو کسی کو خلیفہ کیا ہی نہین مسلمانون پر انتخاب منحصر کر دیا ہی پھر ہم خلاف فعل رسول صلعم اللہ کیون اپنا آبائی مال سمجھکر سند خلافت وولیعہدی لکھے دیتے ہین صدقت یا رسول اللہ سچ آپ نے فرمایا کہ بعد میرے دین مین کیا کیا ایجاد کروگے۔

اب جناب عمر جو مرنے لگے تو فرمایا کہ مین اگر کسی کو خلیفہ کر جاؤن تو مجھ سے بہتر شخص یعنے ابوبکر نے ایسا کیا اور نہ کر جاؤن تو مجھ سے افضل تر رسول صلعم اللہ نے امت کو بے خلیفہ کے چھوڑا۔ پس آپ نے یہہ دونون طریقے ناپسند کر کے چھ ۶ اصحاب خاص پر جن مین عثمان بن عفان کے طرفدار زیادہ تھے امر خلافت کو چھوڑا اور ایک ایجاد اپنی جانب سے زیادہ کی۔ عثمان بن عفان کی بے اعتدالیان خلاف شریعت صحاح و تواریخ اہل سنت مین مرقوم ہین جس کے باعث سے اُن کی جان عزیز برباد ہوئے مگر پہلے ایجاد مروان بن حکم مردود و مطرود رسول صلعم خدا و خلفائے ماسبق کو اپنا وزیر و مشیر و مہمات مالی وملکی کا مدار المہام بنایا۔ قرآن مروجہ سابق کو جو رسول صلعم خدا کے عہد و ابوبکر و عمر کے زمانہ خلافت مین عملدرآمد ہوا کیا سبکو منگوا کر جلا دیا۔ اور اپنا جمع کیا ہوا قرآن جاری کر دیا جو اب تک موجود و زیر قرأت ہی۔ یہہ دوسری ایجاد ہوئی۔ ہمکو اس قرآن مین کمی الفاظ و آیات کا غیر ترتیب ہونے کا اعتراض ہے جس سے بقول مخبر صادق کتاب اللہ مین مخالفت پیدا ہو گئی ورنہ منزل من اللہ ہونے مین شک وشبہہ نہین ہی۔

ان خلافتون مین حضرت علیؑ و اُنکا گروہ ناپرسان حالت مین رہا مگر یہہ ضرور تھا کہ آپ امر بالمعروف و نہی عن المنکر تبلاتے رہے اور حق بات کہنے سے باز نہین آئے بہت سی مثالین کتابو نمین مذکور ہین چنانچہ عمر خطاب سے آتش مزاج اور غصہ ور کے عہد مین بھی آپنے احکام دینی مین اصلاح فرمائی۔ امام احمد ابوطیبان سے روایت کرتے ہین کہ عمر نے ایک زانیہ کو رجم یعنی سزائے شرعی دینے کا حکم دیا لوگ سزا کے واسطے لیچلے حضرت علیؑ راہ مین ملے حقیقت پوچھی اور فرمایا یہہ مجنونہ مرفوع قلم ہے اسے سزا نہ ہونی چاہیئے چنانچہ وہ رجم سے بچی اور جناب عمر نے ازراہ انصاف فرمایا لولا علی لھلک عمر اگر نہوتے علیؑ ہلاک ہو گیا تھا عمر۔ اسیطرح دوسری روایت ہے ایک حکم شرعی دینے مین عمر خطاب سے غلطی ہوئی حضرت علیؑ نے تصحیح کی عمر نے کہا اُس وقت سے مین پناہ مانگتا ہون جبکہ علیؑ موجود نہ ہون۔

جبکہ عموماً اہل سنت اور خصوصاً جوہر صاحب اپنی نادانی و کج بحثی سے یہہ بہت بڑا اعتراض اور سوال کرتے ہین کہ حضرت علیؑ اسد اللہ الغالب اشجع الناس کفار کش وغیرہ اگر تھے تو غصب خلافت پر کیون راضی ہوئے اور بزور ذوالفقار شربار خلفاء ثلٰثہ سے کیون نہ خلافت چھین لی نہ کہ ہمیشہ مغلوب و محکوم رہے۔

اس کا جواب مختصر یہہ ہے کہ قصص الانبیاؑ و اوصیا اگر دیکھی جاوین تو ظاہر ہو جائے کہ خدا کی حکمت و مصلحت و حلم و برداشت اپنے بندون کے اعمال و افعال قبیحہ پر باوصف قدرت و جبروت و عظمت و قہاری و جباری کے

کس درجہ بڑھی ہوئی ہی۔ عموماً کل انبیاؑ کا حال باستثنا ے حضرت سلیمانؑ جنکو
نبوت و پادشاہی جن وانس ملی دیکھا جاتا ہی تو اپنے عہد کے بادشاہان جابر وظالم
سے مغلوب ہی رہنا اور اُن کی حکومت مین بسر کرنا ظاہر ہوتا ہی مگر تبلیغ رسالت و
احکام خدا کا پہونچانا جو خدمات وقتاً فوقتاً اُن کے سپرد ہوئین اُن کی بجاآوری مین
سر مو فرق نہین کیا کیسے کیسے ظلم وشدائد وعذاب وعقاب ظالمون نے
اُنپر کیئے مگر وہ اپنی رسالت وخدائی یکتا کی وحدانیت ظاہر کرتے رہے اور بندگان
خدا کو وحدہ لاشریک لہ کی پرستش وبندگی کی دعوت عام فرماتے۔ جن لوگون نے
اُن کو رسولؑ اور خدا کو واحد ویکتا مانا وہ خاص مین محسوب ہوئے باقی عام خلقت
کافر کی کافر رہی۔ حضرت داؤدؑ وحضرت موسیٰؑ وغیرہ بعض پیغمبرون کو جہاد
بحرب وضرب کا حکم ہوا اُس کی بھی تعمیل کی مگر نہ ایسا کہ مغرب سے مشرق تک عالمگیری
کی ہوس مین قتل وقمع کرتے پھرین غرضکہ جہاد بھی محدود اور خاص قوم کے واسطے تھا
اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ہر نبی کے ساتھ اُسکا وصی بھی ضرور ہوتا جو اُمور نبوت و
رسالت مین اُس کے ہمراہ رہکر مدد کرتا جیسا حضرت موسیٰؑ کے بھائی حضرت
ہارونؑ۔ اور وہ بھی بحکم خدا انتخاب ہوتا مقبول وبرگزیدہ شخص کیونکہ خدائے
قادر مطلق اپنی مخلوق پر تصرف کامل رکھتا ہی اور اپنے بندون کی رہنمائی وہدایت
وپند نصائح کو ایسے ہی خاص الخاص اشخاص کو منتخب کرتا ہے جو اُس زمانہ مین وحید
عصر ویگانہ روزگار ہون اور خدا کے حکمون کی تعمیل مین کامل اور عامل بہمہ صفت
موصوف اور اُن کو خدا کی جانب سے ایک دستور العمل ملتا ہے جسے صحیفہ یا وحی
یا الہام جو چاہے سمجھ لو جسپر وقتاً فوقتاً عمل کیا جاتا ہے اگر وحی ہو تو رسولؑ کے ذریعہ

سے بہر کیف خدا کی جانب سب مدارج طے کر دیئے جاتے ہیں حضرت موسےٰ اور ہماری
حضرت سے مشابہت تام ہے اور خود ہی آنحضرت نے امّت موسوی سے اپنی امّت
کو مشابہ ہونا فرمایا ہے۔ عمر خطاب سے بھی آپ نے یہی فرمایا کہ اگر حضرت موسےٰ
زندہ ہوتے تو مجھے چھوڑ کر تم اُن کی پیروی کرتے اس پر خدا کی قسم بھی آپ نے
مزید کی۔

پس دیکھو حضرت موسےٰ چالیس برس کی عمر میں مبعوث ہوئے فرعونیوں کے
ہاتھ سے کیا کیا اذیت سہی کیسی کیسی مصیبتیں جھیلیں جب معجزہ دکھلاتے ساحر و
کاہن وغیرہ الفاظ سے یاد کیئے جاتے ایک عرصہ دراز کے بعد قوم کا چھوٹا سا
گروہ فراہم ہوا اور فرعون سے مقابلہ کرنے کو حکم ملا حضرت جبریل مدد کے
لیئے ساتھ ہوئے حضرت ہارونؑ وصی و شریک فی النبوت قرار پائے دریائے
نیل سے آپ نے عبور کیا فرعون ملعون مع سپاہ و لشکر غرق ہوا۔ آپ نے اپنی امت
کو حضرت ہارونؑ اپنے بھائی کے سپرد کر کے کوہ طور پر تشریف لیگئے۔ یہاں
سامری مردود نے اور ہی کرشمہ کیا سب کو گئوسالہ پرست کر دیا حضرت
ہارونؑ سمجھاتے رہے ایک نے نہ سنی جب حضرت موسےٰ واپس آئے پھر قوم کو
جمع کیا اور راہ راست پر لائے اپنے بعد یوشع بن نون کو خلیفہ مقرر کیا زوجہ
حضرت موسےٰ نے اُن سے جدال و قتال کیا۔

ہمارے حضرت خاتم النبیین سید المرسلین ہیں سب انبیا کے کمالات آپ کو
ملے اور آپ بھی اسی عمر میں رسالت پر مامور ہوئے سب سے پہلے حضرت
خدیجہ اور حضرت علیؑ نے تصدیق رسالت کی کفار قریش قوم و قبیلہ نے تکلیفیں

دینی شروع کین ۔ اللہ اکبر ابتدائے بعثت مین جو اذیت مصیبتین آپنے برداشت کین اور جو طعن و تشنیع استہزا ہنسی قہقہہ توہین تذلیل قوم کیجانب سے آپ کی جناب مین ہوئین اُن کے مفصل لکھنے سے روح کانپتی ہے کوئی اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالتا ہے کوئی راہ مین کانٹے بچھاتا ہے کوئی کاہن و ساحر و مجنون کہتا ہے کوئی کہتا ہے کوئی ناسزا باتین کہتا ہے یہانتک کہ عقبہ بن معیط مردود و ملعون نے حالت نماز مین آپکے گلے مین چادر ڈالکر اس زور سے کھینچا کہ آپ کا گلا گھٹ گیا ۔ ابوجہل مردود علانیہ آپ کو بُرا کہتا ایکروز امیر حمزہ نے سن لیا اور اُسے ایسا سیدھا کیا کہ علانیہ بدگوئی سے باز آیا ۔ مگر آنحضرتؐ نے کبھی پروا نکی اور کلمہ حق زبان پر جاری رہا حضرت ابوطالب آپکے چچا جنہون نے بعد وفات جناب عبداللہ پدر بزرگوار آپکو پرورش کیا اور ہر حال مین آپکے ممد و معاون رہے جب یہہ حال سُنتے سخت صدمہ گزرتا اور حتی الوسع اُن نااہلون سے انتقام لیتے ۔

آپکے چند اصحاب مثل حضرت یاسر وغیرہ و انکی زوجہ بکریہ کو کفار نے ہر روز یہہ اذیت دینی شروع کی کہ بطحا کی ریتلی زمین مین گرم ریت پر اُن کو لٹاتے اور پتھرون کی سلین اُن کی چھاتیون پر رکھ دیتے عرصہ تک یہی ظلم و ستم جاری رہا مگر آپ ہر حال مین صابر و شاکر رہتے اور تبلیغ رسالت فرماتے ۔

ایک دن آپ تنہا طائف کو تشریف لیگئے اس اُمید پر کہ وہان کے باشندے کلمہ حق سنکر راہ راست پر آوین مگر اُن ناعاقبت اندیشون نے جو مجسم شیطان تھے آپ کو مجنون و دیوانہ کہکر نکالدیا اور دور تک مجنون و دیوانہ کہتے پتھر مارتے پیچھے چلے آئے نعوذ باللہ من ذالک ۔ پھر آپ مکہ مین تشریف لائے

ایک روز اپنے قبیلے کے آدمیون کو جمع کیا اور دعوت کی فرمایا مین خدا ایکا وحدہ لاشریک ہے اُس کی پرستش کرو بتون کو چھوڑو یہ لکڑی و پتھر ہین اور دیکھون انمین سے کون شخص میرا مددگار و جان نثار خدا کے کامون مین اعانت کرنے والا ہوتا ہے سب لوگ خاموش رہے مگر حضرت علیؑ گو کہ کم عمر تھے مگر اُٹھے اور عرض کی اے رسول اللہؐ مین آپ پر جان قربان کرونگا آپ کی مدد کرونگا خدا کے کامون مین مین آپکا سپر ہونگا آنحضرتؐ خوش ہوئے اور فرمایا دیکھو یہ میرا وزیر اور جانشین و خلیفہ ہے سب لوگ ہنسنے لگے کہ ایک چالیس برس کا جوان اور ایک لڑکا چاہتے ہین کہ تمام جہان مین حکومت کرین غیرہ وہ تو ہنس ہنسا کر منتشر ہوگئے۔

اللہ جل شانہ نے آپکے کلام مین وہ برکت اور عظمت دی تھی کہ لوگ غش غش کرتے اور بجز استہزا وغیرہ کے جواب نہ دیسکتے۔

غیر ایک چھوٹا سا گروہ مسلمانون کا ہوگیا اور کفار کی آتش غضب روز بروز مشتعل ہونے لگی آپ کو اور آپ کے اصحاب کو سخت ایذا دینے لگے۔ آپ نے بسرداری حضرت جعفر ابن ابطالب حقیقی بھائی حضرت علیؑ کے ستر یا اسّی اصحاب کو حبش کی جانب ہجرت کرنے کو فرمایا اور وہ گروہ حبش کو گیا وہان بھی کفار قریش نے پیچھا نہ چھوڑا اور بادشاہ حبش سے درخواست کی کہ ہماری فوج کے کچھ لوگ ہمارے خداؤن سے انحراف کرکے آئے ہین اُن کو ہمارے سپرد کردو بادشاہ نے حضرت جعفر کو معہ اصحاب کے بلایا اور واقعات پوچھے حضرت جعفر نے خدا کی یکتائی اور وحدانیت اور رسول اللہؐ کی نبوت و رسالت کی نسبت وہ مدلل تقریر کی کہ

بادشاہ حبش کو بہت پسند آئی اور کفار قریش کو بے نیل مرام اپنے دربار سے نکلوا دیا۔

اکثر محققین اسلام نے اسی کو ہجرت اولے قرار دیا ہے اور قرینہ بھی اسی پر دال ہی۔

یہان بعد اسلام لانے عمر خطابؓ کے کفار نے وہ شورش اور کاوش کی کہ رسول اللہؐ کو شعب ابوطالب مین پناہ لینے کی ضرورت ہوئی یعنی گھر بار چھوڑکر پہاڑ کی کھوہ مین جو اس نام سے مشہور تھا تشریف لیجانا پڑا۔ ابوطالب ایک اور دشمن قوم کی قوم کیا کرین۔ مکّہ والون نے خرید و فروخت داد و ستد رسم معاملہ برادری سب ترک کردی اور ابوطالب سے درخواست کی کہ اپنے بھتیجے کو ہمین دیدو اور ہم مین سے جس کا لڑکا خوبصورت لائق ہنرمند جسے تم پسند کرو لے لو ابوطالب نے فرمایا استغفر اللہ میرے بھتیجے کے مقابل مین تمام جہان پاسنگ ہے۔

پھر ابوطالب کے رعب و داب افہام تفہیم سے صلح ہوگئی مگر کفار ہمیشہ آپ کی تاک مین رہتے اسی عرصہ مین مدینہ والے جو ہر سال مکّہ مین آتے جاتے تھے آپ کے کلام معجز نظام پر فریفتہ ہوکر اس بات کے آرزومند ہوئے کہ آپ ہمارے یہان تشریف لائین۔

یہان کفار قریش نے جب یہہ قول و قرار سنا تو اور بھی جل مرے ابوجہل مردود و ابوسفیان مطرود نے اوباشون کو جمع کرکے شورہ کیا کہ آج رات کو محمدؐ کا کام تمام کردو سب لوگ اس بات پر متفق ہوگئے اور صلاح ہوئی کہ ہر قبیلہ سے چند آدمی حملہ کرین تاکہ کوئی خاص قبیلہ قتل کا مجرم نہ تصور ہو۔ آنحضرتؐ کو بذریعہ جبرئیلؑ امین یہہ خبر پہونچی اور حکم ربی صادر ہوا کہ رات کو اپنے فرش مقدس و مُعلّے ہمپایہ عرش پر علیؑ اپنے بھائی کو سُلاکر آپ غار مین پوشیدہ ہوجائین اور یہان سے ہجرت فرمائین کیونکہ یہہ مقام خطرناک و آزاردہ ہی۔

آنحضرت صلعم نے اپنے بستر پر حضرت علیؑ کو سلایا اور تشریف لیچلے ابوبکر کو بحکم خدا یا راہ مین ملجانے کے باعث جیسا شیعہ سنی مین جھگڑا ہے ساتھ لیا اور غار ثور امین پوشیدہ ہوئے تین شبانہ روز غار مین رونق افروز رہے۔ بعدہٗ مدینہ مین نزول اجلال فرمایا۔

یہ خلاصہ جملہ تواریخ اہل سنت کا ہی جس کا دل چاہے دیکھ لے۔ چالیس سال کی عمر مین آپ کی بعثت ہی۔ اور اکیاونؐ سال مین ہجرت یس دنش گیارہ برس بعد بعثت آپ مکہ مین رہ کر صرف لسانی جہاد فرمایا کیئے۔ مدینہ پہونچنے کے بعد بھی جب کفار قریش نے آپ کا پیچھا کیا اور فوج جمع کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئے تب جہاد کا حکم نافذ ہوا کیونکہ اُس وقت اصحاب کی جماعت مین کثرت ہوگئی تھی جسمین بہ نسبت مہاجر کے انصار زیادہ تھے۔

مگر بعد نفاذ حکم جہاد و کثرت مہاجر و انصار بھی آنحضرتؐ نے حدیبیہ مین جو باوجود زیادتی و سرکشی کفار مکہ کے صلح کی اور جدال و قتال نہ کیا مصلحت سے خالی نہ تھی خلاصہ حال صلح حدیبیہ یہہ ہے کہ آنحضرتؐ نے قصد حج بیت اللہ شریف کا کیا اور حدیبیہ تک پہونچکر کفار مکہ مزاحم ہوئے اور آپ کو روکا آخر صلح پر دار و مدار ہوا کفار نے جو شرطین اپنے مفید و خاطر خواہ پیش کین وہ سب منظور کین جس مین اسلام کا ضعف اور کفار کا غلبہ صریح تھا یہانتک کہ تحریر صلحنامہ مین محمد رسول اللہؐ کے الفاظ پر بحث ہوئی کفار نے کہا کہ اگر ہم آپ کو رسول اللہ جانتے تو کیون یہہ جھگڑا ہوتا صلحنامہ مین محمدؐ ابن عبد اللہ درج ہونا چاہیئے چونکہ رسول اللہؐ کا لفظ تحریر ہو چکا تھا آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا رسول کا لفظ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنادو حضرت علیؑ نے بپاس کمال ادب و ایمان عرض کی کہ

میرے ہاتھ مین یہہ قدرت وجرأت نہین کہ رسول اللہ کے لفظ کو مٹادون آنحضرت نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ کاٹ کر ابن عبد اللہ بنا دیا صحیح بخاری مین مفصل واقعہ درج ہے عمر خطاب کا اس صلح کی بابتہ یہہ کہنا کہ مجھی ایسا شک نبوت آنحضرت مین کبھی اونہین ہوا جیسا آج۔

دیکھو تاریخ خمیس اور اسد الغابہ اور اصابہ فی معرفت الصحابہ اہل سنت ابن حجر عسقلانی جناب عائشہ سے ناقل ہین کہ اسلام نے جدائی ڈالدی تھی درمیان زینب دختر رسول خدا و ابو العاص شوہر اُس کے مگر رسول خدا قادر نہ ہوئے کہ دونون مین جدائی کردین کیونکہ وہ حضرت مکہ مین مغلوب تھے اور حلال وحرام مین فرق نہ کرسکتے تھے لشکر اسلام نے ابو العاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا کردیا مگر اس تفریق پر قادر نہوئے یعنی لا تنکحوا المشرکین پر۔ اور جناب عائشہ فرماتی ہین کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ اگر تیری قوم کا مجھے خوف نہوتا تو مین خانہ کعبہ کو ازسر نو تعمیر کرتا۔

دیکھو آنحضرت خوف کی وجہ سے خانہ خدا تعمیر نہ کرسکے ابتدائے بعثت رسول مقبول مین سورہ قل یا ایہا الکافرون نازل ہوا تھا جس کے معنی یہہ ہین نہ ہم تمہارے معبودون کی پرستش کرین نہ تم ہمارے معبود کی پرستش کرو تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر رہین۔

جوہر صاحب نے قول جناب علی مرتضے صفحہ تیئیس ۲۳ اسرار الہدے مین جو استحکام خلافت ابو بکر مین لکھا ہے ہم اوپر بحث خلافت مین لکھ گئے ہین کہ آپ نے نہج البلاغت مین فرمایا ہے انہ قال لابد للناس من امام بر او فاجر یعمل فے امرہ المومن

لیستمع فیها الکافر و یبلغ فیها الرّ اجل و یامن فیها السبل و یوخذ به للضعیف من القوی حتی یستریح بر و یستراح من فاجر۔
ترجمہ چارہ نہین آدمیون کے واسطے امیر سے نیک ہو یا بد کہ عمل کرے اُس کی حکومت مین مومن اور بہرہ پاوے اُس مین کافر اور پہونچ جاوے اُس حکومت مین تا زیست اور راستہ مامون ہون اُس حکومت مین راہین اور ضعیف کا حق قوی سے دلایا جاوے اور آرام پاوے نیک بخت بد بخت سے اور راحت پائی جاوے اُس فاجر سے۔
پس انصاف کی نظر سے دیکھنا چاہیئے حضرت علیؑ کو اہل حق شیعہ اثنا عشری خدا نہین کہتے رسول اللہؐ نہین کہتے بلکہ بندۂ خدا۔
رسول اللہؐ کے بھائی وصی جانشین خلیفہ لہذا جیسا عموماً کل انبیاے مرسل کا طریقہ معاشرت دنیا مین رہنے اور بسر کرنے کا تھا خصوصاً جناب سیدنا محمدؐ رسول اللہ کا ویسا ہی اُن کے خلیفہ برحق علیؑ ابن ابی طالب کا۔
آنحضرت بھی دس گیارہ برس تک اپنے وطن مکہ مین کفار اشرار سے مغلوب رہے اُن کی حکومت مین بسر کی اُن کی ایذائین سہین مصیبتین جھیلین انواع اقسام کی توہین تذلیل بدگوئیان گوارا کین ویسا ہی آپ نے پچیس چھبیس برس تک یہہ سب صدمے اُٹھائے وہان رسالت تھی یہان خلافت جیسا اُس وقت رسول اللہؐ کو حکم جدال و قتال نتھا صبر و شکر ضبط و تحمل برداشت کرنے کی خدا کی جانب سے ہدایت تھی ویسا ہی آپ کو صبر و سکوت کی رسول اللہؐ کی طرف سے وصیّت۔ جیسا آنحضرت کو بتدریج حکم جہاد ملا ویسا ہی آپ نے بھی اپنی خلافت حقہ مین نواصب و خوارج بصرہ و شام و نہروان وغیرہ پر جہاد کیا۔ جیسا رسول اللہؐ نے اپنے وطن سے ہجرت کی ویسا ہی

آپ نے مدینہ سے کوفہ کو ہجرت کی جیسا آنحضرتؐ باوصف ایذا رسانی کفار کلمۂ حق ادا کرنے اپنے کو رسول اللہ کہنے سے باز نہ آئے ویسا ہی آپ بھی اپنا استحقاق خلافت علانیہ ظاہر کیئے گئے۔ جیسا رسولؐ اللہ نے حدیبیہ مین کفار سے دب کر بقول عمر خطاب مگر نہین مصلحتاً صلح کر لی اور اپنے نام سے رسولؐ اللہ کا لفظ خود کاٹ دیا۔ ویسا ہی آپنے ابوبکر سے صلح کر لی۔

اور بقول جناب عائشہ خطبہ مین فرمادیا کہ ابوبکر مستحق خلافت ہین دیکھو حدیث بیعت مندرجہ رسالہ ہٰذا جس مین بیعت کا وجود مقصود ہے اور جبکہ اس حدیث صدیقہ مین بیعت کا نہ کرنا ثابت ہے تو اور حدیثین بمقابلہ قول صدیقہ مکذوب و مصنوعی ہین۔ جیسا جناب رسالت پناہ کے اعوان و انصار روز بروز بڑہتے گئے ویسا ہی جناب امامت دستگاہ کے یاران جان نثار و سر فروشان وفاشعار روز بہ ترقی کرتے رہے جنگ جمل و صفین مین بقول ابن الحسن ذہبی مسعودی سنی المذہب نوے ہزار کا شمار تھا۔ دیکھو تشبیہ ہارونی کا بقیہ جیسا حضرت موسےٰ کے پہاڑ پر جانے سے اُمت موسوی گمراہ ہوئی سامری ملعون کے اغوا سے ویسا ہی بعد وفات رسولؐ خدا اُمتِ محمدیؐ راہ حق سے پھر گئی بعض مخرب دین کی ترغیب و تحریص سے مماثلت یوشع بن نون با حضرت علیؑ صفرا بنت شعیب زوجہ حضرت موسےٰ نے حضرت یوشع سے جنگ کی یوشع تیس سال تک زندہ رہے۔ ایک بادشاہ کافر سے صلح کر لی ویسا ہی حضرت علیؑ سے عائشہ زوجہ رسولؐ خدا نے جدال و قتال کیا۔ آپ بھی اسی عرصہ تک زندہ رہے اور ابوبکر و معاویہ سے صلح مصلحتاً بہ تقلید رسولؐ خدا کر لی۔ اب اس سے زیادہ صاف و صریح تشبیہات حضرت

ہارون ویوشع کیا ہو سکتے ہین۔
جیسا آنحضرتؐ کے اصحاب خاص مثل حضرت یاسر وغیرہ کو کفار مکہ نے مار انکلیفین
دین ویسا ہی امامت دستگاہ کے یاران باوفا خلیفہ بلافصل تصدیق کرنے والے
حضرت عمار و ابوذر و مالک اشتر وغیرہ کو خلفائے ثلثہ کی حکومتون مین ایذائین و
مصیبتین جھیلنی پڑین دیکھو تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب عمار یاسر کو خلیفہ ثالث نے
حق کلمہ کہنے پر اپنے غلامون سے پٹوایا اور خود بھی انکے پیٹ پہ پیٹر و پر اس قدر
لاتین مارین کہ وہ بیہوش ہوگئے اور نماز مغرب اُن سے قضا ہوگئی حضرت ابوذر
غفاری شام مین تھے اور حق باتین کہا کرتے معاویہ نے خلیفہ صاحب سے شکایت
کی اُس پر حکم ہوا۔ ابوذر کو ایک شتر برہنہ ولاغر پر سوار کرا کے مدینہ روانہ کرو
اور اُس کے ساتھ ایک شخص وحشی و بدمزاج کریہہ منظر بدصورت کو بھیجو جو
راتدن اونٹ ہانکتا رہے ابوذر کو آرام نہ لینے دے چنانچہ اسی حیثیت سے
ابوذر مدینہ پہونچے شتر کی برہنہ پٹھ اور تیز رفتاری سے زانون کا چمڑا لٹک آیا
اور قریب المرگ ہوگئے خلیفہ صاحب کے روبرو لائے گئے خلیفہ نے کلمات
ناملایم کہے ابوذر نے جواب ترکی بترکی دیا خلیفہ نے سزا دینی چاہی حضرت
علیؑ موجود تھے مانع ہوئے خلیفہ نے کہا خاک ہو تیرے منھ مین اے ابن
ابیطالب غرضکہ بڑی بحث و تکرار کے بعد ابوذر کو جلاوطن کی سزا ملی اور ابوذر
زبدہ کو چلے گئے۔ اسیطرح مالک اشتر کو ولید میخوار حاکم کوفہ کے جھوٹی شکایتون
پر جلاوطن ہونا پڑا۔ خلاصہ یہ کہ حضرت علیؑ کو خلیفہ بلافصل سمجھنے والے خلفا کی
عہد مین مخذول و مغلوب و مصیبت کش رہے جیسا رسول اللہؐ کہنے والے

گئے ہین جیسا آنحضرتؐ کے گلوئے مبارک مین عقبہ بن معیط مردود نے چادر کا پھندا
ڈالکر خاص کعبہ مین کھینچا جس سے حضرت کا گلا گھٹ گیا ویساہی حضرت علیؑ کے گلے مین ریسمان
ڈالکر منافقون نے کھینچا مکان جلانے کو آگ ولکڑیان دروازہ پر جمع کین بضعۃ الرسولؐ
کے پہلو پر دروازہ گرا دیا گھر کے اندر جو یاران باصدق وصفا جمع تھے اُن کے قتل پر
آمادہ ہوئے صحیح بخاری دیکھو عمر خطاب اِن سب مین پیشرو تھے جیسا آنحضرتؐ اپنی
رسالت ونبوت ظاہر کرنے طائف کو تشریف لیگئے اور شیاطین طائف آپ کو مجنون
و دیوانہ وغیرہ کہکر دور تک توہین واستہزا کرتے پیچھے چلے آئے ویساہی حضرت
علی بھی شب کو جناب فاطمہ زہرا کو دراز گوش پر سوار کرکے اپنی خلافت بلافصل جو خم
غدیر مین ہوئی تھی استحقاقاً ظاہر کرنے کو مہاجر وانصار کے دروازون پر پھرے
اور فرمایا اے نااہلو کور باطنو منافقو کل کی بات بھول گئے اور رسولؐ اللہ
کی وفات ہوتی ہی خدا اور رسولؐ کے حکمون سے انحراف کرتے ہو۔ مین وہی علیؑ
ہون جسکا ہاتھ تھام کر اپنے برابر منبر پر بلند کرکے خم غدیر مین رسولؐ اللہ نے بحکم خدا
فرمایا تھا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ اور یہہ تمہارے نبیؐ کی نور نظر
لخت جگر فاطمہؑ بنت رسولؐ اللہ ہین جنکو گمراہان وادیٔ ضلالت وشقاوت ایذائین
دیتے ہین اُن کا رزق چھینتے ہین جو میراث پدری ہین اُن کو اُن کے پدر عالی مقدار نے
بحکم خدا دیا تھا۔ یہہ حسنؑ وحسینؑ رسولؐ اللہ کے فرزند دلبند ہین جو اپنے جد بزرگوار
کے انتقال پر ملال واپنے باپ وماں کی مصیبتین دیکھکر روتے بیٹھے بلبلاتے ہین
اور کوئی نہین پوچھتا جیسا طائف والون نے آنحضرت کو دیوانہ ومجنون کہا اُس وقت
مین بھی شاید حضرت علیؑ کی نسبت یہہ کلمات استعمال ہوئے ہون۔ مگر جو ہر حسب

شیاطین طائف کی سنت ادا کر رہے ہین (بصورت دیوانگان کس پیر پساد)
اور بے حفظ پاس ننگ و ناموس کا بھی فقرہ جو پیر صاحب کی ایجاد ہے
خیر یہان تو شب کا پردہ حائل تھا اور مظلومیت کی حالت مگر جنگ جمل مین جناب
عائشہ اونٹ پر سوار روز روشن مین ہزارہا نواصب و خوارج کی صف مین حاضر رہکر
زبان مبارک سے اقتلو العلی و انصارہ کا نعرہ مارتی تھین - اور معاذ اللہ بروایت
بخاری رسول اللہ کے کاندھے پر چڑھ کر رقاصونکا ناچ دیکھین - وہان ننگ و ناموس
کا محافظ کون تھا - نعوذ باللہ من ذالک - جیسا آنحضرت نے باوجود ظلم و جور
کفار مکہ و توہین و تذلیل خود حالانکہ صدیق اکبر و فاروق اعظم ذوالنورین ایسے مغرب
سے مشرق تک اسلام پھیلانے والے اشد علے الکفار وغیرہ مصاحب
خاص موجود تھے کسی کافر پر تلوار نہ اٹھائی نہ انکی تلوار کسی کافر کے گرد پھری یہانتک
کہ کفار کے خوف سے غار مین پوشیدہ ہوئے ویسا ہی حضرت علیؑ کی بھی تلوار
زمانہ معین تک کسی مرتد و منافق کے گرد نہ پھری اور صبر و شکر جسکا حکم تھا فرماتے
رہے مگر ہان جیسا رسول اللہ کو بعد عرصہ دراز سرکشی و زیادتی کفار کی وجہ سے
حکم جہاد ملا ویسا ہی حضرت علیؑ کو بھی جنگ جمل و صفین و نہروان مین نواصب و
خوارج کو فی النار کرنے کا حکم ملا جو اسلام کی تاریخ مین بے نظیر اور عدیم المثال ہے
تاریخ ذہبی مسعودی سنی المذہب دیکھو جنگ جمل مین تیرہ ہزار نواصب و خوارج قتل ہوئے
اور آپ کے ہمراہیان باایمان مین سے صرف پانچ نفر نے شہادت پائی اللہ اکبر
دیکھو حق و باطل مین یہہ فرق ہوتا ہے - ایسا ہی رسول اللہ کی حرب و ضرب مین
ہوا ہے کہ اکثر فی ہزار ایک تیغے کافر اگر ہزارہا جہنم واصل ہوئے تو مومن ایک داخل جنت

جنگ صفین کا حال تاریخ مذکورہ میں دیکھو ستائیس ۲۷ لڑائیاں ہوئیں شامیوں کے
کشتوں کے پشتے اور انبار ہوگئے مگر یہاں وہی معدودے چند نہروان میں
بھی یہی حال ہوا واقعات تاریخی دیکھنے سے لطف آتا ہے۔

پس اب غور سے دیکھو رسول اللہ کا دس گیارہ برس مکہ میں اُس طرز وطریقہ سے
رہنا جو اوپر مذکور ہوا۔ قل یا ایھا الکافرون کا نازل ہونا۔ بعد غلبہ اسلام
بھی حدیبیہ میں شرائط کفار کو غلبہ سمجھ کر صلح کرنا اپنا رسول اللہ نہ لکھنا بلکہ اس لفظ
کو خود محو کر دینا۔ غار میں پوشیدہ ہونا وغیرہ وغیرہ۔ بعدہ حضرت علی کا یہ فرمانا
کہ انسان کو چارہ نہیں امیر سے نیک ہو یا بد ہو سب کو اُس کی حکومت میں بسر کرنا
چاہیئے۔ پھر اب کیا اعتراض باقی رہا جیسا خدا نے اور اُس کے رسول نے
کیا بعینہ وہی حضرت علی نے اگر خدائے قادر مطلق کفار مکہ کا تختہ مثل قوم لوط الٹ
دیتا۔ رسول اللہ ابوجہل و ابوسفیان کی سرداری بزور شمشیر چھین لیتے اور خود امیر
مکہ بنجاتے شروع ہی سے جہاد شروع کر دیتے تو حضرت علی بھی سب ہی کچھ
کر دکھاتے مگر یہاں تو اطاعت خدا و رسول کا طوق گران گلو گیر تھا کیونکر خلاف
حکم دم مارتے۔ اگر کوئی کہے ابوبکر وغیرہ کی بیعت کی اُن کی اطاعت میں رہے
شورہ خلافت میں شریک رہے اُن کے پیچھے نماز پڑھا کیئے۔ ہم کہتے ہیں بیعت
کرنا قول عائشہ صدیقہ سے ثابت نہیں — خلافت میں نہ شریک ہونا خط معاویہ
بنام محمد ابی بکر سے ثابت ہے (علی کو امر خلافت میں اُنھوں نے یعنی ابوبکر و عمر
نے اپنا شریک نہ کیا اپنی باتوں کی اُن کو خبر نہ دی) نماز کا پڑھنا بھی تحقیق نہیں
تو فرضاً اگر بقول اہل سنت رسول اللہ نے عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے نماز

پڑہی ویساہی حضرت علیؑ نے بھی پڑہ لی ہوگی۔ اور حسب مسئلہ حضرات شیعہ اعادہ کر
لیا ہوگا اطاعت خدا ورسولؐ مین تھی خلفاء کی اطاعت کیسی وہ اپنی خلافت مین
مصروف تھے اپنے گھر قرآن جمع کرنے مین دیکھو خلفاء کے عہد مین صد ہا لڑائیان
ہوئی ہونگی کسی مین بھی حضرت علیؑ شریک ہوئے ہرگز نہین۔ پس جیسا اور انبیا
وخود رسولؐ اللہ غیرون کی حکومتون مین بسر کرتے رہے ویساہی آپ بھی غرضکہ
جیسا رسول اللہ کو حالت قیام مکہ وصلح حدیبیہ وغیرہ مین حکم تھا ویساہی حضرت علیؑ
کو سمجھ لینا چاہیئے سرمو فرق نہین ہے۔
اب سنیئے اسلام برائے نام جو بعد انتقال جناب رسولؐ خدا خلفائے ثلثہ نے
جاری کیا اور اب تک کثرت کے ساتھ باقی ہے اگر نظر انصاف سے دیکھا
جاوے تو ایمان حقیقی کے ساتھ ہرگز مناسبت نہین رکھتا جس سے تصدیق بالقلب
واقرار باللسان کہتے ہین کیونکہ جب کتاب اللہ مین مخالفت وطریقہ رسولؐ اللہ مین منافقت
بقول مخبر صادق پیدا ہوگئی تو اُن کی تبعیت وبجا آوری احکام مین بُعد المشرقین کا فاصلہ
رہا اور جبکہ اسلام حقیقی مین طرح طرح کی ایجادین اور اختراعات جب تصدیق رسولؐ اللہ
کی گئی تو وہ اسلام کہا جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک مین تھا پس ظاہر ہے کہ
اسلام حقیقی جس سے خدا اور رسولؐ کی اطاعت مشتق ہے ہرگز نہ رہا ہان سیرت شیخین
وسنت جماعت یعنی جن امور پر عام نے اجماع واتفاق کرلیا ہے وہی سنت
واجب التعمیل قرار پاگئی خدا ورسولؐ کے حکمون کی ضرورت نہ رہی۔ دیکھو
بعد وفات عمر خطاب حضرت علیؑ اور عثمان خلافت کے لیئے جب منتخب کیئے گئے
تو پہلا سوال اُن سے یہی ہوا کہ سیرت شیخین پر عملدرآمد کرنا ہوگا حضرت علیؑ

نے انکار کیا وہ محروم رہے - عثمان بن عفان نے اقرار کیا اُن کو منصب خلافت مل گیا - دیکھو صحیح بخاری و تاریخ اہل سنت - جملہ بنی ہاشم نے بیعت نہ کی اور علحدہ رہے -

پس ابتدا سے جو اسلام کی بنیاد بگڑی یعنی جس کی لاٹھی اُس کی بھینس اب تک نہ سنبھلی - جس نے کچھ دنیا کے شعبدے و کرشمہ دکھائے لقمہ تر کی چاٹ دی ہزاروں لاکھوں شہد کی سی مکھی ٹوٹ پڑے نہ خانہ خدا کو چھوڑا نہ مدینہ رسول کو کتاب اللہ میں مخالفت طریقہ رسول اللہ میں مفاسد عظیم ہو ہی چکے تھے -

پھر اب کیا خوف تھا اسلام کے پردہ میں ہر مجدد و مقلد خود رائے و قیاس کوس لمن الملک بجانے لگا اور اسلام کو جس طریقہ پر چاہا دہر گھسیٹا ہزار منہ ہزار باتیں بیچارا اسلام عجب کش مکش میں پڑا ہے کس کی سنے اور کس کی مانے جس نے علم خلافت و امامت بلند کیا اُسیکے سایہ میں موجود - گزشتہ انقلابات کو جانے دو اسی زمانہ کے اسلام پر غور کرو - ہندوستان ہی میں اسلام کی کیا کیفیت ہے - شیعہ اہل حق تو اس اسلام کو دور ہی سے سلام کرتے ہیں اہل سنت میں باہم خلفشار جو ہو رہا ہی تماشے کے لائق ہے -

جس کا کچھ مختصر سا ذکر اوپر اس رسالہ کے کیا گیا ہے اور لطف یہہ ہے کہ ہر فرقہ اپنے کو ناجی اوروں کو ناری بناتا ہے اور رسول خدا کی حدیث بھی صرف ایک فرقے کے ناجی ہونے کی مصدق ہے بس اس حساب سے بھی بجز فرقہ مخصوص کے کل فرقہ ہائے اسلامی ناری ہونگے اور اسلام بدتر از کفر سمجھا جائیگا اب دیکھو ناجی ہونے کی بھی تخصیص خاص ہے پر قرار پائی نہ عام پر اور وہ

اسلام جو مشرق سے مغرب تک پھیلا محض بیکار و بے سود رہا۔ نہ گھر کا نہ گھاٹ کا انصاف اور ایمان سے اگر دیکھا جاوے تو یہہ انقلابات و مفاسد و مخالفت و منافقت اسلام مین جو ظاہر ہوئے اُن کی بنیاد ابتدائی صرف حب جاہ و مناصب دنیاوی تھے جس نے خدا و رسولؐ کے احکام صاف و صریح سے رو گردان کر کے اختراعات و ایجادون پر آمادہ کیا۔ آیات بینات مین تاویلین عجیب توجیہین رکیک الفاظ کے معنون مین اُلٹ پھیر زیر زبر پیش اعراب کے زور سے اپنے خاطر خواہ معنے نکال لینا غرضکہ کیا کچھ نہین ہوا۔ دیکھو ایک مختصر آیہ کریمہ وضو کا ہے۔ (فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین۔ صاف معنے یہہ ہین۔ غسل دو اپنے مُنھ کو اور ہاتھونکو کہنی تک اور مسح کرو اپنے سر کو اور پیرون کو ہڈیون کے جوڑ تک۔ پس اس ارجلکم پر وہ چڑہائی ہوئی — اور زیر زبر پیش کے زور سے وہ تاویلین اور توجیہین نکالی گئین کہ پیرون کو دہونا جبراً قایم کر دیا گیا ہزارون دلیلین لاکھون توجیہین بنائی گئین حالانکہ دہونا مُنھ اور ہاتھونکا اور مسح کرنا سر اور پیرونکا بالکل علحدہ ہی نہ سیاق نہ سباق نہ ربط نہ ضبط مگر وہی مرغے کی ایک ٹانگ۔

رسول اللہ کے عہد مبارک مین اعراب زیر زبر پیش کہان تہا سب لوگ سیدہی طرح سے پڑہتے پڑہاتے رہے نہ اختلاف ہوا نہ بحث اور جب قرأت مین کسی کو شبہہ ہوا آنحضرتؐ نے اصلاح فرمائی۔ اِسی طرح عملدرآمد مدت تک ہوتا رہا۔ یہہ تو ظاہر ہے کہ وقتاً فوقتاً جو سورہ و آیت نازل ہوئی وہ تحریر کی گئی لوگ پڑہتے

پڑہاتے رہے ہان جمع ہو کر مجلد نہ کیا تھا متفرق تھا۔
دیکھو حدیث ترمذی اسلام عمر خطاب ابن سعد اور ابو الیعلےٰ اور حاکم اور بیہقی انس سے روایت کرتے ہین۔ عمر خطاب بارادہ قتل رسول اللہ تلوار کمر سے نکال کر گھر سے باہر نکلے راہ مین بنی زہرہ مین سے ایک مرد ملا اور پوچھا کہان جاتے ہو عمر نے کہا محمدؐ کو قتل کرنا چاہتا ہون اُس نے کہا بنی ہاشم سے کیونکر امن ملے گا عمر نے کہا شاید تو بھی بے دین ہوگیا وہ بولا اس سے زیادہ تعجب کی بات تم کو سناؤن تم کو خبر نہین تمہاری بہن اور بہنوئی دونون بے دین ہوگئے۔ عمر یہہ سنکر اپنی بہن کے گھر آئے اُسوقت ایک انصاری خباب بن الارث سورہ طٰہٰ پڑھ رہے تھے عمر کی آہٹ پاکر خاموش ہورہے اور کسی گوشہ مین چھپ گئے۔ عمر نے بہن اور بہنوئی سے پوچھا یہہ نرم آواز کس کی تھی دونون نے کہا آپس مین باتین کر رہے تھے۔ عمرؓ نے کہا تم دونون بے دین ہوگئے ہو۔ بھنوئی نے کلمہ حق کہا عمر نے اُسے زمین پر پٹک کر خوب مارا بہن چھڑانے آئی اُسے بھی ایک طمانچہ رسید کیا تب اُس نے غصہ مین آکر کہا کہ خدا وحدہٗ لاشریک ہے اور محمدؐ اُس کے رسول۔ عمر نے کہا وہ صحیفہ جو تم پڑہ رہے تھے مجھے دکھاؤ۔ بہن نے کہا تو ناپاک ہے ایسی کتاب بجز پاک لوگون کے دوسرا نہین چھو سکتا۔ جا غسل کر۔ عمر نے غسل کیا بہن نے صحیفہ دیا پڑھنے لگے اور معقول ہوکر آنحضرتؐ کی خدمت مین آکر مسلمان ہوگئے۔

پس ثابت ہوگیا کہ ابتدائے بعثت سے قرآن کا لکھا جانا شروع ہوگیا تھا اور مسلمان دیکھ کر پڑہا کرتے تھے۔ حضرت علیؑ نے قرآن جمع کیا اور پیش کر کے چاہا مسلمان لوگ اُسے استعمال کرین مگر پسند نہ ہوا جنکی نسبت حضرت رسولؐ خدا کی حدیث مقبول فریقین

ہے اُس سے ہوشیار رہنا اُس کے مکروفریب مین نہ آنا دین مین ایجاد دین نہ کرنا مگر بجز خاص قدسی صفات کے عام نے نہ سنا اور وہی ہوا جو آنحضرتؐ نے فرمایا دیا تھا۔

حضرت علیؑ کو اتنی فرصت ہی کہان ملی کہ اپنا قرآن جاری کرتے ادہر خلافت ظاہری کی بسم اللہ ہوئی اُدہر جناب عائشہ بصرہ مین آ کودین اور علم بغاوت و مخالفت بلند کر کے جدال و قتال پر آمادہ ہوئین مجبور اُنکا شر دور کرنا ضرور ہوا آپ اُس طرف متوجہ ہو گئے اور لڑ بھڑ کر اُنکا قصہ تمام کیا تھا کہ معاویہ شامی مدعی خلافت ہو کر صفین مین صف آرا ہوا اُس سے بہتر لڑائیان پے درپے ہوئین۔ دیکھو تاریخ ذہبی مسعودی سنی حضرت علیؑ نے قبل شروع ہونے لڑائی کے معاویہ کو پیغام بھیجا کہ مین نے کلام اللہ سے تم پر حجت ختم کی اور کتاب اللہ سے دعوت کی اور مین نے تمہارے لیئے صاف رستہ چھوڑ دیا تحقیق اللہ مکارون کو نہین ہدایت کرتا۔ شامیون نے ایک نہ سنی اور جنگ پر تل گئے عمار یاسر صاحب خاص رسولؐ خدا و علیؑ مرتضے صف جنگ مین پہونچکر للکارے اے آدمیو کوئی خدا کی طرف چلنے والا ہے جو بڑا مرتبہ پاوے خدا کی قسم ہم قرآن کی تاویل پر تم سے لڑینگے جیسا کہ اُس کے نزول پر لڑے ہم نے تم کو پہلے قرآن کی حقیت پر مار مار کر مقر بنایا آج ہم اُس کی تاویل کا اقرار مار مار کر تم سے لیتے ہین تا کہ حق جاری ہو۔ جب معاویہ مغلوب ہوا اور جنگ سے مجبور تو پانچسو قرآن نیزون مین باندہ کر بلند کیئے اور براہ فریب ہمراہیان حضرت علیؑ مین تفرقہ ڈالدیا چنانچہ اشعث بن قیس وغیرہ نے کہا کہ ہم تو کتاب خدا قبول کرتے ہین اُس سے نہین پھرتے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ناروف ہو تم پر اُنھون نے یہ قرآن اس لیئے نہین اُٹھائی

کہ وہ اُن کو جانتے اور مانتے ہین فقط مکر و فریب و جعلسازی سے مصحف قرآن
نیزون پر بلند کیے ہین اور مین اسی واسطے تو اُن سے لڑتا ہون کہ وہ قرآن کا حکم مانین
اُنھون نے تو اللہ کی نافرمانی کی اور قرآن کو پیچھے چھوڑ دیا - مین قرآن ناطق
ہون میرا کہنا مانو اور ہیچ پر قایم رہو مین خوب جانتا ہون معاویہ اور عمرو عاص اور پسر ابی معیط
و حبیب بن مسلمہ و نبی تابعہ وغیرہ دیندار اور قرآن کے عامل نہین ہین اور مین اُن کو
خوب پہچانتا ہون اور اُنکے چھوٹے بڑون کو جانتا ہون کہ نہایت بدترین اطفال و
مردان ہین -

آخر اس قرآن کی ضمانت و کفالت پر معاویہ نے جو عہد وفا کیا وہ ظاہر ہے
دیکھو کارروائی عمرو عاص و ابو موسے اشعری ؎

حافظا مے خور و رندی کن و خوش باش ولے — دام تزویر مکن چون دگران قرآن را

بعدہ خوارج نہروان کو بزور ذوالفقار شرربار فی النار کیا اور کوفہ مین واپس تشریف
لا کر جام شہادت نوش فرمایا - پس قرآن کا رایج کرنا ایسے انقلابات عظیم مین کیونکر ممکن
تھا اور اگر فرصت بھی ملتی تب بھی بتدریج اسی قرآن مروجہ کو مکمل فرما دیتے اور جو اختلافات
و منافقت معنی و مطالب و مقاصد مین ہوئے ہین اُن کو دور کر دیتے - نہ یہ کہ تمام دیار
و امصار سے جلدین قرآن کی منگا کر جلا دیتے نعوذ باللہ منہا پس جیسا جناب رسول
خدا باوجود خواہش دلی و عزم قلبی خوف قوم عایشہ سے خانہ خدا کی تعمیر نہ کر سکے
ویسا ہی حضرت علیؑ اپنا جمع کیا ہوا قرآن نہ جاری کر سکے دیکھو کیسی مناسبت
کلی ہے -

اب حدیثون کا طومار و انبار دیکھو نہ حصر ہے نہ انتہا ہر فرقہ اسلامی ان حدیثون سے اپنا

مطلب نکال لیتا ہے اور ہر ایک جدا مذہب قایم کرتا ہے قریب آٹھ فرقے کے تو مشہور ہو گئے ہین خبر نہین اور کس قدر ہوے ہونگے اور انہین حدیثون کے وسائل و ذرائع سے ہزار دو ہزار اور مذاہب قرب قیامت تک ظاہر ہو جائینگے - حدیثین کیا ہین ایک بڑے دوا فروش کی دوکان کی دوائین ہین جو ہر مرض کے لیئے مل سکتی ہین خود علمائے اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے کہ لاکھون حدیثین مصنوعی و موضوعات سے ہین اہل سنت کی مسند ابو حنیفہ خوارزمی مین لکھا ہے کہ کہا یحیٰے بن معین نے کہ واقدی نے بیس ہزار حدیثین بنائین اور رسول خدا کی طرف اُن کی نسبت کی شافعی نے کہا کہ واقدی کی کتابین سراسر کذب و لغو ہین - انہین واقدی صاحب کو امیر المومنین فے الحدیث کا لقب ملا ہے پس اہل سنت کے ایک عالم کا یہ حال ہے کہ بیس ہزار حدیثین بنا کر رسول خدا پر تہمت لگائی اور وہ حدیثین مشہور اور شائع ہون تو کیا ٹھکانا - ابو جعفر اسکافی نے بجواب حافظ عثمانی کیا خوب تقریر کی ہے یہہ سب جانتے ہین دولت و سلطنت انہین کے موافق ہوتی ہے جو ارباب سلطنت کے ہم آواز ہون اور قدر و منزلت اُنھین علماء و شیوخ کی ہوتی تھی جو فضائل ابو بکر بیان کرتے بنی اُمیہ کی اسباب مین کس قدر تاکید و سختی ہے کہ بدون اس کے کسی طرح دنیا سے تمتع ممکن نہین پس محدثین نے کوئی دقیقہ ایسی روایات کے بنانے مین اُٹھا نرکھا اور چونکہ یہہ امر بدون انخفائے مناقب علیؑ ابن ابیطالب ممکن نہ تھا ہر طرح درپے ہوئے کہ ذکر علی و اولاد علیؑ کو محو کرین اور اُن کے فضائل و مناقب و سوابق کو مٹائین چنانچہ اسی لیئے سب کو برانگیختہ کیا کہ آنحضرات کو سب و شتم کرین اور فقیہہ و محدث و قاضی و متکلم سب کے سب لوگون کو عقوبت سلطانی سے ڈراتے ہین کہ اُن کے فضائل نہ بیان کرو پس

محدثین حضرت علیؑ کا ذکر ہی نہین کرتے نہ نام لے سکتے ہین اور اہل مذاہب جس قدر ہین
وہ سب اسی بات پر تلے بیٹھے ہین کہ فضائل و مناقب اہل بیت اطہار باطل کردین تاویلات
بعیدہ اور حیلہ و مکر سے کام لین - خارجی ہون یا ناصبی عثمانی ہون یا معتزلی یا
جو فرقے ان فرقون سے نکلے سب کی یہی خواہش ہے کہ فضائل اہل بیت کو مخفی
کرین - زمانہ معاویہ و یزید سے مابعد سلاطین بنی امیہ تک جو اسی حال تک
رہا کوئی دقیقہ سب و شتم لعن و تبرا کا اُٹھا نہ رکھا اور یہ امر ظاہر ہے کہ سلاطین و ملوک
کوئی دین و مذہب یا بدعت جاری کرتے ہین تو اپنی رعایا کو اُس کی تعمیل پر ایسا
مجبور کرتے ہین کہ اُس دین و مذہب کے سوا دوسرے سے واقف تک نہون
دیکھو حجاج بن یوسف نے جو عامل عبد الملک بن مروان تھا علاوہ اُن ظلم و
ستم کے جو اہل بیت اطہار و خانہ خدا و مدینہ رسولؐ پر کیے لوگون کو اس بات پر
مجبور کیا کہ قرآن کو بقرأت عثمان پڑہین اور قرأت ابن مسعود و ابی بن کعب کو
ترک کرین جو رسولؐ خدا کے عہد مبارک سے جاری و ساری تھی بیس برس اسکی
سلطنت رہی مگر اُس کی زندگی ہی مین تمام ملک عراق قرأت عثمانی پر متفق ہوگیا
اگر ابن مسعود و ابی بن کعب کی قرأت پر کوئی پڑہتا تو اُسے وہ لوگ قرآن ہی نہ سمجھتے
بلکہ موضوعات سے خیال کرتے -

وضع حدیث کے مرض مین ایک بڑی جماعت مبتلا ہوگئی جن کے مقاصد و مطالب
جداگانہ تھے بعض ان مین زنادقہ ہین مثل مغیرہ بن سعد کوفی و محمد بن سعید شامی جنھون نے
حرف شک پیدا کرنے کی غرض سے حدیثین بنائین - ابو العینا خود مقر ہے کہ ہم نے
اور جاحظ نے حدیث فدک بنائی اور شیوخ بغداد کے روبرو پیش کی سب نے

قبول کر لیا مگر ابن شیبہ ہلالی نے کہ وہ جان گیا کہ اول حدیث آخر سے نہیں ملتی یعنی بے ربط ہے سلیمن بن حرب کہتا ہے کہ ایک شیخ مجہول الاسم کی خدمت میں گیا دیکھا وہ رو رہا ہے وجہ پوچھی اُس نے بیان کیا کہ چار سو حدیثیں وضع کر کے کتاب میں داخل کر دیں اب کیا کروں اکثروں نے صرف درد دین و تحفظ قرآن مجید کے لئے حدیثیں بنائیں تا کہ لوگ فضائل اعمال کیطرف رغبت کریں مثل ابی عصمہ و نوح بن مریم مروزی و محمد بن عکاشہ کرمانی و احمد بن عبداللہ جویباری وغیرہ چنانچہ کسی نے ابی عصمہ سے پوچھا کہ تم اس قدر حدیثیں ہر سورہ کی فضیلت میں ابن عباس سے بذریعہ عکرمہ روایت کرتے ہو مگر شاگردان عکرمہ انسے واقف نہیں ہیں تو ابی عصمہ نے کہا کیا کروں میں نے دیکھا کہ لوگ فقہ ابو حنیفہ و مغازی ابن اسحاق میں مشغول ہیں اور قرآن سے بالکل روگردان ہو رہے ہیں اسلیئے میں نے قربتاً الی اللہ یہہ احادیث وضع کیں ۔ بہر کیف جب واضعین حدیث کی یہہ کثرت اور اُن کے مقاصد کی یہہ حالت ہو سلطنت کا وہ تقاضا مذہب کے وہ اغراض تو ایسی صورت میں مدح خلفائے ثلثہ اور توہین حضرت علی و اہل بیت اطہار میں موضوعات کا بننا اور مشہور ہونا کوئی بڑی بات نہیں ہے ۔

مگر ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ نور خدا ہمیشہ غالب ہوتا رہا اور حضرت علیؑ و اہل بیت اطہار کے فضائل و مناقب بڑھتے رہے اور اُن کے اعوان و انصار جن کو جناب رسول صلعم خدا نے بلقب مکرم و معظم شیعیان علیؑ مخاطب فرمایا ہے ابتدا سے علحدہ اور ان انقلابات اسلامی سے دور رہکر اطاعت خدا و رسولؐ و خلیفہ برحق میں ثابت قدم و راسخ دم رہے ۔ مگر وہ ہی قلیل مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ۔

دیکھو ازالۃ الخفا و روایت بخاری جب خلیفہ دویم عمر خطاب پر ابولولو نے وار کاری لگا
تو عبد اللہ ابن عباس سے خلیفہ صاحب نے کہا کہ کیا یہ امر تم لوگون کے مشورہ سے ہوا
اور جب وقت موت اضطراب و قلق و بے چینی شروع کی تو ابن عباس نے تسکین
دی کہ تم صحبت رسول خدا و ابوبکر مین رہے چنین و چنان اسپر آپ بولے کہ جو کچھ ہمکو
خوف و الم ہے وہ سب بدولت تمہارے و تمہارے اصحاب کے ہے۔ لیکن بنی
ہاشم و اُن کے یاران باصدق و صفا ہمیشہ الگ رہے۔ اور حضرت علیؑ کو خلیفہ
برحق بلافصل سمجھا کئے ہر ایک عہد مین ہر ایک سلطنت مین شیعیان علیؑ کی تمیز و شناخت
علی الاعلان ہوتی رہی اور بہ نسبت عام کے خاص لوگ خدا کے نزدیک عزیز اور
برگزیدہ تھے حسب قاعدہ کلیہ ابتدائے آدم تا ایندم ہم۔ دیکھو بعد کہ کربلا مین کو لاکھ
اشقیان نا ہنجار کے مقابلہ مین صرف بہتر ۷۲ نفر مقبول بارگاہ ایزد جل و علےٰ قرار پائے
بعدہ انتقام خون شہیدان راہ خدا کے لئے لاکھون حق پرست کامل الایمان ظاہر ہوئے
بنی اُمیہ کے ظلم و جور تخریب خانہ خدا و رسولؐ بیعت عبودیت کے زمانہ مین خدا کی شان
اُس کا فضل شامل حال تھا جو یزید علیہ اللعن نے حضرت زین العابدین علیہ السلام کو پیغام
بھیجا کہ آپ اس فتنہ و فساد سے علیحدہ ہو جائین چنانچہ آپ معہ اہل بیت و اصحاب
خاص مدینہ سے نکلکر ایک دیہہ مین سکن پذیر ہوئے۔ مدینہ مین جو ہونا تھا ہوا کیا۔
اسیطرح ہر زمانہ مین آئمہ معصومین علیہم السلام و اُنکے شیعہ باایمان و ایقان وہی قلیلاً
من عبادی الشکور موجود رہ کر نور ہدایت سے اسلام حقیقی کو چمکاتے رہے اور خدا
کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت وصی رسولؐ کی بلافصل خلافت پر منافقین امت
کو رغبت دلاتے رہے۔ تا اینکہ آج کروڑون قدسی انفاس خدا کے نام لیوا رسول اللہ

سے کہنے والے بعثت کے بحث نہ سمجھنے والے خدا کے وعدہ پر ایمان رکھنے والی خلافت بلافصل کے قائل موجود ہین۔ اللہم زد فزد جو خدا کو واحد یکتا قادر مطلق بے زوال اور محمد کو رسول مقبول خاتم الانبیا محبوب رب دوسرا البشیر و نذیر بصریح بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر۔ اور علیؑ ابن ابیطالب کو ولی اللہ وصی و جانشین و خلیفہ بلافصل رسول اللہ و اُن کی اولاد امجاد کو یکے بعد دیگرے امام و ہوئے و سردار اُمت جانتے اور اس اعتقاد کو اپنا ایمان مانتے ہین پس اسلام حقیقی جس کی نسبت خداوند جل و علا نے رضیت لکم الاسلام دیناً فرمایا ہے یہی باقی ہو س۔ دیکھو علامہ تفتازانی نے تصریح کی ہے کہ شیعہ مذہب علیؑ سے ہمنا سبت کلی رکھتے ہین اور شاہ عبد العزیز نے بھی شیعون کو محب اہل بیت اطہار ہونے کا اقرار کیا ہے بلکہ مولوی عبد الحلیم پدر فاضل معاصر مولوی عبد الحے لکھنوی فرنگی محل نے تو اس اقرار بمتابعت و ولائے شیعہ کے ساتھ چار و ناچار حقیت مذہب شیعہ کا بھی اقرار کر لیا ہے چنانچہ اپنی کتاب حل المعاقد فی شرح العاقد فی شرح العقائد مین جہان ملا جلال الدین دوانی نے حقیقت مذہب اشاعرہ اور بطلان سائر مذہب کا دعوی کیا ہے اور تمثیل مین کہا ہے کہ مثل شیعہ جو تمسک کرتے ہین اُس چیز سے جو مروی ہے اُنکے ائمہ سے بسبب اعتقاد کرنے اُنھین شیعون کی عصمت کو اُنھین ائمہ مین فرماتے ہین اس کلام مین اختلاج ہے کیونکہ اگر مقصود دوانی یہ ہے کہ ائمہ اہلبیت علیہم السلام کی متابعت شیعہ اس وجہ سے کرتے ہین کہ اُن ائمہ کو مجدد دین (نیا دین بنانے والا جانتے ہین) اور انکو ناقل دین ختم المرسلین جانتے تو ایسا دعوے شیعون پر محض افترا ہے اور بہتان۔ اگر مقصود اُس کا یہ ہے کہ شیعہ اس وجہ سے ائمہ اہلبیت کی متابعت کرتے ہین کہ وہ حضرات جناب رسالتمآب سے احکام دین کے ناقل ہین اور عادل تر ین

اُمّت ہین یہانتک کہ انکو معصوم جانتے ہین تو اب شیعون پر طعن یا اس بنیاد پر
ہے (معاذ اللہ) کہ ائمہ اہل بیت عادل نہین ہین اور اُن کی عدالت و عصمت
کا دعوے غلط ہی تو ایسا گمان اور دعوے کرنا موجب تزلزل ایمان ہے یا اِس
بنیاد پر شیعہ مورد طعن ہین کہ ائمہ اہل بیت کی متابعت جائز نہین ہے گو وہ لوگ
عدول اُمّت سے ہون پس ایسا دعوے محض ترجیح بلا مرجح ہے کیونکہ فرقہ اشاعرہ
جو متابعت اشعری و شافعی کرتے ہین تو اسی وجہ سے کہ اُن کو عادل اور ناقل دین جانتے
ہین پس اب کوئی فرق نہ رہا درمیان شیعہ و اشاعرہ کے انتہی کلامہ جزاک اللہ خیر پس
اس تقریر سے علاوہ اعرفیت شیعہ و متابعت ائمہ ہدے علیہم الصلواۃ والسلام کی کمال
حقیت مذہب شیعہ ثابت ہوئی (عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد) اب معلوم نہین جوہر
صاحب نے ان فرقہاے اسلامیہ مین سے کس فرقہ کو اسلام مین منتخب کیا ہی کیونکہ
کُل فرقے تو داخل اسلام ہو ہی نہین سکتے صرف ایک ناجی باقی کلہم فی النار
پس شاید امام ابو حنیفہ کے فرقہ کو پسند کرین کیونکہ ہندوستان مین اسکی کثرت ہے
پس ابوحنیفہ کو دیکھنا چاہیے اُن کی نسبت علماے متقدمین اسلام کا کیا
فتوے ہی۔

علامہ خطیب بغدادی اپنی تاریخ مین خود ابوحنیفہ سے بسند متصل ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے
جب مجھے شوق تحصیل علم ہوا تو ہر علم کے فوائد و منافع کو دریافت کیا کسی نے کہا علم
قرآن سیکھو۔ ہم نے فائدہ پوچھا لوگون نے کہا قرآن سیکھو گے تو مسجدون مین بیٹھکر
لڑکون کو تعلیم کرنا کچھ دنون بعد کوئی لڑکا تم سے زیادہ یا تمہاری برابر حافظ ہو گا
ساری ریاست تمہاری جاتی رہے گی۔ تب ہم نے چاہا علم حدیث حاصل کرین اور

ایسے محدث نہین کہ دنیا مین ہماری برابر حافظ حدیث دوسرا نہو لوگون نے کہا بڑہاپے مین مبتلائے اغلاط ہوگے آخر تم کو لوگ کاذب وخائن کہکر بدنام کردین گے۔ مین نے کہا ایسی علم کی مجھے حاجت نہین۔ پھر کہا کہ علم نحو سیکھین لوگون نے کہا تم معلم بنوگے تمہاری آمدنی دو یا تین دینار ہوگی۔ ہم نے شعر کے فن مین مہارت پیدا کرنے کو کہا لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ اگر تم نے کسی کی مدح کی اُس نے کچھ ندیا تو ضرور ہجو کہوگے اور پارسا عورتون پر تہمت لگاؤ گے۔ تب ہم نے کہا علم کلام مین کمال پیدا کرین لوگون نے کہا نتیجہ یہ ہوگا کہ کفر وزندقہ کا تم پر الزام لگایا جاوے اور قتل کئے جاؤ۔ اگر بچگئے تو ہمیشہ مذموم وملوم رہوگے۔ آخر علم فقہ سیکھنے پر سب کا اتفاق ہوا کہ عام لوگ قدر کرینگے فتوے لین گے قاضی بنائینگے۔ پس ہم نے فقہ سیکھنا شروع کیا اور آخر سیکھ لیا۔ اس تاریخ کی نسبت صرف یہی سند صدق کی کافی ہے کہ شاہ عبد العزیز دہلوی نے بستان المحدثین مین لکھا ہے کہ اس کی سماعت کو خود جناب رسالتمآب صلعم تشریف لایا کرتے ابو حنیفہ نے پیشہ تجارت پر علم فقہ کے فوائد ومنافع کو ترجیح دی کہ اسمین فایدہ زائد ہی اور اُس مین وہ فائز المرام ہوئے اہل سنت کے یہان علم کلام کے تین اُستاد مسلم الثبوت ہین ابو الحسن اشعری منصور ماتریدی حنابلہ۔ ابو حنیفہ کو کسی نے اس فن کا اُستاد نہین مانا۔ علم حدیث اس سے ابو حنیفہ کو کلیۃً نفرت تھی دیکھو معیار الحق صفحہ سات لاہوری بقول صاحب تذکرۃ الموضوعات وتہذیب الاسماء چار صحابی رسول صلعم خدا کے ان کے زمانہ مین تھے مگر کسی سے کوئی حدیث روایت نہین کی حالانکہ مولوی شبلی صاحب بھی سیرۃ النعمان مین اس بات کے مُقر ہین پس حدیث سے کنارہ کشی اس سے بڑہ کر کیا ہوگی۔ لسان المیزان مین امام احمدؒ سے منقول ہے کہ محمد بن الحسنؒ اور اُس کا اُستاد

ابوحنیفہ مخالف ہین حدیث کے اور امام شافعی سے سُبکی نے طبقات کبرے مین نقل کیا ہی
کہ حنفیون کی کتابین بشل فروخ کی مشک کے ہین کہ ظاہر تو نام کتاب اللہ و سنت
رسول اللہ کا لیتے ہین مگر دراصل سب مسائل اُن کے خلاف ہین - عمارۃ المساجد مولوی
محمد سعید مین لکھا ہے کہ یہہ امام اہل سنت اکثر احادیث نبوی کے بارے مین
حکم دیتے کہ اِس کو خنزیر یعنے سُوَر کی دم سے چھیل ڈالو اور خلیفہ دویم کے بعض حکام
کو ہذیان و مجنون بتاتے تھے کما فی مختار مختصر تاریخ بغداد علامہ ذہبی نے
جن کو شاہ عبد العزیز امام اہل حدیث کہتے ہین اپنی میزان الاعتدال مین لکھا ہی کہ نعمان
بن ثابت بن زوطی ابوحنیفہ کوفی امام اہل الرائے کو امام نسائی نے ضعیف کہا ہے
اسی طرح ابن عدی وغیرہ نے بلکہ اُسی میزان مین ہی اسمٰعیل بن حماد بن نعمان بن
ثابت (ابوحنیفہ) کو کہا ابن عدی نے کہ تینون ضعیف ہین پُشتی پس ضعف
اسی کو کہتے ہین - ابن عدی کہتے ہین کہ کل روایتین اُن کی غلطی اور تصحیف و زیادت
سے مملو ہین اور عبد اللہ بن علی نے عبد اللہ مدینی سے نقل کیا کہ ابوحنیفہ کی روایتین
از حد ضعیف ہین کیونکہ اُس نے کل پچاس حدیثین روایت کین مگر سبھون مین غلطی کی
اور امام بخاری حمیدی سے ناقل ہین کہ کہا ابوحنیفہ نے جب مین مکہ معظمہ کو گیا تو حجام
سے تین سنتین سیکھین کیونکہ جب مین حجامت کے لیئے بیٹھا تو حجام نے کہا قبلہ رو بیٹھو و
دہنی طرف سے حجامت شروع کی اور دونون ہڈیون تک حجامت بنائی - کہا حمیدی نے
کہ جو شخص ایسا ہو کہ سنت رسول و اصحاب رسول سے واقف نہ ہو بلکہ حجام سے
سیکھے اُس کی تقلید احکام خدا میراث و فرائض و زکواۃ و دیگر امور اسلام مین کیونکر کیجا سکتی
ہے - امام احمد بن حنبل کہتے ہین کہ ابوحنیفہ کی نہ رائے ہے نہ حدیث بلکہ

تاریخ صغیر بخاری مین ہے بروایت نعیم بن حماد کہ کہا فزاری نے ہم سفیان کے پاس بیٹھے تھے کہ خبر مرگ ابو حنیفہ آئے اُس پر سفیان نے کہا شکر خدا یہ شخص اسلام کو ٹکڑہ ٹکڑہ کرتا تھا اس سے زیادہ شوم کوئی مولود اسلام مین پیدا نہین ہوا

ایک حکایت سننے کے قابل ہے۔ ابو حنیفہ کو دعوے تھا اور اُن کے چیلون کا گروہ بھی اس بات پر فخر کرتا ہے کہ امام اعظم کوفی حضرت امام باقر علیہ السلام کے شاگرد ہین مگر باوجود شاگردی ہمیشہ اُن کے اور اولاد امجاد کے مخالف اور منافق رہے ہے۔

قاضی القضات ابو المؤید محمد بن محمود خوارزمی جامع مسانید ابو حنیفہ مین لکھتے ہین کہا ابو حنیفہ نے کہ ابو جعفر منصور خلیفہ عباسی نے مجھے بلا بھیجا اور کہا کہ لوگ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کے علم و فضل پر فریفتہ و گرویدہ ہو رہے ہین تم ایسے چند مسائل انتخاب کرو جو نہایت سخت و دشوار ہون تاکہ امام علیہ السلام اُن کے جواب سے عاجز ہون پس مین نے حسب الحکم خلیفہ چالیس مسئلہ نہایت سخت منتخب کیئے اور خلیفہ کے پاس لے گیا دیکھا کہ منصور سریر خلافت پر بیٹھا ہے اور امام علیہ السلام پہلوئے خلیفہ مین جلوہ افروز ہین۔ مجھے وہ ہیبت و رعب معلوم ہوا کہ کبھی خلیفہ کے دربار مین نہوا تھا آخر خلیفہ کے حکم سے مین بیٹھ گیا منصور خلیفہ نے امام علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہا کہ یا ابا عبد اللہ یہ ابو حنیفہ ہے حضرت نے فرمایا ہان مین پہچانتا ہون۔ خلیفہ نے مجھ سے مسئلہ دریافت کرنے کو اشارہ کیا پس مین نے وہ مسائل پوچھنے شروع کیئے امام علیہ السلام ہر مسئلہ کا وہ جواب شکت فرماتے کہ مین لاجواب ہو جاتا آخر چالیسون مسئلہ کا جواب دیا اس وجہ سے مین کہتا ہون کہ حضرت امام جعفر صادق اعلم الناس ہین اور سب سے زیادہ فقیہہ۔

پس یہہ سلوک ابو حنیفہ کا اپنے محسن زادہ کے ساتھ یادگار ہے کہ بطمع حطام
دنیاوی انکو عاجز و حقیر کرنا چاہا - ایک لطیفہ بھی مومنین کی تفریح طبع کو درج کیا
جاتا ہے - ایک روز ابو حنیفہ ومومن الطاق علیہ الرحمہ سے مسئلہ رجعت مین گفتگو
ہوئی ابو حنیفہ نے طنزاً کہا تم لوگون کے عقیدے کے مطابق مومن ومنافق
پھر زندہ کیئے جائینگے اور اُنپر قصاص جاری ہوگا پس دو سو اشرفیان ہمکو
قرض دو رجعت مین لے لینا مومن الطاق علیہ الرحمہ نے فرمایا ہان لو مگر ہمکو یہہ کیونکر
معلوم ہوگا کہ تم کس صورت مین مسنخ ہوکر زندہ ہوگے جو ہم تم سے اپنا قرض وصول
کرین اگر اسکا اطمینان ہم کو کردو تو قرض دینے مین کیا عذر - ابو حنیفہ شرمندہ ہوکر
ساکت ہوگئے -

ہزارون موقع ایسے ہوئے ہین کہ ابو حنیفہ کا خاندان رسالت کے ساتھ بغض
وعناد وفساد ظاہر ہوا ہے کتابین دیکھنا شرط ہے -

امام اعظم کا خطاب آپ کو اس وجہ سے ملا کہ خلاف ائمہ اربع اہل سنت اپنی رائے
وقیاس سے مخالفت قرآن وحدیث واہل بیت کرکے حسب خواہش سلاطین
وقت احکام جاری کردیئے - معاویہ ویزید وہارون رشید وغیرہ جو اپنی مان
بہن پھوپی کے ساتھ مرتکب فعل شنیع ہوئے اُن کے لیئے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر
اپنی محرمات شرعیہ کے ساتھ بہ لف حریر مرتکب حرام ہو تو جائز ہے اور اپنی مان و
بہن کے ساتھ نکاح کرے تو کسی طرح اُس پر حد جاری نہوگی - اور عینی شرح
ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام ولونڈی وعورت کی دبر مین تو اُس
پر حد نہین اور اُس مین کسیکو اختلاف نہین ہے - قاضی یحیےٰ بن اکثم جو بڑا

ہدایہ جلد اول صفحہ ۲۹۲

کفر المبین صفحہ ۲۷۲

فتاوی عالمگیری صفحہ ۱۵۲

عالم اہل سنت کا ہے ہارون رشید کو شراب پلایا کرتا اُس کی خوشامد مین ابو حنیفہ
نے یہہ مسئلہ بنایا کہ اگر نو۹ پیالے تک شراب پیئے اور نشہ نہ ہو تو اُس پر حد نہین۔
اِسی طرح نماز کی یہہ گت بنائی کہ نبیذ سے جو ایک قسم کی شراب ہے اُلٹا وضو کرے
اور کُتّے کی کھال دباغت شدہ پہنے اُس پر بھی چوتھائی کپڑا نجاست سے آلودہ
کرے اور اللہ بزرگ ست اور دو برگ سبز کہکر مرغون کی طرح دو چار ٹھونگین لگاکر
بجائے سلام آخری گوز کردے تو نماز درست ہی۔ جیسی تفصیل اس کی ظفر المبین صفحہ
دو سو پانچ مین مذکور ہے۔ اُن سلاطین کو جن کو ایمان سے کوئی واسطہ نہ تھا ابو حنیفہ
نے کہدیا ایمان وہ چیز ہے جو نہ گھٹتی ہے نہ بڑہتی ہے چنانچہ یہہ بھی کہا کہ ایمان
ابو بکر و ابلیس واحد ہے اِسیطرح اگر بغرض تقرب خدا نعلین و کفش کی پرستش کرے
تو جائز ہی۔ پس یہی وجہ خاص ہوئی کہ اہل سنت کو ابو حنیفہ کا مذہب نہایت درجہ
مرغوب ہوا ؎ ہر عیب کہ سلطان بہ پسندد ہنر است ۔ نہایت مضبوط اصول
اہل سنت کا ہے چنانچہ ابتدا سے اِس مذہب کی بنیاد اِسی اصول پر قایم ہے کہ
سلطان وقت جو فعل کرے وہ قابل اعتراض نہین بلکہ محمود ہے پس اُصول کو
تابع اِن سلاطین کا بنادیا نہ یہہ کہ خلفاء و سلاطین کو تابع کسی اصول کا قرار دیا۔
چونکہ ظالم کا ظلم سکار کی سکاری بے ظاہر ہوئے نہین رہتی لہذا ابو حنیفہ نے بھی
اس کا اچھا اپنے کیفر کردار کو پہونچگئے جن سلاطین کے واسطے دین و ایمان کھویا پہلے
اُنھون نے دو مرتبہ کفر زندقہ سے توبہ کرائی آخر مین یزید بن عمرو بن ھبیرہ نے جو
مروان کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا حکم دیا کہ ابو حنیفہ کو ہر روز دس۱۰ درّے لگائے
جائین چند روز تک کوڑے کھایا کیئے۔

تاریخ بغداد و طبع السبانیہ خوارزمی ص ۲۳۲

زوال سلطنت مروانی و عروج سلطنت عباسی مین وہی منصور خلیفہ جس کی خاطر سے ابوحنیفہ نے امام بحق ناطق جعفر صادق علیہ السلام سے چالیس ۴۰ مسئلہ پوچھکر اُن کو عاجز و حقیر کرنا چاہا تھا امام اعظم کو جیل خانہ مین ڈلوا کر زہر دلوا دیا کہ اپنے مقام مخصوص کو پہونچ گئے اب رجعت مین نہ معلوم کس قالب مین تشریف لاوین۔ مگر اُنکا فتنہ فرو نہوا اور لوگون نے اُن کی پیروی نہ چھوڑی۔ کسی مولوی صاحب کسی شیخ صاحب کسی خانصاحب سے پوچھا آپ کا کیا مذہب ہے فرمائینگے حنفی۔ مگر نہین جانتے کہ امام اعظم صاحب کی رائے و قیاس نے اسلام کو بدتر از کفر بنا دیا ہے لکیر کے فقیر بنے ہین اور انہین کے گن گا رہے ہین۔ حالانکہ امام بخاری کے اُستاد شیخ حمیدی نے صاف صاف کفر کا فتوے دیا اور امام غزالی کا فتوے کہ ابوحنیفہ نے شریعت کو اُلٹ دیا حتے کہ جن امام غزالی کے نزدیک یزید پر لعن کرنا جائز ہوا وہ ائمہ سلف سے اپنے اس اہل سنت کی نسبت لعن نقل کرتے ہین اور علامہ خطیب کا حکم کہ ابوحنیفہ دجال ہے اور خود غوث الاعظم عبد القادر جیلانی کی شہادت ابوحنیفہ کی کفر و گمراہی و جہنمی ہونے پر حصہ اول ذو الفقار حیدر مصنفہ سید اظہر علی صاحب مین بشرح درج ہے۔

مولوی شبلی سیرۃ النعمان کے صفحہ دو سو سولہ ۲۱۶ مین لکھتے ہین کہ لوگونکا خیال ہے امام ابوحنیفہ نے فقہ کی تدوین مین رومن لا یعنی رومیون کے قانون سے بہت مدد لی اور اُس کے بہت سے مسائل اپنے فقہ مین داخل کر لیے۔ اس عبارت کو مصنف نے ابوحنیفہ کی تعریف مین ذکر کیا ہے یعنی مثل قانون انگریز و نصارا اب فرمایئے شریعت کجا و احکام خدا و رسول کی تبعیت کجا ۵

این چہ شور یست کہ در دور قمر مے بینم | ہمہ اسلام پُر از فتنہ و شر مے بینم

خلفائے ثلثہ کے اسلام مشرق سے مغرب تک پھیلائے ہوئے کی کچھ مختصر سی کیفیت آپ نے سنی اگر اور مفصل و مشرح حالات دریافت کرنے منظور ہون تو کتابین دیکھو ہم کھو

ع کافر عشقم مسلمانی مرا در کار نیست۔

اگر برائے نام اسلام کی کثرت پر ناز ہے تو سراسر ہیچ اور خیال فاسد کثرت خدا و رسولؐ کے نزدیک ممدوح نہین نہ کوئی دین و مذہب کثرت پر منحصر کیا گیا ہے ہندوستان ہی کی مردم شماری دیکھو اٹھائیس کرور بہتر لاکھ تئیس ہزار چار سو اکتیس ہین ۲۰ کرور ستر لاکھ ہندو پانچ کرور ستر لاکھ مسلمان بیس لاکھ عیسائی پندرہ لاکھ جینی ستر لاکھ بودہ ایسا ہی اور ممالک پر قیاس کرو بہرکیف بہ نسبت بودہ و عیسائی کے مسلمان کنی حصہ کم ہونگے۔ علاوہ اس کے جب مسلمانون کا ایک ہی فرقہ کامل الایمان ناجی قرار پایا باقی ناری تو پھر وہی قلت کی قلت پس کثرت کسی طرح قابل ناز نہین ہ

کجا بودم اکنون کجا آمدم ز جا رفتم اما بجا آمدم

اب جوہر صاحب کی فقرات شکنی منظور ہے تاکہ شکایت باقی نہ رہے۔ خلفائے ثلثہ نے جو مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلایا اُس کی دھجیان تو یون اُڑین کہ بدتر از کفر ہوگیا ع گئے دونون جہان کے کام سے تم نہ ادہر کے رہے نہ اُدہر کے رہے۔

دوسرا فقرہ۔ اگر امامت دستگاہ کو پہلے ہی سے خلافت ملتی تو اسلام کا نام ہی نہ رہ جاتا۔

جواب۔ تعجب ہے کہ چوتھی خلافت ملنے سے تو کروڑون ملکی صفات اسلام حقیقی کی قابل ایمان و ایقان کے عامل بخدا اور رسولؐ کو رسولؐ اور علیؑ کو بلا فصل

خلیفہ برحق کہنے والے موجود ہین اگر اول ہی سے اُمت گمراہ ضلالت پسند خدا و رسولؐ کے حکم کو مانتی علیؑ کو خلیفہ بلافصل جانتی تو تمام روئے زمین پر آج اسلام ہی اسلام ہوتا کفر و شرک کا کوئی نام بھی نہ لیتا خلق خدا حق پرست ہو جاتی اسلام بدتر از کفر نہ ہوتا کتاب اللہ خانہ خدا و رسولؐ پر وہ ظلم و جور نہ ہوتے جو اسلام کے ہاتھ سے (تبّت ید ا) ہوئے ۔ دجال شریعت اُٹھنے والے مولود شوم و بدبخت کافر مطلق امام اسلام نہ بنجاتے حدیث نبویؐ کو معاذ اللہ سور کی دم سے چھپلنے کو نہ حکم دیتے ۔

اب ہم پوچھتے ہین ابتدائے آفرینش خلق سے خدائے قادر مطلق نے باوصف جباری و قہاری سب خلقت کو حق پرست کیون نہ بنا لیا اُنکے اعمال و افعال پر کیون چھوڑ دیا از آدم تا ایندم خدا کو وحدہ لاشریک جاننے و ماننے والے کتنے ہین اور کفار شرک کس قدر بلکہ کروڑون آدمی خدا ہی کے قائل نہین ۔ مثل دہریہ وغیرہ ۔ اور رسول اللہ نے ابتدائے بعثت سے قلع و قمع کفار عرب کیون نہ جاری کر دیا اور اپنی رسالت کا اقرار اُنسے کیون نہ لیا ۔

اُن کے ہاتھ سے تذلیل و توہین و تحقیر اپنی کیون گوارا کی اُن سے مغلوب کیون رہے حضرت کے عہد مبارک مین صدق دل سے رسول اللہ کہنے والے کتنے تھے اور اب کسقدر ہین ۔ سوائے فرقہ ناجیہ اثنا عشریہ اگر بتا دو تو ہم مانین ۔

اصل یہ ہے کہ حضرت علیؑ نے اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی اور خدا و رسول کے نام لیوا تمام عالم مین پھیل گئے ۔ ورنہ ابو حنیفہ وغیرہ امام نے تو اسلام کو خیرباد کہکر آخری سلام کر لیا تھا ۔

اگر خدا کا وعدہ سچا اور رسول اللہؐ کی بعثت بحق اور حضرت علیؑ کی خلافت مطلق نہ ہوتی تو آج اسلام حقیقی کا نام بھی کوئی نہ جانتا اور نہ خدا اور رسولؐ کو پہچانتا ۔ حنفی ۔ مالکی ۔ حنبلی ۔ شافعی ۔ اشاعرہ ۔ معتزلہ ۔ نواصب ۔ خوارج وغیرہ کوس لمن الملک بجاتے ۔

تیسرا فقرہ ۔ بستر رسالتمآب پر آرام فرمانا مصلحت خاص سے تھا کوئی کمال کی بات نہیں ۔

جواب ۔ یہہ کمال خدا و رسولؐ و جبرئیلؑ ہی کو معلوم ہے اور جو اہل حق ہیں ہاں جاہلوں اور نادانوں کو اس کمال کا مزہ کیونکر آئے مصرع چہ داند بوزنہ لذات ادرک ۔

اللہ اکبر دنیا سے انصاف ہی جاتا رہا کیسا غضب ہے ابوبکر ظل حمایت و حفاظت و حراست رسول خدا میں غار میں چھپے ہوئے کفار سے جان بچائیں اور پھر بھی رسولؐ خدا کی حفاظت پر صبر نہ کر کے روئیں پیٹیں چلائیں اور رسولؐ خدا تسلی دیں کہ مت گھبراؤ خدا ہمارے ساتھ ہے اس پر بھی انکا اضطرار و اضطراب کم نہ ہوا انکا تو کمال و جلال صحبت و جان نثاری یار غار ہونا خلافت کا استحقاق غرضکہ تمام دنیا کا فضل و کمال ظاہر کیا جاوے ۔

حضرت علیؑ اپنی جان رسول اللہؐ پر قربان کر کے ایسے نازک وقت خطرناک میں جبکہ جان جانے کا قطعی یقین تھا (مگر خدا کا فضل کہ بچگئے) بستر رسالت پر رضینا بالقضا آرام فرمائیں اور کفار اشرار کے حملہ و شورش کا ذرہ بھی خوف و اندیشہ نکریں اُن کا یہہ فعل معمولی اور مصلحت وقت سے سمجھا جاوے ۔

کیوں صاحب جب کفار قریش نے مصمم ارادہ کر لیا کہ آج شب کو رسول اللہؐ پر سب قبیلے کے لوگ متفق ہو کر حملہ کریں اور شہید کر ڈالیں اور رسولؐ خدا جبرئیلؑ کے ذریعہ سے

خبر پاکر عازم غار ہوئے تو کیا ضرورت تھی کہ حضرت علیؑ کو اپنے بستر پر سونے کا حکم دیتے وجہ یہی تھی کہ
کفار قریش کے مخبر ہر وقت وہر لحظہ دیکھا جایا کرتے تھے کہ رسول خدا اپنے بستر پہ آرام فرماتے ہین اور ہر وقت
کے منتظر تھے اگر ذرہ دیر بھی بستر خالی دیکھتے تو تمام گلی وکوچہ مین فوراً دوڑ پڑتے اور ناکہ
بندی وغیرہ کرکے رسول خدا کو غار تک نہ جانے دیتے اور جو قصد تھا اُس مین کامیاب ہوتے
پس اسی لئے رسول خدا نے حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم بجائے میرے میرے بستر پر آرام کرو تا کہ
کفار کی توجہ اسی طرف بنی رہے اور مین باطمینان غار تک پہونچ جاؤن چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ
کفار بستر ہی پر رسول خدا کا آرام فرمانا سمجھے اور رسول خدا باطمینان غار تک پہونچکر پوشیدہ
ہوگئے جب حملہ کا وقت ہوا تو سب متفق ہوکر آئے اور حملہ کیا مگر حضرت علیؑ شیر خدا کی طرح اٹھکر للکارے پھر کیا مجال تھی کوئی روبرو
آتا آخر تین روز تک آپ کفار سے اٹھتے جھگڑتے رہے اور رسول اللہ کی وصیت مثل ادائے
قرض وغیرہ بجالاکر مدینہ کی راہ مین شریک سفر رسول خدا ہو گئے ۔

جوہر صاحب نے صفحہ ایکسو اکسٹھ اسرار الہدیٰ مین (ثانی اثنین فی الغار) کو ابوبکر کی نسبت
خطاب معلے عطا ہونا بلاشرکت اغیار بڑے طمطراق سے لکھا ہے جس کے معنے یہ ہین ایک دوسرا
تھا غار مین - مگر (لاتحزن) کے القاب مستطاب سے محروم رکھا ہے جس کے معنے
ہین (مت رو اور پیٹ اور شور کر) پس ایسی سمجھ کے آدمی کو کیا کہئے مصرع جواب
جاہلان باشد خموشی -

ایک طفل مکتب سے بھی پوچھئے کہ ایسے مصاحب غار کو کیا کہے گا جو باوجودیکہ رسول اللہ
کے ساتھ غار مین پوشیدہ ہے اور حصار سنگین مین محفوظ ونظر بند مگر کفار کے خوف سے جان
نکلی جاتی ہے روتا ہے چلاتا ہے شور کرتا ہے رسول اللہ جھڑکتے ہین مت رو مت شور
کر ہمارے ساتھ خدا ہے اس پر بھی اضطراب کم نہین ہوتا سعدی شیرازی نے کیا خوب

کہاہے ؎

ترا اژدہا گر بود یار غار ازان بہ کہ جاہل بود غمگسار

ہمیشہ جاہلون کی صحبت سے ایسے ہی رنج والم پہونچتے ہین جیسا رسولؐ خدا کو ابوبکر کی صحبت سے ملال ہوا اگر کیا کرتے کفار بر سر غار موجود تھے ورنہ ضرور ہی بدر کر دیتے جب رسولؐ خدا غار سے نکل کر مدینہ کی طرف تشریف لیچلے تو ایک سوار کفار کا تعاقب پیچھے چلا جب قریب پہونچا ابوبکر نے دیکھا تب بھی رو دیئے اور کہا ہمارا قاتل آ پہونچا مگر خیریت ہوئی کہ سوار کے گھوڑے نے ٹھوکر کھائی اور گر کر بیکار یا نادم ہوا اب دیکھیے رسولؐ خدا کے ساتھ مین یہ دو اور وہ سوار اکیلا پھر بھی رو ئے دیتے ہین اور جان نکلی جاتی ہے۔

کیون جوہر صاحب یہی آپکے یعسوب الدین ہین ۔ عبدالرحمٰن پسر ابوبکر کی خدمتین غار مین پوشیدہ رہنے کے وقت جو سر لے جاتے ہین وہ لیے صرف اپنے بوڑھے باپ کے لیئے تھین نہ رسولؐ خدا کی خاطر ۔ اگر اُن کے باپ نہوتے اور رسولؐ خدا تنہا یا اور کسی کے ساتھ ہوتے تو اس خدمت کی کچھ وقعت ہوتی اور اطیعو الرسولؐ مین شمار سمجھے جاتے ۔

جوہر صاحب صفحہ باون و ترپن ۵۲ ۵۳ اسرار الہدے مین کہتے ہین کہ حضرت صدیق اکبر اسلام مین سبقت نہ کرتے تو رسالت رسولؐ اللہ کی حقیقت ہرگز کسی پر ظاہر نہ ہوتی جب آپ حامی دین و یعسوب مومنین ہوئے تب ہی تو آپ کی شوکت فاروقی دیکھ کر ہیبت سے کفار عرب کی کمر ٹوٹ گئی اگر صدیق اکبر اپنی صدیقیت کا نمونہ نہ دکھاتے اور ایک جماعت کثیرہ صنادید عرب کو در پردہ کلمۂ توحید نہ پڑھواتے اور پوری پوری دین محمدی و شریعت احمدی کی استعانت و حمایت نہ کرتے تو کفار عرب حضرت رسول خدا اور اُن کے ننھے سے بھائی

کو کب زندہ چھوڑتے لے آخر یہی سبب ہے تو کسی کا حوصلہ نہین تہا کہ کوئی حضرت رسول ؐ خدا سے آنکھ بھی ملا سکے۔

جب کفار اشرار نے باغوائے ابوجہل حضرت رسالت پناہ کے قتل کا ارادہ مصمم کیا تو حضرت نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین ہی کو اپنا یار غار و مصاحب و جان نثار بنایا۔

ہم کہتے ہین جب بقول ابو حنیفہ ایمان ابوبکر و ابلیس برابر ہے تو سبقت ہو یا عالم ارواح مین بیعت ایسا اسلام جس کا ایمان شیطان سے کے مشابہ ہو بدتر از ہزار کفر و ضلالت۔

تاریخ اسلام دیکھو ابوبکر نے سفر شام مین ایک راہب یا کاہن سے سُنا تھا کہ مکّہ مین ایک نبی ہوگا اُس کی وزارت تم کو ملے گی اس لئے آپ نے سبقت کی اور یہی سبب ہے کہ شب ہجرت رسول ؐ خدا کا راستہ روک کر با انتظار ہم راہی کہڑے رہے اور حضرت کو چار و ناچار ساتھ لیجانا ہی پڑا۔ اگر تمہارے دعوے کے مطابق ابوبکر مین یہہ سب کمال تھے تو غار مین پوشیدہ ہونے ہجرت کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ایسے یعسوب مومنین ہو کر خود رسول ؐ خدا ہی کی مدد و اعانت نکرین اور اُن کے جوتیون کے صدقے مین اپنی جان بچائین۔ کفار قریش کا آنکھ ملانا کیسا اُنھون نے تو رسول ؐ خدا پر ایسے ظلم کئے اور ایذائین دین کہ گلے مین چادر ڈالکر کھینچا جس سے گلا گھٹ گیا ساحر و کاہن و مجنون ابتر وغیرہ الفاظ سے مخاطب کرتے راہ مین کانٹے بچھاتے اونٹ کی اوجھڑی گلے مین ڈالدیتے یہانتک کہ گھربار چھوڑکر شب کے وقت غار مین پوشیدہ ہونا پڑا تمہارے یعسوب دین کو کچھ شرم نہین تھی کہ اپنے ہادی و پیشوا رسول ؐ اللہ کا یہہ حال دیکھتے اور کچھ نہ کہتے نہ اپنی یعسوبیت دکھاتے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

معلوم نہین ایسے وقت مین مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے والے مثل ابوبکر کس غار مین چھپے تھے اور کس اُدھیڑبُن مین کہ رسولُ اللہ پر ایسی مصیبتین پڑین مگر اُن کو خبر تک نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ تو ننھے بچے تھے مگر خلفائے ثلاثہ اچھے خاصے جغادری اور ہرکارہ پھر ایسے خدا کے رسولؐ کی کیون نہ مدد ہو سکی اور نہ اُن کی تکلیفون و ایذاؤن پر کسی کا دل کڑھا افسوس ہزار افسوس رسولُ اللہ کے عہد مین تو یہ جُبن اور نامردی کم ہمتی و بےغیرتی کہ غلبۂ اسلام مین بھی صفِ جنگ سے نوک دُم بھاگتے تین تین روز پتہ نہ چلتا جب سن لیتے کہ لشکرِ اسلام فتحیاب ہوا کام چور نوالے حاضر۔ آموجود ہوتے۔ احد مین حُنین مین خیبر مین جن کے افسانے طشت از بام ہین اس پر بھی یعسوب دین کا خطاب ملے تو اختیار۔ تم ابوحنیفہ ہی کو اپنا امام اعظم بنے ہوئے ہو جن کی ساری قلعی علمائے اہلِ سنت نے کھول دی ہے اور کوئی کرم اُٹھا نہین رہا تو ہم مجبور ہین ایسا ہی یزید کو بھی امام المسلمین و خلیفہ برحق کا لقب مل رہا ہے تو اپنی اپنی سمجھ کسی کا کیا قصور۔

چوتھا فقرہ نہ وہ کہ آدہ پاؤ یا تین چھٹانک ہو پر اپنے حقیقی بھائی پر ذوالفقار کھینچین۔ یہ فقرہ رحماء بینہم پر چسپان کیا گیا ہے کہ مومنین کافرون پر اشد ہین اور آپس مین رحیم۔ ایک خطبہ روضۃ الصفا کا شروع خلافت ابوبکر مین جو اونھون نے پڑہا اُس کی نقل ہے آخر فقرہ یہ ہے۔

ومن تا در متابعت آفریدگار جہان و جہانیان باشم انقیاد و اطاعت من بجا آرید و اگر خلاف حکم ایزدی امرے از من صادر گردد شما نیز از متابعت و مطاوعت من تخلف نمائید۔ دیکھو اسکا نام رحماء بینہم ہے نہ وہ کہ آدہ پاؤ ارے آخر۔

اس کلام ابوبکر سے اور رحم سے کیا تعلق وہ ایک واقعی امر بیان کر رہے ہین کہ

جب مین خلاف حکم خدا کوئی حکم دون تو میری اطاعت نہ کرو - جوہر صاحب کو معلوم نہین یہہ ایک پولٹیکل چال ہے کہ ابوبکر نے یہہ فقرہ سنا کر سب کو اپنی طرف گرویدہ کر لیا اور وہ جاہل قوم نہ سمجھی کہ جب اوّل تم نے خلاف حکم خدا خلافت لے لی اور رسول اللہ کی حدیث غدیر پر عمل نہ کیا تو آیندہ تم سے خدائی احکام کی کیا امید ہے مگر وہان تو دنیا کی چاٹ تھی کون پوچھتا خیر آدہ پاؤ یا تین چھٹانک جو کا یہہ ذکر ہے کہ حضرت عقیل کو حصہ مین کسی قدر جو زیادہ آ گئے تھے اُس پر حضرت علیؑ نے کچھ عتاب و خطاب فرمایا - جس کو جوہر صاحب نے ذوالفقار کھینچنے پر تعبیر کیا -

ہان یہہ امر صحیح ہی وہ تو تین چھٹانک جَو تھے اگر ایک دانہ جو بھی تقسیم بیت المال مین کوئی زیادہ لیتا تو ممکن نہ تھا یہی سبب تو ہوا کہ قوم طامع و حریص دانہ زد نے حضرت علیؑ کو اپنی گو نکا نہ سمجھا اور نفع دنیاوی کی اُمید آپ سے منقطع کر کے دوسرون کو خلافت کے لئے منتخب کیا جنسے پوری پوری تمتع دنیا کی اُمید تھی چنانچہ اُن لوگون نے بھی مال الله دل بیرحم سمجھ کر انتخاب کا صلہ خاطر خواہ دیا -

خلیفہ ثالث کی چند نظیرین ہم لکھتے ہین اور خلافتون کا حال اگر دریافت کرنا ہو کتابین دیکھو ہزار ہا بے اعتدالیان نظر آئینگی - کتاب الفتوح خواجہ بن محمدؐ کوفی المعروف باعثم کوفی اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ جب خلیفہ صاحب کو پوری طاقت خلافت پر ملی تو خلیفہ دوم کے عمّال و کار کنان کو یکقلم موقوف کر کے تمام حکومتون پر اپنے اعزا و اقربا کو مقرر کیا عبداللہ بن عامر کو امیر بصرہ ولید بن عقبہ شراب خوار کو حاکم کوفہ عبداللہ بن سعد کو حکومت مصر [illegible] کو حاکم فلسطین معاویہ کو ہمجنس ہونے کی وجہ سے بدستور حاکم شام تمام شہر و ممالک دستبرد بنی اُمیہ مین آ گئے - بیت المال شیر مادر ہو گیا سبب

عبد اللہ ابن خالد کو ایک لاکھ دینار حکم بن عاص کو ایک لاکھ دینار حارث بن حکم کو خلعت
گران بہا وغیرہ وغیرہ مروان طرید رسول اللہ کو وزیر خلافت غرضکہ عثمان غنی کی داد
و دہش یادگار رہے اور اسی لیئے آپ کو غنی کا خطاب ملا ہے اب حضرت علیؑ کا حال سنیئے

بخاری و مسلم مین روایت ہے عمر بن یحییٰ سے کہ حضرت علیؑ کے لیئے چند مشکین شہد اور روغن
کی آئین اور بیت المال مین رکھی گئین ۔ حضرت ام کلثوم نے تھوڑا اپنے صرف کیواسطے
لے لیا کیونکہ اُن کے پدر عالی مقدار کا مال تھا مگر جب آپنے شہد وغیرہ کی تعداد
کم دیکھی اور دریافت سے معلوم ہوا کہ آپ کی صاحبزادی نے لیا ہے تو پانچ درم
قیمت اُن سے وصول کر کے پورا کر دیا اور فرمایا کہ یہ تمام مسلمانونکا مال ہے ۔
اسیطرح حضرت قنبر سے روایت ہے کہ چند مشکین شہد کی بیت المال مین آئین حضرت
امام حسینؑ نے قنبر سے کہا مہمان کی خاطر ہم کو ضرورت ہے ہمارے حصہ کا شہد لادو
قنبر بقدر معین لے گئے ۔ حضرتؑ نے یہ حال دریافت کر کے ناراضی ظاہر فرمائی ۔
اور حضرت امام حسینؑ سے اُسی قدر شہد منگوا کر شامل کر دیا ۔ علامہ ذہبی اپنی تاریخ
مین لکھتے ہین بعد خاتمہ جنگ جمل حضرت علیؑ کوفہ مین داخل ہوئے بیت المال کو
ملاحظہ فرمایا بہت کچھ نقد و جنس تھا اُس کی طرف مخاطب ہو کر ارشاد کیا کہ اے
سونے چاندی تو اور کسی کو فریب دینا مین تمہارے مکر و فریب مین نہ آؤنگا بعدہ حکم
دیا سب مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا جاوے ۔ وہ تقسیم ہو گیا ۔ آپ نے اور
آپ کی اولاد نے بھی بقدر ایک سپاہی کے حصہ لے لیا ۔ بعد تقسیم ایک شخص نے
آکر کہا کہ مجھے حصہ نہین ملا ۔ آپ نے اپنا حصہ اُسے دیدیا ۔

اسیطرح ہزارون نظیرین و مثالین ہین ۔

پس جب آپ کے عدل و زہد کا یہہ حال ہو کہ اپنے فرزندون کو بھی بیت المال لینا گوارا نہ فرمائین اور واپس لے کر بیت المال مین جمع کردین تو بھائی کیجا گو کہ حقیقی ہو۔

آپ نے فرمایا ہی کہ خلیفہ کو بیت المال سے صرف دو پیالہ لینے کا استحقاق ہے۔ ایک اپنے و اپنے عیال کے لیئے دوسرا مہمان کے واسطے۔

پس ایسے عادل و زاہد ترین آدم کو آپ کیون رحماء بینہم مین تصور کرینگے۔ اس صفت سے موصوف تو آپ کے غنی صاحب ہونگے۔

پانچوان فقرہ جب جناب امیرؑ نے مذہب کفر سے توبہ کی اور دائرہ اسلام مین داخل ہوئے۔

جواب۔ اہل سنت حضرت رسولؐ خدا کے والدین معظم کو معاذ اللہ کافر بتاتے ہین اور یہہ بھی کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے اُن کی مغفرت کے لیئے دعا کی مگر اجابت نہ ہوئی۔

پس بقول و اعتقاد اہل سنت حضرت رسولؐ خدا بھی نعوذ باللہ منہا اُسے طریقہ پر رہے اور بعد چالیس سال کے جب آپ کو نبوّت ہوئی تو اسلام کے دائرہ مین قدم رکھا۔ پس حضرت علیؑ تو آٹھ سال سے بھی کم عمر بچہ تھے اُنکا کفر کیونکر ثابت ہوا کیونکہ اجماعی مسئلہ یہہ ہے کہ ہر بچّہ اسلام پر پیدا ہوتا ہی اور بغیر مکلف تک اُسی حالت پر رہتا ہے پھر مان باپ جیسی تعلیم دیتے ہین وہ مذہب قبول کرتا ہی۔

صفحہ اکیاون ۵۱ اسرار الہدے مین آپ لکھتے ہین کہ جناب امیرؑ بہت ہی کم عمر تھے بلکہ آپ سن تمیز کو بھی نہ پہونچے تھے کہ تکلیف شرعی سے کر آپ مصداق ٹھرتے پھر آپ کی شان مین یہہ الفاظ ہو چونکہ بالا کیونکر راست آسکتے ہین الے آخرہٖ والسابقون الاولون من المہاجرین کی تفسیر ملا کاشانی کی ہے۔

اول کسے از مردمان مہاجر کہ تصدیق نبوت کرد امیر المومنین بود۔ و از زنان خدیجہ کبریٰ۔

ابوطلحہ گفت من در پیش ابوذر رفتم در سوم حج وگفتم درمیان مردمان اختلاف پدید آمد من اقتدا بکہ کنم گفت متمسک بکتاب خدا و بعلی ابن ابی طالب و ملازم این ہردو شو بدرستیکہ من گواہی میدہم کہ رسول خدا فرمودہ کہ علی ابن ابی طالب اول کسے است کہ بمن تصدیق کردہ و او کسے باشد کہ روز قیامت با من مصافحہ کند و او صدیق اکبر است و فاروق اعظم میان حق و باطل و یعسوب مومنین - پس یہہ فقرات حضرت علیؑ کی نسبت دیکھکر آپ جل مرے اور تن بدن مین آگ لگ گئی سے کہتے ہین کیونکر یہہ الفاظ جناب امیرؑ کی شان مین صادق آسکتے ہین وہ تو طفل ہشت سالہ تھے - جوہر صاحب کا یہی طریقہ ہی ملا کاشانی کی تفسیر و غنیۃ الاعیف کی تحریر لکھتے جاتے ہین جہان مہاجرین و انصار کا نام آیا جھٹ ابوبکر عمر عثمان کو سب کا مقدم بنادیا اور کہا دیکھو شیعہ تمہارے ملا صاحب اور اخوند صاحب یہہ لکھتے ہین حالانکہ اُن مین نشان تک ان حضرات کا نہین ہے نام تو محالات سے ہی - مگر ملا کاشانی نے حضرت علیؑ کا نام لیا اور آپ بگڑ بیٹھے ملا صاحب کو صلواتین سنانی شروع کردین - ابوطلحہ سا صحابی حضرت اباذر غفاری سے راست گو صادق الایمان سے جس کی صدق گفتاری پر رسول خدا کی شہادت موجود ہے یہہ روایت بیان کرے کہ رسول خدا نے صدیق اکبر و فاروق اعظم و یعسوب مومنین کے خطاب معظم و معلے سے حضرت علیؑ کو سرفراز فرمایا مگر آپ اُس کی ضد مین صرف قیاس پر ان القاب کو ابوبکر سے نسبت دین یہہ کیا انصاف ہے کوئی جھوٹی ہی روایت اپنے دعوے کے ثبوت مین لکھدی ہوتی کہ رسول خدا نے حضرت علیؑ سے یہہ خطاب منتزع کرکے ابوبکر کو دیدیا - غضب تو یہہ ہے کہ ابوبکر کے جوش الفت مین عمر خطاب کو بھی بھول گئے کیونکہ اہل سنت انھین کو فاروق اعظم کہتے ہین پس اُنھین پر رحم کرو کیون انکی روح کو بیزار کرتے ہو - تم کو یہہ بھی معلوم نہین کہ ہجرت اولے الحبش کیطرف حضرت

جعفر طیار وغیرہ کے جانے کو اہل سنت نے اقرار کر لیا ہے اور السابقون میں وہ گروہ منتخب ہوا ہے۔

دیکھو خطبہ جناب علیؑ مرتضےٰ وقت تقرر خلافت عثمان مندرجہ کتاب الفتوح تاریخ اعثم کوفی سنی المذہب۔

ای عزیزان و سرداران اسلام ای صحابہ رسولؐ ملک علام تم سب کو معلوم ہے کہ ہم کیا ہین اور ہمارے مدارج کیسے ہین۔ ہم اہل بیت نبوت ہین ہم سبب نجات اُمت ہین سور دم احکم رب جلیل ہین مہبط جبرئیل ہین وحی ہمارے ہی گھر مین نازل ہوئی بنائے دین ہم سے ہی کامل ہوئی رسولؐ خدا سے قرب و حق سب پر ظاہر ہے خرد و بزرگ اس امر کا ماہر ہے پس اگر ہمارا حق ہمکو ملے تو حق بحقدار رسید کا معاملہ صادق آوے اور اگر امر ناحق مد نظر ہے اور غصب حق ہی بدستور امر ہے تو مین صبر کرتا ہون۔ خدائے پاک کی قسم ہے کہ اگر اُس کے پیغمبر برحق اعنے محمدؐ نے مجھ سے عہد نہ لیا ہوتا اور پایان کار خلافت کی خبر مجھ سے نہ کہی ہوتی تو مین حق کو کبھی نہ چھوڑتا اور ہرگز روا رکھتا کہ زید و بکر اُسپر قابض ہون۔

ای عزیزو تم کو خوب معلوم ہے کہ سابق اسلام مین ہون قبول رسالت مین میرا پہلا درجہ ہی سعین رسولؐ مین ہون کعبہ مین پہلے رسولؐ خدا کے ساتھ مین نے نماز پڑہی مین نے ایام صبا مین بھی کبھی بتون کو سجدہ نہین کیا خیبر و خندق اُحد و حنین وغیرہ مین جنگ سے مُنہ نہین موڑا۔ پس میرے خلاف اگر امر خلافت قرار پایا تو جیسا صبر کرتا چلا آیا ہون ویسا ہی اب بھی کرونگا کیونکہ مجھے خرابی و بربادی اسلام کا اندیشہ ہے مگر تم کو چاہیئے کہ حق پر لحاظ کرو اور خدا سے ڈرو نفسانیت و جنبہ داری کو چھوڑو آئینہ اختیار۔

پس معلوم نہین اب بھی جوہر صاحب اپنی یاوہ گوئی او بیہودہ سرائی سے باز آئینگے اور شرم کرینگے یا نہین مگر شرم کجا بے شرمی و بے حیائی تو رگ و پے مین مثل خون فاسد سرایت کر رہی ہی -

چھٹا فقرہ ہمیشہ مغلوب رہے یہانتک کہ جناب نے اپنے دین کو بھی غلبۂ دشمنون سے برباد کر دیا -

جواب - یہہ فقرہ جوہر صاحب نے غالب علیؑ کل غالب کے الفاظ پر جناب امیرؑ کی نسبت کہا ہی -

ہم کہتے ہین نعوذ باللہ منہا ہزار بار توبہ کرکے کہ خدا کے قادر مطلق باوصف عظمت و جلالت جباری و قہاری بر جمیع مخلوق و اشیا غالب ہیگی ابتدائے آدم سے تا ایندم غلبۂ کفار اشرار و مشرکان نا ہنجار سے کس درجہ مغلوب ہے کہ اُسی کی پیدا کی ہوئی خلقت نہ اُسے خدا سمجھتی ہے نہ اُس کی اطاعت کرتی ہے نہ اُس کے حکمونکو مانتی ہے نہ اُس کے رسولون کو پہچانتی ہے بلکہ انکو انواع و اقسام کی تذلیل و توہین و تحقیر کر کے قتل کرتی ہے اور صد ہا طرحکی ایذائین دیتی ہے اور خدا مجبور و معطل ہے کچھ نہین کر سکتا انبیائے مرسل تا حیات اپنے ہر حال و قال مین ظالمون اور خود سر لوگون سے مغلوب اُن کے ظلم شدید سے مضطر و پریشان کوئی آگ کے حوالی ہوتا ہی کوئی تلوار کے کوئی آرہ کے کوئی دار کے مگر دم نہین مار سکتے - دیکھو حضرت لوطؑ نے غلبۂ کفار نا ہنجار سے حالت اضطرار مین باوصف مشاہدہ قوت و طاقت جبرئیلؑ امین جو اعانت کو موجود تھے اپنی دختران پاکیزہ پیش کر کے کفار اشرار سے فرمایا یہہ میری بیٹیان پاکیزہ ہین اگر ہو کرنے والے جس کی خبر قرآن مجید سے ملتی ہے

حضرت موسٰے نے حالت قلق و اضطرار مین اپنی بی بی ہنگو جہ کو اپنی بہن ظاہر کیا۔ مومن آل فرعون ہمیشہ اپنا ایمان چھپاتے رہے۔ حضرت رسول خدا پر حالت مغلوبی مین کیا کیا ایذائین و مصیبتین ہوئین یہانتک کہ باوجود نزول آیہ (لا تنکحوا المشرکین) ابو العاص مشرک و زینب دختر نیک اختر خود مین جدائی نہ کر سکے۔ باوجود غلبہ اسلام صلح حدیبیہ مین اپنا لقب خدا داد رسول اللہ خود اپنے ہاتھ سے محو کر ڈالا۔ وقت وفات تک قوم عائشہ سے خوف ظاہر کر کے خانہ خدا حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی نہ تعمیر کر سکے وغیرہ وغیرہ۔

پس اگر بحالت مغلوبی خدا کی خدائی و انبیائے مرسل کا دین مسلم ہے تو جناب امیر کا بھی دین مسلم ورنہ خیر نہ وہ نہ یہ اس اسلام برائے نام کے ابوبکر خدا ابو حنیفہ رسول تم اُن کے حواری چلو فیصلہ ہوا اب تو خوش ہو گئے۔

معلوم نہین حضرت علیؑ کے کس فعل سے تم نے دین کا برباد کرنا خیال کیا ہے۔ اگر کہو ابوبکر وغیرہ کی حکومت رہی پس باشد جناب امیر خود فرماتے ہین چارہ نہین امیر کی حکومت سے نیک ہو یا بد کہ اُس مین مومن بسر کرے پھر اگر امیر بد سمجھکر جو واقعی ایسا ہی ہے آپ نے اُن کی حکومت مین بسر کی تو کیا قباحت جیسا کل انبیا و رسول اللہ کا حال ویسا ہی جناب امیر کا۔ اگر کہو اُن کے پیچھے نماز پڑہی تو فرضاً پڑہی خدا کی نماز پڑہی یا ابوبکر کی اور جبکہ خود رسول خدا نے اکثر کے پیچھے نماز پڑہ لی ویسا ہی جناب امیر نے۔ اگر کہو اُن کو مستحق خلافت جان کر بیعت کی لا نسلم کیونکہ حدیث عائشہ صدیقہ سے صرف یہ ظاہر ہے کہ آپ نے خطبہ مین فرمادیا کہ ابوبکر کو استحقاق ہے جیسا مصلحتاً رسول خدا نے رسول اللہ کا لفظ خود محو کر دیا اس مین دین کی بربادی چہ معنی۔

بیعت رسول صلی اللہ کا طریقہ و سنت نہین دیکھو ابتدائے اسلام مین صرف یہہ کہدینا کافی تھا کہ
مین خدا اور اُس کے رسول محمدؐ پر ایمان لایا نہ ہاتھ پر ہاتھ رکھا جاتا نہ مصافحہ ہوتا -
ہان بیعت تحت شجرہ مشہور ہے کہ رسول اللہ نے مرنے مارنے پر عہد لیا مگر اُس پر بھی صحابہ
باصدق و صفا قایم نرہے اور جنگ حُنین سے بھاگ نکلے پس یہہ بیعت بطور عہد عدم فرار
تھی اسلام سے اور بیعت پیری و مریدی سے کیا مناسبت مگر ہان یہہ ایجاد تو ابوبکر یا عمر
کا ہی جسکی خبر رسولؐ خدا نے دی ہی -

اب ہم سے بے دینی کی تفصیل سنو - بے دین وہ ہین جنھون نے بقول مخبر صادق دین
مین خلاف طریقہ رسولؐ اللہ ایجادین کین بے دین وہ ہین جو کہتے جب مجھ پر شیطان غالب
ہو اور خلاف حکم خدا کوئی بات کہون تم نمانو - بے دین بلکہ اخوان الشیاطین وہ ہین جنکا
ایمان بقول ابوحنیفہ ابلیس کے برابر ہو - بے دین وہ ہین جن کی نسبت رسولؐ خدا
نے بلحلف بیان کیا کہ میرے وقت مین اگر حضرت موسیٰ زندہ ہوتے تو تم انہین
کی پیروی کرتے - بے دین وہ ہین جو ہمیشہ رسالت محمدیؐ مین شک کرتے رہے
بلکہ صلح حدیبیہ مین صاف اقرار کر لیا کہ آجکا سا شک نبوت مین کبھی نہین ہوا -
بے دین وہ ہین جنھون نے بضعۃ الرسولؐ کو ایذائین دین اور موذی خدا و رسولؐ ہوے
بے دین وہ ہین جنھون نے خلافت پاکر ارتداد کیا اور توبہ کر کے کُل صحابہ کو توبہ نامہ
لکھ دیا - اور اپنے مرتد ہونے کا صاف صاف اقرار کیا پھر بھی قایم نرہے اور اسی
حالت ارتداد مین قتل ہوئے دیکھو تاریخ اعثم کوفی کتاب الفتوح جب تمام صحابی رسولؐ
نے عثمان کو خلاف حکم خدا و رسولؐ عمل کرتے دیکھا تو درخواست کی یا خلع خلافت
کر و یا اپنی کردار سے توبہ - چنانچہ عثمان نے یہہ تحریر پیش کی بسم اللہ الرحمن الرحیم مین

امیر المومنین عثمان بن عفان برضا و رغبت اقرار تحریری روبرو اہالیان اسلام و معارف و اکابر ساکنان بصرہ و کوفہ و شام کرتا ہون کہ آج سے مین کتاب اللہ پر عمل کرونگا اور سنت و شریعت محمد مصطفےٰؐ سے عدول نہ کرونگا خلاف شریعت کوئی فعل مجھ سے نہ ہوگا جملہ اہل اسلام کی رعایت کرونگا مضطر و پریشان کو امن و امان مین رکھونگا مستحقین کا حق ادا کرونگا غیر مستحق کو مجھ سے کچھ سود نہ ہوگا جن کو جلاوطن کر دیا ہے اُن کی نسبت پھر داخلۂ وطن کا حکم دونگا جس کا مال و اسباب ضبط کیا ہے واپس دونگا عبد اللہ ابن ابی شرح کو حکومت مصر سے معزول کرتا ہون مصری حسب خواہش جسے چاہین اپنا والی مقرر کرین۔ المرقوم ۵ ذیقعد سنہ ۳۵ھ۔ جب اقرار نامہ ہوچکا علی مرتضےٰ کو ضامن لکھ کر زبیر طلحہ سعد بن مالک عبد اللہ بن عمر زید بن ثابت سہیل بن حنیف ابو ایوب بن زید کی گواہیان لکھوا دین۔ بعدہ جب مصریون نے محمدؓ ابن ابوبکر کو اپنا والی تجویز کیا تو خلیفہ صاحب نے حاکم بصرہ کے نام خط خفیہ بھیجا اور لکھا اقتلوا محمد ابن ابوبکر یعنی اسے قتل کر ڈالو۔ پس یہ ایفائے عہد ہوا اور انہین کرتوت سے آپ کی جان عزیز گئی۔

ساتوان فقرہ ملا صاحب کو خلافت جناب امیر پر کیون ناز ہے حضرت کی ذوالفقار تو کبھی کسی کافر کے گرد بھی نہین پھری۔

جواب۔ ابوبکر نے تو تلوار اپنے باپ کافر کے گرد پھرائی تھی جو گلو بستہ قید تھا جس پر آپ نے اشد علی الکفار۔ کا خلعت فاخرہ انکو پہنا رکھا ہے مگر یہ کھیئے آنحضرتؐ نے اِس فعل شنیع سے ابوبکر کو روکا اور باپ کو نہ ذبح کرنے دیا زوف باین اشد علی الکفار ہی کہ باپ رسن بستہ مجبور و بے بس محصور و بیکس پر تلوار اُٹھائین اور اِس فعل مکروہ سے رسولؐ خدا باز رکھین خیر اگر باپ کو حلال بھی کر ڈالتے تو کچھ شدت پائی جاتی مگر جبکہ ارادہ ہی تھا تو خدا کو علم ہی مار سکتے یا صرف ہمچشمون مین مارتے خان مشہور ہونے کو ارادہ کیا مگر بہر کیف کامیاب نہ ہوئے

اور معلوم ہوا یہ فعل ہرگز محمود و لایق پسند رسول اللہؐ نہ تھا کیونکہ آپ نے منع کیا کہ باپ ہی ہے اسکے حقوق پرورش پر نظر کرو اور اپنی تلوار غلاف مین کرلو۔ جوہر صاحب تم کو اشد علی الکفار مین سمجھ لین گے جو تمہارا مقصد و مدعا ہے۔ بجز اس ارادہ قتل پدر کافر کے ابوبکر و عمر و عثمان تینون کو سمیٹ لپیٹ کر کسی روایت سے تبلادو کہ فلان جنگ مین فلان کافر کے مقابل تلوار پھرانا تو درکنار وہ تو زنگ و بدرنگ ہونے کے باعث اپنا قالب چھوڑتی ہے نہ تھی کچھ تراع لفظی ہی سے پیش آئے ہون اور دور ہی سے ڈانٹ ڈپٹ بتائی ہو کیا العہد مبارک رسولؐ مقبول کیا زمانہ خلافت مغصوبہ مارتے خان کے پیچھے بھاگتی خان کے آگے ہمیشہ ان کی یہی روش رہی۔ کیون صاحب خندق کی لڑائی مین جب نہنگ قریش عمر بن عبدود جس کے مقابل ستر مرد جرار بھی نہ ہو سکتے تھے صف جنگ مین مبارز طلب ہوا اور رسولؐ اللہ نے اپنے اصحاب خصوص ارباب ثلثہ کی طرف دیکھا سب نے گردنین نیچی کرلین اور اوپر منہ اٹھایا جب آپ نے نام بنام پکار کر فرمایا کہ اس کے مقابلہ مین جاؤ تو عمر خطاب نے عرض کیا کہ مجھے معاف رکھئے الساہی اور لوگون نے جواب دیا دیر ہونیسے عمر ابن عبدود کا غرور بڑھا اور لاف و گزاف بکنے لگا آخر شیر بیشہ رسالت و نبوت سر فروش و جانباز علیؑ ابن ابی طالب نے اجازت حرب حاصل کی اور پیادہ اس نہنگ ہیجا سے مقابل ہوئے۔ چند دوبدل کے بعد ذوالفقار شرربار صاعقہ کردار کا وہ وار رسید کیا کہ خندق تن شقی کے لئے قبر ہوگئی۔ کفار قریش کی کمر ٹوٹ گئی اور بھاگ نکلے کیونکہ اسی پہلوان نامی پر جنگ کا دارومدار تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا ایک ضرب علیؑ کی یوم خندق بہتر ہے دونون جہان کی عبادت سے یہ حدیث مشہور متفق علیہ ہے۔ مجال انکار نہین جنگ خیبر مین اول روز ابوبکر کو نشان محمدی ملا اور امیر لشکر ہوکر یہودیون کے مقابلہ کو گئے

اور مغلوب ہوکر بے نیل مرام واپس آئے مگر خیریت ہوئی نشان کو نہین چھوڑا۔ دوسرے روز عمر خطاب کو نشان عطا ہوا آپ سردار لشکر ہوکر تشریف لیگئے چونکہ ترتیب خلافت کا خیال تھا لہذا قدم بقدم اپنے پیش رو کے انھین بھی واپس آنا ضرور ہوا۔ تیسرے روز کے لئے آنحضرتؐ نے باعلان فرمایا کہ کل یہہ نشان اُسے ملے گا جو کرار ہو غیر فرار ہو اور جو خدا اور رسولؐ کو دوست رکھتا ہے اور اُسے خدا و رسولؐ دوست رکھتے ہین۔

تمام اصحاب مین کھلبلی مچگئی اور ہر شخص متمنی تھا کہ خدا کرے کل مجھی کو نشان ملے۔

عمر خطاب فرماتے ہین اُس رات مجھے نہایت بے چینی تھی کہ کاش کل بھی مجھی کو یہ منصب عالی عطا ہو تو کیا کہنا۔ مگر فرار کا فقرہ آپ نسیاً منسیا کیے ہوئے تھے۔

حضرت علیؑ کو آشوب چشم تھا اور نہایت تکلیف۔ خیر صبح ہوئی رسولؐ اللہ نے حکم دیا علیؑ کو لاؤ لوگ اُسی حالت مین لے گئے آنحضرتؐ نے آنکھون مین لعاب دہن اپنا مل دیا آنکھین بفضل خدا و بہ فیض رسولؐ روشن و صاف ہوگئین۔ لواے احمدی علیؑ ابن ابی طالب کو ملا اور قلعہ خیبر فتح کرنے کا ارشاد ہوا۔ آپ ظل لواے سید لولاک مین تا زیر قلعہ پھونچے۔ حارث و مرحب پہلوانان روئین تن صف شکن جنگجو زور و طاقت پر خیبر یونکو ناز تھا صف آرا ہوئے اسد اللہ غالب علیؑ کل غالب نے دونون کو واصل بجہنم کیا اور خندق سے معہ فوج عبور کرکے دروازہ قلعہ کو جالیا۔

کیواڑ آہنی جسے ستر آدمی ملکر کھولتے و بند کرتے اندر جانے کو حائل تھے انکو بزور ید اللّٰہی توڑ پھوڑ قلعہ مین داخل ہوگئے اور نشان محمدیؐ کا پھریرا بالائے قلعہ بلند کردیا۔

آنحضرتؐ کو جبرئیل امین نے مبارکباد دی اور علیٰ رؤس الاشہاد باواز بلند فرمایا لافتیٰ الا علی لاسیف الا ذوالفقار اور سب نے یہہ آواز سنی -

حدیث خیبر ہم اوپر لکھ آئے ہین دیکھو صحیح مسلم و بخاری سے -

جنگ اُحد مین تمام لشکر اسلام بھاگ گیا - ابوبکر و عثمان پتھر دلی آڑ مین چھپے دیکھے گئے - عمر خطاب پہاڑ پر چڑھ بھاگے - وہ خود کہتے ہین مین اُس روز بزکوہی کی مانند پہاڑ پر اُچھلتا کودتا پھرا - رسول اللہ کے دندان مبارک شہید ہوگئے - شیطان نے خبر اُڑادی محمدؐ قتل ہوگئے - حضرت علیؑ صف جنگ سے آنحضرتؐ کے پاس آئے آپ نے فرمایا اے علیؑ تم بھی اپنے بھائیون کے ساتھ کیون نہ بھاگ گئے آپ نے عرض کی لاانحوۃ بین الکرار والفرار - مین بھاگنے کے لئے آپ پر ایمان نہین لایا - پھر صفِ دشمن مین جاکر صدہا کافر فی النار کردئے -

تاریخون کا اتفاق ہے کہ اُسروز بجز حضرت علیؑ والو دجانہ اور کوئی ثابت قدم نرہا ابودجانہ رسول اللہ کے پاس تھے اور حضرت علیؑ کافرون کو پسپا و فنا فی الدار البوار فرماتے تھے یہانتک کہ اسلام کو فتح نصیب ہوئی اور سب بھاگی ہوئی خلقت جمع ہوگئی -

خیر اور کتابین تو تہ کرو ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ صاحب پدر بزرگوار شاہ عبد العزیز کو دیکھو صفحہ ۲۵۱ اما ماثر امیر المومنین و امام الاشجعین اسد اللہ الغالب علیؑ ابن ابی طالب - صفحہ ۲۵۵ نادی منادیوم احد لاسیف الا ذوالفقار ولا فتیٰ الا علی الکرار یہہ دوسری شہادت حضرت جبرئیلؑ کی ہے -

جنگ حنین مین بھی سب لوگ بھاگے اور حضرت علیؑ و چند بنی ہاشم جانثار ثابت قدم رہے اور لڑائیون کا حال کتابون مین دیکھنا چاہیئے کہ حضرت علیؑ نے کیا کیا کارنمایان کئے

آپ خود ہی فرماتے ہین مصرع ع دین نبیؐ کو دی ہے سری تیغ نے جلا ٭ ہر کہ شک آرد کافر گردد۔

اب معلوم نہین جوہر صاحب ان کافران مقتول کو کیون کافر نہین سمجھتے ۔ اچھا صاحب انکو نہ سمجھئے ۔ جنگ جمل مین تیرہ ہزار ۔ جنگ صفین مین ستر ہزار ۔ جنگ نہروان مین بیس بائیس ہزار جو حضرت علیؑ نے فی النار کیئے وہ کافر ہی جسے تم سمجھو۔

آٹھوان فقرہ ۔ اگر حضرت حسنینؑ وغیرہ دیگر ائمہ بھی کفار عرب کو فی النار کرتے اور اشرار عجم کی جورؤن بچون کو لونڈی غلام عرب کا بناتے تو البتہ قابلیت امامت کی رکھتے جب یہ صفت حضرات موصوف مین نہ تھی تو دائرہ امامت سے قطعی خارج سمجھے گئے ۔

جواب ۔ تم کو روایت روضۃ الصفا پر بڑا ناز ہے جسے ہر جگہ اپنے رسالہ مین بطور دلیل قطعی و ثبوت بین پیش کرتے ہو ۔ دیکھو اُسی تاریخ مین باب پیدائش جناب زین العابدین علیہ السلام مین صاف لکھا ہے کہ ملک عجم عہد مبارک جناب امیرؑ مین فتح ہوا جس لشکر کے حضرت امام حسنؑ سردار تھے ۔ حضرت شہر بانو اور اُن کی دونون بہنین بنت یزدجرد بادشاہ عجم کو نہایت اعزاز و احترام سے آپ اپنے ہمراہ لائے جن مین حضرت شہربانو کا حضرت امام حسینؑ روحی لہ الفدا سے عقد ہوا عہد خلفائے ثلثہ مین عجم کا فتح ہونا محض دروغ بے فروغ ہے اکثر شیعون نے بھی سنیون کی روایات بے سروپا سے دہوکا کھایا ہے اور عمر شریف حضرت امام چہارم سے بھی جو کربلا کے معرکہ کے وقت تھی ثابت ہوتا ہے ۔ جہاد فی سبیل اللہ کی نسبت ہم پہلے لکھ چکے ہین خدا کی جانب سے جو نبیؐ و وصی یا امام ہوتے ہین وہ اُس دستور العمل کے مطابق کاربند ہوتے ہین جو خدا کی جانب سے انکو ملتا ہی ۔

حضرات حسنین علیہم السلام نے معرکہ جمل صفین نہروان مین خوب ہی جہاد کیئے اور کشتونکی

پشتے لگا دئے۔

تاریخین اِن محاربات کی دیکھو معلوم ہو جائیگا۔ بعہد خلافت خود حضرت امام حسن علیہ السلام نے بوجہ نہونے اعوان و انصار و بہ لحاظ کشت و خون بندگان خدا اپنے جد امجد سید الانبیا کی تقلید صلح حدیبیہ کی اور معاویہ سے صلح کرلی۔ حضرت امام سیوم کا جہاد فی سبیل اللہ تاریخ عالم مین اپنا آپ ہی نظیر ہے دیکھو تاریخ چین جسکا مصنف ایک عالم محقق مؤرخ عیسائی ہے لکھتا ہے کہ رستم وغیرہ کو شجاع و جری وہ لوگ کہتے ہین جو تاریخ عالم اور واقعات نبی آدم سے واقف نہین اور بالکل بے خبر ہین۔ اگر نوع انسان مین کوئی شجاع و بہادر جرار و کرار پیدا ہوا ہے تو وہ حسینؑ ابن علیؑ ابن ابیطالب قریشی ہے۔ یہہ قول ضرب المثل ہے کہ دس ایک پر بھاری ہوتے ہین مگر حسینؑ کو چند قسم کے دشمنون سے سامنا تھا۔ اول بھوک و پیاس سہ روزہ جن کے مثل انسان کا دشمن صعب و سخت دوسرا نہین۔

دوسرے عرب کے ریت گرم مئی جون کا مہینہ آفتاب کی حدت و حمرت نصف النہار باد سموم کے جھونکے جنسے شرار و چنگاریان نکل رہی تھین بحالت اضطرار و اضطراب تیس ہزار فوج دشمن سے مقابلہ جو ہر ایک لہو کا پیاسا تھا پس ایسے دشمنون کے مقابلہ مین جو شخص مستقل اور ثابت قدم و راسخ دم صرف اللہ پر بھروسہ و توکل کرکے دشمن کے مقابل ہو وہ شجاع ترین عالم و آدم ہے۔

مولوی امیر علیؒ صاحب جج ہائی کورٹ کلکتہ تنقید الکلام فی احوال شارع اسلام مین بمقابلہ عیسائیون کے جو قایل ہین کہ حضرت عیسےٰؑ گناہونکی فدیہ ہین۔ لکھتے ہین کہ اگر معاصی عباد کا فدیہ یعنی ذریعہ نجات و تقرب خدا کا وسیلہ درکار ہے تو امام حسینؑ کی شہادت کاملہ نے اس کی تکمیل کردی اور اسلام تعلقات ارجاس و انجاس سے پاک ہوگیا۔

کیون جوہر صاحب محقق عیسائی کا شجاعت امام حسینؑ ہین وہ قول اور مولوی امیر علیؒ صاحب کا شہادت امام حسینؑ پر یہ افتخار اور باوصف ادعائی اسلام آپکا یہ کلام کچھ تو خدا سے شرم کرو ؎

یک حسینے نیست کو گردد شہید　　ورنہ بسیار ند در عالم یزید

عرب و عجم کی عورتون بچون کو لونڈی غلام بنانا اس فعل وحشیانہ وظالمانہ کو کون مہذب قوم پسند کرے گی۔ کہ بندگان خدا کو خرید و فروخت کیا جاوے اور اُن کو اسیر و مقید رکھا جاوے یہہ طریقہ آنحضرتؐ کا ہرگز نہ تھا۔ آپ کو اللہ جل شانہ نے مجسم خلق عظیم بنایا تھا آپکے مکارم اخلاق و محاسن اشفاق اس بات کو ہمیشہ مکروہ و معیوب سمجھتے رہے۔

دیکھو جب بنت حاتم طائی مقید ہوکر آپکے روبرو آئی آپنے بہ لحاظ سخاوت و فیاضی انکے باپکے اُس کی بیٹی کو اپنی ردا بچھادی اور رہا کر دیا ایسا ہی اور اُسرائے مغلوب کے ساتھ آپکا سلوک رہا کیا۔

پھا ایجاد ظلم بنیاد آپکے خلفار کی ہے کہ بیگناہ مردونکو تہہ تیغ کیا عورتون اور بچون بے بس و بے کس کو اسیر کرکے فروخت کرڈالا۔ لا واللہ لا اس حیر تعدی سے نہ خدا خوش نہ رسولؐ۔

عیسائیون کے اعتراض پر اہل سنت نے صرف فعل صحابہ کے جائز رکھنے کو اسلام مین یہ بھی ایک شاخ لگا رکھی ہے اور بیجا توجیہین و تاویلین کرتے ہین مگر جو داغ اسلام کی قسمت مین تھا وہ کیونکر مٹتے۔

اور ائمہ علیہم السلام کو حکم جہاد نہ تھا مثل عیسےٰؑ و دیگر صدہا انبیاء و مرسل کے جو ہمیشہ تا حیات جہاد لسانی فرماتے رہے اور شجاعت و شہامت ظاہر نہ کی جیسا انکا حال و طرز معاشرت ویسا ہی ان کا سر ہو فرق نہین جو جیسے حکم ہلا اُسپر عامل ہوا بیت

ہر کسے را بہر کارے ساختند　　میل آن اندر دلش انداختند

اب دیکھنا مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلنا ایک دین ایک مذہب ایک ملت
ایک خدا ایک رسول ایک خلیفہ برحق بعد اُس کے گیارہ اماموں کی امامت اور پھر رجعت
و قصاص منافقان بدکردار حشر و نشر بہشت و دوزخ مین داخلہ ۵

یا منتقم ظہور امام زمان دکھا — اب دم لبوں پہ ہے در امن و امان دکھا
آنکھیں ہیں منتظر رخ آرام جان دکھا — پھر برق ذوالفقار کو آتش فشان دکھا
دشمن رہے نہ ایک شہ مشرقین کا — یارب مٹا دے نام عدوی حسین کا

نواں فقرہ اِس کا جواب مفصل ہم لکھ چکے ہیں دیکھو صفحہ ۱۰۳ و ۱۰۴ رسالہ ہذا

دسواں فقرہ مصداق اِن آیتوں کے وہی لوگ ہین جنھوں نے بفضل خدا کفار عرب
و اشرار عجم سے روئے زمین کو پاک کیا اور جن کے زمانہ مین امن کامل رہا اور عدم خوف
خلق خدا کو حاصل رہا نہ وہ کہ جنھوں نے بہ طمع خلافت اپنے ہاتھ سے امنیت کا
خون کیا۔

جواب آیہ۔ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ
الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا
آیہ مین فقرہ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ہے جس کی تفسیر بدل دہد ایشان را از پس ترس ایشان
از شر دشمنان ایمنی) ہے پس اس کے معنے تو یہ ہوئے کہ مومنین صالحین کو بدل خوف
کا امن مین رہنے کا ملا یعنی جیسا شر دشمنان سے انکو خوف تھا وہ خوف مبدل بہ
امن ہو گیا۔ اور یہ آیہ بعد ہجرت آنحضرت مدینہ مین نازل ہوا کہ مومنین با ایمان و یقین ہی
کمدو کہ جو تم کو کفار مکہ سے ایذائین پہونچین اور ہر وقت تم کو اُنکا خوف بنا رہتا تھا
اب اُن کے شر سے تم امن مین رہو گے اور وعدہ کرتا ہے خدا اُنھین مومنین صالحین سے

کہ جیسا پیشتر ہم نے انبیا و اُن کی اُمت کو زمین کا سردار بنایا ویسا ہی تم کو بھی اُنکا قایم مقام
اور دیا ہم نے تم کو ایک دین برگزیدہ و پاکیزہ۔ دوسری آیت ثم جعلنا کم خلائف فی الارض
من بعدھم لننظر کیف تعملون۔ کیا ہم نے تم کو قایمقام پچھلوں کا بیچ زمین کے بعد اُنکے
پس ہم انتظار کرینگے کہ تمہارے عمل کیسے ہونگے۔ پس دونوں آیتوں کا یہہ مطلب ہے
کہ مثل انبیائے سابق و اُن کی اُمت کے تم کو بھی اُنھیں کا قایمقام بنایا اور کفار کے
شر سے تم کو امین کیا اب دیکھتے ہیں تم کسطرح کے عمل کرتے ہو۔

اس میں نہ کہیں ذکر روئے زمین کو کفار عرب و اشرار عجم سے پاک کرنے کا ہے نہ امن کامل و
عدم خوف خلق خدا۔

تم تفسیر کو اُلٹ پلٹ کر اپنے خاطر خواہ معنے بنا لیتے ہو۔ مگر جب آیات کے
صاف و صریح معنے موجود ہیں تو ہم کو تفسیر کی ضرورت نہیں صرف جو مفسر کی رائے
ہی نہ آیات کے اصلی معنے۔

پس اب دیکھو ان آیات کریمہ نے تم کو جھوٹا کر دیا یا نہیں صاف ولیبدلنھم من بعد خوفھم
امنا مومنین صالحین کی نسبت ہے کہ شر و نفاق دشمنوں سے مامون رہینگے نہ امن
کامل و عدم خوف خلق خدا۔

اور یہ بھی یاد رہے کہ ہر آیہ میں جہاں اللہ پاک نے امنوا فرمایا ہے روئے خطاب
آنحضرت ہی کی جانب ہے یعنی آپ مومنین کے سردار اور افسر ہیں بعد ازاں علیؑ ابن ابیطالب
جن کو بارہا حضرت رسولؐ خدا نے صالح المومنین فرمایا ہے بعدہ اور مومنین صالحین نیس
ان آیات میں مشرق سے مغرب تک اسلام پھیلانے کا ذکر نہیں ہے بجز اس کے
کہ جیسا ہم نے پہلی اُمتوں کو زمین کا مالک کیا ویسا ہی تم کو۔

اب دیکھو خدا کا وعدہ سچا اور بے زوال والنجم جس کی تکمیل آیہ یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک سے ہوگئی یعنی جب وعدہ خدا حضرت علیؑ خلیفہ مطلق کئے گئے ورنہ اور خلافتوں سے انکا کیا تعلق کیونکہ عموماً اہل سنت خصوصاً تم خدا کی جانب خلافت کا ہونا ناروا و ناجائز کہتے ہو پھر یہ آیات تمہارے خلفا پر کسطرح صادق آینگی ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء اب پہلی امتوں سے اس امت کو مشابہ کرلو دیکھو کیسا جوڑ و پیوند ملتا ہے یہ امر تو ظاہر ہے کہ زمانہ جنگ و جدال مین امن قایم نہین رہتا پس جیسا رسول اللہؐ کے عہد مبارک مین کفار قریش و یہودیان خیبر وغیرہ کا امن خاک مین ملا دیا ہی حضرت علی کے جنگ و جدال کے زمانہ مین نواصب و خوارج جمل و صفین و نہروان کا امن خاک مین ملا اور جس طرح رسول اللہؐ نے اپنے ہاتھ سے بطمع رسالت دین خدا جاری کرنے کو کفار اشرار کو نیست و نابود کیا اُسی طرح حضرت علیؑ نے اپنے ہاتون سے بطمع خلافت کتاب اللہ پر عمل کرنے کے لیئے نواصب و خوارج نابہنجار کو فنا فی الدار البوار کیا۔

اپنی چیز پر سب کو طمع ہوتی ہے خصوص اُس وقت کہ جب کتاب اللہ مین مخالفت و طریقہ رسول اللہؐ مین منافقت ہو کر دین خدا برباد ہو رہا ہو۔

امن و امان کا خون عہد خلفائے ثلثہ مین ہوا جبکہ بخنجر قلع و قمع بندگان خدا اُن کے مال کی لوٹ کھسوٹ انکی عورتون بچون کی اسیری بے خانماں ہونا خرید و فروخت معصوم و مظلوم اطفال ہزار ہا خاندان کی تباہی و بربادی طوائف الملوکی کے اور کچھ کام ہی نہ تھا جس کو آپنے صفحہ ۶۳ تریسٹھ مین بڑے فخر و ناز سے لکھا ہے حضرت عمر خلیفہ دس برس رہے۔ اُن کے وقت مین اسلام خوب ہی ظاہر ہوا

شام و مصر و ایران و عراق و اکثر روم فتح ہوا۔ چار ہزار بڑے بڑے شہر معہ پرگنات فتح ہوئے چار ہزار مسجد تیار ہوئین چار ہزار بتخانہ توڑے گئے بیشمار خزانے مسلمانون مین تقسیم ہوئے لوگ آسودہ و غنی ہو گئے انتہے۔

پس اسی پر خلق خدا کو بے امن و امان ہونا قیاس کر لو اور بے شمار خزانے مسلمانون کو تقسیم ہونا جس کے سبب لوگ آسودہ و غنی ہو گئے۔ یہی تو خلقت کے رجحان کا سبب تھا۔ حضرت علیؑ کو وہ لوگ کیون پسند کرتے یہان بجز حصہ رسد ملنے کے اور کیا امید تھی۔

صفحہ ۱۴۴۔ اسرار الہدے مین جوہری صاحب نے ایک عبارت تنزیہ الانبیا والائمہ مصنفہ جناب سید مرتضے علم الہدے کے لکھی ہے اور اسے جناب موصوف کیطرف منسوب کرتے ہین)

بآنکہ حضرت امیرؑ و شیعہ او ہمیشہ دین خود را اخفا فرمودہ اند و در پردہ دین مخالفین گزرانیدہ اند و امن کامل و عدم خوف نیز در زمان ایشان حاصل نبود چہ اصل امامت ایشان از بلاد کثیرہ و اقطار طویلہ مثل شام و مصر و مغرب منکر بماند چہ جائے قبول احکام ایشان الخ

جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین ہرگز عبارت جناب علم الہدے کی نہین ہے بلکہ قول اہل سنت نقل کر کے بعد جواب شافی دیتے ہین جس کو تم نے الے آخرہ لکھ کر طاق نسیان پر رکھدیا ہے تمہارا ابتدا سے یہی قاعدہ ہے کہ حدیث و اقوال و روایات و عبارات کو کاٹ چھانٹ کر اپنے خاطر خواہ الفاظ منتخب کر کے لکھ دیتے ہو جیسا حدیث شورہ خلافت مین عمر خطاب نے عمدہ الفاظ وقت پر استعمال کرنے کو منتخب کیئے تھے جس کے وہ قائل ہین بھا ابلہ فریبی اور روباہ بازی اچھی نہین اسد اللہ الغالب کے پیرو مجبور کر کے دام المحبس کردیتے ہین۔ بھلا اس فقرہ کو دیکھئے ہمیشہ دین خود را اخفا می نمودند و در پردہ دین مخالفین

گزرانید خدا اور جناب علم الہدے سے محی الدین کو جنکی ذات جامع خیر و برکات نے مخالفون
کی دہجیان اُڑا دین اور لوائے شریعت و تبعیت احکام خدا اور رسولؐ اقصائے واکناف
عالم مین بلند کردیا وہ جناب امیرؑ کی نسبت ایسا فرمائین کہ دین خود اخفا و در پردۂ دین مخالفین
لا و اللہ لا یہہ قول اُنکا نہین ہے بلکہ کسی متعصب ناصبی کا ہی۔

اور ہمیشہ کے لفظ نے اور بھی اس قول کو رد کردیا کیونکہ ہمیشہ کا اطلاق روز ولادت سے
آخر دم حیات تک ہوتا ہے پس ایسا کلمہ بجز کور باطنون کے اور کون کہہ سکتا ہے۔

حضرت علیؑ نے نہ کبھی اپنا دین اخفا کیا نہ پردہ دین مخالفین مین رہے صریح کذب و بہتان نہ
اُن کے شیعہ ملکی صفات۔ دیکھو آپنے ابتدا سے انتہا تک اپنے کو مستحق خلافت غیرون
کو غاصب و خائن فرمایا اور سیرت شیخین اختیار کرنی ہرگز قبول نہ کی جس پر عثمان کو خلافت
ملگئی اور آپ صابر و شاکر رہے سیرت شیخین دین مین داخل نہ تھی ورنہ اُس کے منظور کرنے
مین کیا قباحت تھی مگر آپنے صاف جواب دیا کہ یہہ مجھسے نہو گا حضرت ابوذر نے بلا تقیہ
ابوطلحہ سے صاف کہدیا کہ متمسک بکتاب اللہ و بہ علیؑ ابن ابیطالب شو۔ ایسا ہی شام
مین جب تک آپ رہے دین خدا ظاہر کرتے رہے جس پر معاویہ نے عثمان کو شکایت لکھی
کہ ابوذر میری حکومت مین خلل انداز ہوتے ہین اور عثمان نے بکمال شدائد و تکلیف مدینہ
مین بلا کر جلا وطن کی سزا دی ایسا ہی عمار یاسر و مالک اشتر وغیرہ نے دین حق کے اظہار
مین عثمان کے ہاتھ سے کیا کیا ایذائین اُٹھائین۔

خود حضرت علیؑ سے خلافت مغصوبہ مین بارہا معاملات دینی مین اصلاح فرمائی جیسا سزائے
موت جسے عمر خطاب نے خلاف شریعت حد جاری ہونے کو حکم دیا مگر آپنے روکدیا اور
سزا نہ ہونے دی جس پر لولا علیؑ لہلک عمر شہرۂ دنیاوی سے کہا گیا وغیرہ وغیرہ۔

پس اسے دین ظاہر کرنا کہتے ہین یا اخفا فرہود نند کہین گے۔
بہر کیف حضرت علیؑ و اُن کے شیعہ ملک خصال ہمیشہ و ہر سال مین اپنا دین اپنا ایمان اپنے خدا و رسولؐ کے احکام علی الاعلان ظاہر کرکے گمراہون کو دین حق کی طرف بلاتے رہے ایسا ہی جملہ آئمہ معصومین و اُن کے شیعہ والاصفات کبھی کسی حال و قال مین ان حضرات نے دین کو اخفا نہین کیا۔ دیکھو دین پناہی و شریعت محمدیؐ کی آبرو بچانی آسے کہتے ہین کہ حضرت خامس آل عبا روحی لہ الفدا نے ع بیجان ہوکے دین نبیؐ کو جلا لیا ہ

سر داد نداد دست بردست یزید حقا کہ لوائے دین پناہست حسینؑ

انہین حضرات کے دین حق و شریعت مطلق جاری کرنے سے اسلام حقیقی محفوظ و مامون رہا اور روز بہ ترقی کرکے آج تمام دنیا مین مثل آفتاب عالمتاب چمک رہا ہے ہزارون کالی گھٹا شامیون کی اُٹھین مگر دھوان دہار رہ ہوئین و اس کی تابندگی و درخشندگی بڑھتی رہی الہم زد فزد۔
گیارہوان فقرہ۔ اسی عبارت مکذوبہ و مصنوعہ پر جوہر صاحب نے اُچھل کود کر لکھا ہے کہ بقول علامہ حلی الجبان لا یستحق الامامۃ جناب امیر مستحق خلافت مطلق نہ تھے۔
تم منتشر الحواس آدمی ہو کبھی فی وقت من الاوقات خلیفہ برحق تھے کبھی مستحق خلافت مطلق نہ تھے کبھی کچھ کبھی کچھ ایک رنگ پر قایم رہتے تو مناسب تھا۔
اب ہم سے سنیئے جبن کے معنے ہین۔ نامرد بے ہمت سعر کہ مرد آزما سے مُنھ پھیرنے والا صف جنگ کو پشت دینے والا کڑی پڑنے پر نوک دم بھاگ نکلنے والا۔
علامہ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ جو شخص ایسا ہو وہ مستحق امامت و خلافت کا نہین آپ کو خدا کی قسم اور اپنے عمر عزیز کی سوگند سچ کہیے کہ آپ کے خلفائے ثلثہ جنگ احد

حنین خیبر سے بھاگے تھے۔
ابوبکر کو ابن ربیعہ وغیرہ نے صحن کعبہ مین مارا جس کے صدمہ سے تمام منہ سوج گیا تھا مگر خیر یہ تو ابتدائی حالت تھی اسے جانے دو۔ آپکے خلفا نے سوائے اپنے باپ قیدی پر تلوار اٹھانے کے کسی معرکہ مین دوسرے کے مدمقابل ہو کر اُسے قتل کیا یا زخمی کیا یا دور ہی سے للکارا۔ یا خود اُس کے ہاتھ سے زخمی ہوئے اور نوبت بہ علاج جراح پہونچی۔ تم نے بھی ابوبکر و عمر کے فتوحات کا خلاصہ لکھا ہے کسی معرکہ مین خود سردار لشکر ہو کر گئے اور خود لڑے یا خالد وغیرہ کے برتے پر تاتا پانی۔
آنحضرتؐ کے وقت مین ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا بمقابلہ ابوسفیان بعد جنگ احد اور سریہ کراع الغمیم اور خیبر و بنی کلاب و قوم بنی فزارہ اور وادی الرمل مین جو تم نے لکھا ہے یہ روایتین اہل سنت کی ہین اور خیر لو فرضاً گئے بھی مگر کسی سے مقابل ہونا اور اُن کے ہاتھ سے کسی کافر کا مارا جانا ظاہر نہین ہوتا لشکر کے ساتھ رہے ہونگے کلام تو مارنے مرنے پر ہے۔ ایک امیری حج کی آپنے اور لکھی ہے اور سورہ برات کا قصہ بھول گئے ہو وہ ہم سے سنو۔ آنحضرتؐ نے سورہ براءت ابوبکر کو دے کر کعبہ کو روانہ کیا باین غرض کہ لوگون کو سنادو ابوبکر کعبہ کی جانب چلے۔ جبریل امین نازل ہوئے اور حکم خدا پہونچایا کہ خدا کے احکام تم اپنی ذات سے پہونچاؤ یا علیؑ جو تمہارا نائب برحق ہے۔ غیر شخص ایسے احکام پہونچانے کا مجاز نہین۔ آنحضرتؐ نے فوراً حضرت علیؑ کو حکم دیا کہ تم جا کر ابوبکر سے سورہ براءت لے لو اور بہ نفس نفیس احکام خدا کی تبلیغ کرو چنانچہ آپنے راہ مین سورہ کریمہ ابوبکر سے لے لیا اور خود امیر حج ہو کر کعبہ مین پہونچے اور تبلیغ رسالت کی۔ ابوبکر اگر آپ کے ساتھ رہے ہون تو باشد مطلب تو سورہ براءت کی تبلیغ

کا تھا سو وہ منصب حضرت علیؑ کو ملا بھی تو ہم کہتے ہین کہ تم صرف اپنے مطلب کے لائق عبارت
لے لیتے ہو اور اصل مقصد کو چھوڑ دیتے ہو۔

اب اس روایت مین ابوبکر کی اسیری کہان ہے ۔ ایسا ہی جابجا کی سرداری لشکر تم نے
کتر بیونت کر ابوبکر پر جامہ اسیری راست کر دیا ہے ورنہ وہ بیچارے نہ کسی لشکر کے
امیر ہوئے نہ کسی سے ان کو لڑنے بھڑنے کا موقع ہوا خیبر مین البتہ آپ نے نشان دے
کر بھیجا تھا سو اس کا حال سُن ہی چکے کہ بے نیل مرام زیر قلعہ سے بھاگ آئے بھاگنے
کا ثبوت آنحضرتؐ نے فرمادیا تھا کہ کرار ہو گا نہ فرار یعنی بھاگنے والا پس بھاگنے کے لئے
یہ فقرہ مصدقہ مخبر صادق کافی ہے کہ جیسا اور لوگ نشان لے کر بھاگ آئے ویسا وہ
نہ ہوگا جسے کل نشان ملے گا۔ اس سے ابن عمر خطاب بھی دوسرے نمبر پر ہین جیسا استحقاق
خلافت ۔ حُنین کا فرار قرآن مجید سے ثابت ہی اور خود قول عمر خطاب مندرجہ صحیح بخاری و مسلم
بز کوہی کی مانند اُچھلنا کودنا ۔ حُنین کا فرار بعد بیعت تحت شجرہ غرضکہ ع تن ہمہ داغدار شد پنبہ
کجا کجا نہم ۔

پس علامہ حلی نے ان فرار معرکہ ہائے مرد آزما سے و نیز دیگر واقعات تاریخی سے جن کی
تحریر مین تہذیب مانع ہے خلفا کو جبن فرمایا ہی اور لائق امامت و خلافت نہین سمجھا
آپ کو جناب امیرؑ پر غیظ آ گیا اور ایک روایت صریح موضوعی و بے ربط و خبط لکھ کر
جُبن قرار دیدیا۔ خیر اگر اس روایت کو ہم مان بھی لین تو اُس سے یہ اوصاف جبن کہان
نکلتے ہین بجز اسکے کہ مثل مومن آل فرعون جن کی صداقت قرآن سے ہوتی ہے یکتم ایمانہ اپنا
ایمان دشمنون کے خوف و غلبہ سے چھپاتے تھے مگر جبن کا اطلاق تو اُسی حالت مین صادق
آئے گا کہ مثل خلفاء ثلثہ رسول اللہ کو معرکہ جنگ مین چھوڑین اور بھاگ کر اپنی جان بچائین۔

اگر مغلوبی و محکومی اُمرائے بد باعث ہین تم سمجھتے ہو تو ابتدائے آدم تا خاتم جملہ انبیائے
مرسل نعوذ باللہ من ذالک اس الزام سے بری نہین بلکہ حضرت علیؓ کی مغلوبی و محکومی و
توہین و تحقیر سے اُن کی مغلوبی و محکومی توہین و تحقیر و تذلیل و ظلم و جور کفار بہت ہی زیادہ
ہے ع جو صاحب دلِ ہین وہ ہین سو رد بلا آب جوہر صاحب نے حدیث ثقلین مشہورہ
و معروفہ لکھ کر تمسک بہ قرآن مجید و عترت رسولؐ رب وحید کی نسبت بہ اہل سنت دی ہے
کہ بجز فرقہ ناجیہ اہل سنت اِن دونون جلیل القدر کی متابعت احکام دینی و شرعی مین ہرگز
نہین کرتے اور مخالف کتاب اللہ و عترت ہین چنانچہ جناب میرن صاحب قبلہ اعلی اللہ
مقامہ تحریر بحوالہ صوارم لکھتے ہین درباره عدم تمسک قرآن گویند تغیر و نقصان در قرآن منحصر
در چہار چیز است یکے تبدیل لفظے بہ لفظے آخر مثلا اینکہ گفتہ شود بجائے کنتم خیر امۃ خیر
ائمۃ بودہ لکن بعضے از اعدائے اہل بیت آنرا تبدیل نمودہ اند مگر وجہ اول بعید است۔
پس یہانتک جناب موصوف کی عبارت تحریر کر کے اب اپنی چرب بیانی سے لفظ
امۃ غلط ہے بلکہ صحیح ائمۃ ہے اور خاص صاحب مجتہدون سے یہ بات بخوبی ثابت ہو گئی
کہ درحقیقت قرآن ناقص ہے پس شیعون کو دعوے تمسک قرآن کرنا محض اُن کے
اُصول کے مخالف ہی لکھتے چلے جاتے ہین۔ نہ روایت کا نتیجہ لکھتے ہین نہ آغاز نہ انجام
جناب ممدوح فرماتے ہین تغیر در قرآن چار چیزون مین ہے ایک تبدیل الفاظ مثلا کہا جاوے
بجائے کنتم خیر امۃ خیر ائمۃ تھا لیکن بعض دشمنون نے تبدیل کر دیا مگر وجہ اول بعید
ہے یعنے نادرست پس کیونکر ظاہر ہوا کہ جناب موصوف نے نقصان قرآن تسلیم کر لیا
جبکہ وجہ اول بعید است کا فقرہ موجود ہے یہ تو تحریر کا طرز ہی ہے کہ فلان فلان باتین معلوم
ہوتی ہین مگر وجہ اول درست نہین وجہ ثانی قرین قیاس ہے۔ اگر تم سچے تھے تو

پوری روایت اور چارون چیزون کی تفصیل پر جناب موصوف کی رائے لکھتے تو معلوم ہوتا آپ کے نزدیک کیا درست ہی کیا نادرست پس جبکہ تم نے روایت لکھنے مین خیانت کی ہے اور جناب موصوف کا فیصلہ آخر نہین لکھا تو کسی طرح ثابت نہین ہوسکتا کہ قرآن ناقص ہے اور شیعہ متمسک بہ قرآن نہین صاف تمہاری بناوٹ اور عوام کو دہوکا دینا ہے ۔ شیعہ ایسی بے سروپا باتون کا جواب دینا تضیع اوقات سمجھتے ہین کیونکہ جب سوال کا سر ہی پیر ندارد ہے تو جواب کیا دیا جاوے ۔ اب اگر پوری روایت و فیصلہ آخر لکھوگے تو جواب ملجائے گا ۔ قرآن کی مخالفت و منافقت اُس کی تعظیم و توقیر کا حال جو اہل سنت کے پیشوائے دین نے کیا ہے اُسکا مختصر سا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اُسے دیکھو اور دعوائے تمسک قرآن سے باز آؤ ۔

اس زمانہ کا حال سنو جوہر الایقان فی حفظ الایمان مصنفہ مولانا مفتی حکیم عبد الکریم دہلوی سنی المذہب کے شروع دیباچہ مین لکھا ہے چونکہ سلطنت اسلامیہ نرہی اس لئے بعض لوگون نے موقع پاکر باغوائے شیطان عقائد مذہب باطلہ خوارج و نواصب و نجدیہ کہ اہانت صلحا و انبیا انکا شعار ہے تقریر پلٹ کر بصورت دیگر ظاہر کی کہ عوام کو تمیز نہوئے (کیا جوہر صاحب آپ بھی اُنہین مین سے ہین ۔) شدہ شدہ ایک فریق کا عقیدہ ہے موافق اِن مذاہب باطلہ کے ہوکر گمراہ ہو گئے اور اُسی عین توحید اور اتباع سنت جاننے لگے ۔ اور علم دین یہان سے گم ہوگیا ۔ مدار وعظ کا ترجمہ اُردو بعض حدیث اور آیات قرآن اور چند مسائل فقہ پر رہ گیا انکو یہہ خبر نہین کہ اہل سنت کے نزدیک اس آیت و حدیث کے کیا معنے ہین اور اہل مذاہب باطلہ نے کیا سمجھے ہین اور ہم عقیدہ کن لوگونکا اختیار کرتے ہین آیا ہمارا ایمان درست رہا یا نہین ۔

اکثر واعظین اس زمانہ کا یہہ حال ہے کہ اُردو بھی اچھی طرح نہین پڑہ سکتے اگر پوچھو تو فرائض وسنن نماز اور وضو بھی بیان نہین کر سکتے آیات ناسخ ومنسوخ کا تو کیا ذکر ہے مگر دیہات مین وعظ کہتے پھرتے ہین اور نشان اُن کے دروغ گوئی و غلط بیانی کا یہہ ہے کہ کوئی آیت یا حدیث پڑہ کر اپنے قیاس واجتہاد سے جو مُنہہ مین آیا اور جی چاہا گھڑ لیتے ہین حوالہ کسی تفسیر کا نہین دیتے کہ فلان تفسیر مین اس آیت کے یہہ معنے لکھے ہین یا فلان مجتہد نے اس حدیث سے یہہ مسئلہ بیان کیا ہے تا کہ صحت اُس کی معلوم ہو پس خدا پناہ مین رکھے ایسے مذاہب اور وعظ سے کہ جس سے حلالِ خدا حرام اور عبادت خدا ضلالت ہو۔ غرض یہہ طریقہ وعظ کا مثل پیرزادون کے معاش کا ذریعہ مقرر کر لیا ہے کہ جو کوئی دعوت کرے یا نذرانہ دے وعظ کہتے ہین اپنی استعداد کو نہین دیکھتے ہم کیسے ہین مسائل توحید اور عقائد جو بیان کرتے ہین کہان سے کہان بہک جاتے ہین غرض اصلی دعوت کھانے اور نذرانہ لینے سے ہے الحاصل اس زمانہ کے واعظون نے اپنی معاش طلب کرنے کو وعظ کا ذریعہ نکال لیا ہے اور بعض نے مسجد یا مدرسون مین بیٹھکر فتوے لکھنے کا پیشہ ذریعہ معاش ٹھہرایا ہے اور مال زکوٰۃ وخیرات باوجود قدرت حصول معاش اپنے کسب ومحنت سے کھاتے ہین ۔

اور یہہ نہین جانتے طلب حلال فرض ہے اور آیات الٰہی کو اس ثمن قلیل دنیا پر بیچنا حرام ہے اور داخل ہوتے ہین اس آیہ کریمہ کے حکم مین ولیشترون بآیات اللّٰہ ثمنا قلیلا ۔

ان سب سے حافظون کا گروہ زیادہ ہے جہان ماہ رمضان قریب آیا ٹڈی دل

نکل پڑا کوئی شہر کوئی قریہ کوئی مقام ایسا نہ ہوگا جہاں یہ لوگ نہ پہونچین دو چار مسلمان برائے نام جمع ہوگئے اور تراویح شروع ہوگئے مہینہ مین جسقدر ختم زیادہ ہونگے حافظ جی کو نذرانہ زیادہ ملے گا بعد افطار جو تراویح پر تل گئے تو ایک رکعت مین دو تین پارہ آئین بائین شائین ہو اُڑے نہ تلفظ نہ قراءت نہ مخارج نہ رکن رانڈ کا چرخہ ہے کہ چلا جاتا ہے لوگ پیچھے کھڑے کوس رہے ہین کہ خدا حافظ کو موت دے کوئی گرا کوئی بیٹھ گیا کوئی نیت توڑ کر چلا گیا کیا کرے روزہ نمیکشد تراویح میکشد بہر کیف حافظ جی سال بھر کی روزی حاصل کرکے اپنے گھر آئے اور اگلے رمضان مین چھاپہ مارنے کی فکر ہوئی پس اگر اس کو تمسک کتاب اللہ کہو تو ہم تصدیق کرتے ہین ورنہ اُسپر عمل لا واللہ لا جب قرآن مین مخالفت اور طریقہ رسول اللہؐ مین منافقت ہی ہوگئی تو اُسی مخالفت و منافقت پر عمل ہوا نہ اصلی کتاب اللہ پر۔ رہا تمسک بہ عترت رسول اللہؐ این خیال است و محال است و جنون۔ عترت رسولؐ کی ہذا یہ اُنکا قتل قمع اُن کی غارتگری اُن کی اسیری اُن کی توہین اُن کی تذلیل اُنپر ظلم و جور اُنکی تباہی و بربادی اُنپر دروازہ کا گرانا اُن کے گھر جلانے کو آگ جمع کرنا صدہا سال تک اُنپر سب و شتم کرنا۔ غصب خلافت غصب فدک ابتک اُنکو مستحق امامت نہ سمجھنا اُنکو جبن کہنا اُنکو دین سے خارج کرنا اُنکو حریص کہنا وغیرہ وغیرہ طشت از بام ہے ابتدا سے آجتک۔

اہل سنت کی تمام کتابین اور تاریخین و روایتین و حدیثین پکار پکار کر شہادت دے رہی ہین ہم کس کس کا نام لین۔ تم اپنے رسالہ اسرار الہدے ہی کو دیکھ لو دور کیون جاؤ تمسک عترت کا حال معلوم ہوجائے گا۔

جوہر صاحب سے کہتے ہیں شیعہ بعض عترت رسول اللہ کو چنین وچنان کہتے ہیں اور اُن کو نہیں مانتے ہیں۔

ایک قول جناب امیرؑ کا لکھا ہے اُس کے معنوں پر ناظرین خوب غور کریں اور دیکھیں کہ جوہر کی دیانت وامانت وخیانت کا کیا حال ہے علامہ طبرسی نے جناب امیرؑ سے کتاب احتجاج مطبوعہ بمبئی میں یہہ روایت کی ہے ذہب من کنت اعتضد بهم علی دین اللہ من اہلبیتی وبقیت من الحاضرین قریبة العهد بالجاهلیة عقیلؓ وعباسؓ آپ نے معنے لکھے ہیں یعنے وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جن کی غوث کا خدا کے دین میں مجھکو بھروسہ تھا اب صرف دو خوار وذلیل قریب زمانہ جاہلیت کے باقی رہے ہیں وہ عقیل وعباس ہیں انتہٰی۔

اب دیکھئے خوار وذلیل کا ترجمہ کن عربی الفاظ کا ہے۔ معنے تو یہہ ہیں کہ وہ لوگ میرے اہل بیت کے جاتے رہے جنسے دین خدا میں مدد ملنے کی امید تھی اور باقی رہے حاضرین میں سے جو ایام جاہلیت سے قریب تھے عقیل وعباس۔ خوار وذلیل اس عبارت میں کہاں ہے۔ من الحاضرین جو حاضر ہیں۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ اسپر بھی اگر جوہر صاحب کا کوئی اعتبار کرے تو اُس کی برابر دنیا میں احمق نہ ہوگا۔

جناب امیرؑ کا فرمان فیض ترجمان بجا ہے یعنے اگر حضرت امیر حمزہ وجعفر طیار وغیرہ اس زمانہ میں بقید حیات ہوتے تو زید وبکر کو خلافت نہ ملتی اور غصب فدک نہ ہوتا وہ جرار غیر فرار دین خدا میں میری اعانت کرتے اور مدعیان خلافت کو دہتا بتاتے مگر مجبور کہ صرف عقیل وعباس باقی ہیں وہ اُن ایسے مدد واعانت نہیں کر سکتے اِن دو شیر بیشۂ شجاعت

وشہامت وجلالت کے حالات تاریخی دیکھو کہ ترقی دین خدا مین کیا کیا کارنمایان انسے ظاہر ہوئی
ابوجہل سے سردار قوم وسرکش کی ہونچھین اکھاڑ لین جبکہ وہ آنحضرت کو ناسزا کہہ رہا تھا اور
جنگ بدر واحد مین جانبازیان وسرفروشیان - بادشاہ حبش کے روبرو خدا کی وحدانیت
ورسول اللہ کی رسالت مین خوش بیانیان جو تقریر تاریخ اسلام مین بینظیر شمار کی جاتی ہے
پس ایسے اہل بیت کے نہ موجود ہونے کا حضرت علیہ السلام کو افسوس رہا - اب جوہر صاحب لکھتے ہین
اولاد عباس رض کی نسبت حیات القلوب مین حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
ایسے کلمات واہیات سے لکھے ہین جنکے تحریر کرنے سے روح کانپتی ہے - تمہاری روح کانپا
کرے مگر ہمی تو مشکل ہے کہ نیک وبد ظالم ومظلوم عاصی ومعصوم کو تم برابر سمجھتے ہو سب دہان
بارہ پنسیری جسکے جیسے اعمال ہونگے دنیا مین اچھا و برا عاقبت مین جزا و سزا - خلفائے عباسیہ
کا حال تاریخون مین دیکھو انھون نے ائمہ معصومین آل طٰہٰ ویٰسین اُن کی اولاد امجاد کے ساتھ
کیسی بدسلوکیان کیسے ظلم کیسے کیسے شدائد کیئے ہین اُن کے عہد مین کسی امام معصوم نے
چین نہ پایا بے خانمان ہوئے قید رہے زہر سے شہید کیئے گئے اُنکی آل واولاد فرزند
دیوارون مین چنا دئے گئے لاکھون سادات علوی وفاطمی قتل ہوئے - بغداد مین نشان
اُس دیوار کا ابتک موجود ہے جس مین ہزارون لاکھون بے گناہ ومظلوم بلاسبب زندہ
چن دئے گئے - پس ایسی ظالم قوم گو کہ وہ عباسی ہون یا علوی کیونکر ممدوح تصور ہوگی
شیعہ اُن کو قیامت تک برا کہین گے تم اپنی اپنی روح کو سنبھالے رہو -

اب جوہر صاحب نے بہت سے نام علوی وفاطمی کے لکھ کر حوالہ کتاب الانساب وتاریخ
السادات واصول کلینی کا دیا ہے جن کو شیعہ برا کہتے ہین -

بیشک جو خلاف دوازدہ امام علیہم السلام مقبولہ مذہب حقہ اثنا عشریہ دعوے امامت در قاہبت

کرے انکو امام نہ سمجھے اُنپر خروج کرے اُن کے دشمنون سے ملے اُنکو بُرا کہے وہ
ضرور مرتد ہے کسی خاندان کا ہو دیکھو۔

پسر نوح بابدان بنشست خاندان نبوتش گم شد

یہہ تو نوح نبی اللہ کا لڑکا تھا انجام کیا ہوا چہ جائیکہ امام زادہ۔
اب جوہر صاحب نے بکمال سفاہت وشقاوت مرثیہ گوئیون کی ہجو مین نو ایجاد ایک نقل
لکھی ہے اور اپنے مشرب بھانڈون پر گوئے سبقت لیگئے ہین وہو ہذا یہہ بات تو ظاہر
ہے کہ کوئی مرثیہ ایسا نہین ہے کہ اہانت اہل بیت سے خالی ہو۔
لطیفہ ایک مرثیہ خوان جو مثل میان دبیر و انیس کے اپنے زمانہ مین انگشت نما تھے بلکہ
فصاحت و بلاغت مین مانند میر مونس و میر دلگیر کے اپنے وقت کا یکتا تھا۔ ایک روز
طبیعت جو زور پر آئی چند بند دلپسند قلمبند کرکے کسی امیر کی خدمت مین لے گیا اور بعد مجرا
بجالانے کے فخریہ عرض کی کہ قبلہ حضور کی تفریح طبع کے لئے ایک نئی بندش کا مرثیہ لکھکر
لایا ہون قسم حضرت عباس علم بردار کی بطفیل ہوئے المشکلکشا علیؑ اہانت اہل بیت رسولؐ
اللہ و مصائب جگر گوشگان اسد اللہ کا وہ جدید مضمون تحریر کیا ہے جس کو سنکر چشم تماشا ن
گریان و دل ماہ مہربان امیر نے مرثیہ خوان کی مزاج پرسی کی جواب دیا کہ ببرکت امام ضامن
ناسن اچھا ہے امیر نے دریافت کیا کہ آپ کی والدہ عفیفہ کا مزاج کیسا ہے جواب نہ دیا پھر
ہمشیرہ پارسا کا مزاج پوچھا مرثیہ خوان کا دم بند ہوا۔ پھر دختر صالحہ کے مزاج پوچھنے پر کہنے
لگا کہ قسم ذوالفقار حیدر کرار اگر اسدم میرے پاس تلوار ہوتی تو تیرا سر دھڑ سے الگ کر دیتا
کیا کرون جناب امیر کی طرح مجبور ہون سوائے سکوت کچھ نہین کر سکتا۔ امیر نے کہا
آپ تو صرف ہمشیرہ والدہ دختر کے الفاظ سنکر اسقدر بگڑ گئے حالانکہ انکا نام مین نے

نہین لیا ۔ آپ یہہ تو فرمائے کہ جس وقت آپ لوگ برسر منبر بیٹھ کر اہل بیت رسول اللہ کے اسمائے مبارک سے گر توہین کرتے ہو اسوقت روح پر فتوح رسالتمآب کس قدر تم سے بیزار ہوتی ہوگی نفرین ایسے مشرب پر جو عترت رسول اللہ کی توہین کرے انتہی ۔

جواب ۔ لعنت خدا و جمیع ملائکہ و انبیائے مرسل و مخلوق انس و جن و وحش و طیور وغیرہ اُس قوم و ملت پر جس نے اہل بیت اطہار رسول مختار کو شہید کیا ۔ اُن کی عترت اور رسول اللہ کی نواسیون کو سر و پا برہنہ کربلا سے کوفہ کوفے سے شام اسیر کر کے لیگئے اُن کی توہین و تحقیر و تذلیل مین کوئی دقیقہ اُٹھا نہ رکھا ۔ نواسۂ رسول اللہ کا سر مبارک ولد الزنا فاسق و فاجر بدترین بنی آدم کے دربار مین پیش کیا ۔ اُس مردود ازلی و لعین ابدی نے لب و دندان مبارک پہ چھڑی ماری اور استہزا کیا جس نے رسول اللہ کے خویش و بھائی و وصی و خلیفہ بلا فصل پر لعن و تبرا جائز رکھا اُس کی اولاد و پیروان نے اس فعل کو مستحسن خیال کیا اُسپر عامل ہوئے ۔ خود رسول اللہ کی نسبت ہذیان کا لفظ استعمال کیا نبوت پر حق مین شک کیا غصب خلافت و فدک کیا رسول کے جگر پارہ و نور نظر کو ایذائین دین اُن کے پہلوئے مبارک پر دروازہ گرایا جس سے طفل شکم سقط ہوگیا اُن کے گھر جلانے کا ارادہ کیا خلیفہ برحق سے جنگ و جدال کیا اُن کے گلوئے مبارک مین رسی ڈالکر بیعت کے لئے کھینچا تبت یدا تا ہر امام معصوم کو ظلم و جور سے مجبور کیا انکو زہر دیا انکو قید کیا وغیرہ وغیرہ ع ہیچ کافر نہ کند انچہ مسلمان کردند

مین ایک نصارا سے یون از رہ نادانی پوچھا کہ مسلمان ہے بولا یہ وہ نصرانی

عیسیٰ کے نواسے کو گر عید کی قربانی　　کرتے تو ہمیں پھبتا دعویٰ مسلمانی

لعنت خدا ایسے اسلام و دین و ایمان پر۔ یہہ واقعات و حالات بشرح و بسط مفصل اہل سنت کی کتابون مین لکھے ہین تو بقول جوہر کج فہم لکھنے والے نقل کرنے والے وعظ وغیرہ بر برسر عام سنانے والے سب کے سب نفرین کے مستحق ہونگے بلکہ تمام قوم لعنت کی سزاوار ہوگی۔

مرثیون مین بھی حالات ہوتے ہین جو کتابون مین درج ہین اُنہین روایتون کو نظم مین بیان کیا جاتا ہے لوگ اُسے سنکر روتے ہین اور ثواب دارین حاصل کرتے ہین۔ اہل سنت بھی مجلس وعظ و میلاد مین یہہ تمام واقعات جور و ظلم کفار اشرار و صبر و شکر عترت رسول مختار پڑھتے اور مثاب ہوتے ہین مگر چونکہ جوہر کے اسلاف آبا و اجداد کی قلعی کھلتی ہے اور لوگ اُن مظالم و شدائد جانکاہ دلسوز رنج افزا کو جو ناشایان ناہنجار بد تر از کفار نے خاصان خدا و برگزیدگان دوسرا پر کیئے ہین سنکر شب و روز قوم ظالم پر لعنت و ملامت کیا کرتے ہین اس لیئے آپ کا دل کڑہتا ہے۔

انبیائے مرسل کی ازواج مطہرہ و دختران نیک اختر کا نام کتابون مین مرقوم ہے بلکہ کتاب اللہ مین بھی۔ تو پھر نام لینے مین کیا قباحت دیکھو قصص الانبیا۔ حضرت حوا ام البشر کو شیطان نے ورغلایا انہون نے حضرت آدم ابو البشر کو گندم کھانے پر مجبور کیا۔ قابیل نے اقلیما اپنی بہن کے ساتھ نکاح کی خواہش کی اور ہابیل کو مار ڈالا حضرت ابراہیم کو خواہش اولاد ہوئی حضرت سارہ نے حضرت ہاجرہ کو صحبت ابراہیم کی اجازت دی تب ہاجرہ نے غرض صحبت حاصل کیا جب حضرت اسمٰعیل پیدا ہوئے حضرت سارہ کو رشک ہوا اور کہا کہ ہاجرہ کو معہ اسکے لڑکے کے بیابان لق و دق مین ڈال آؤ۔ حضرت لوط

نے اپنی لڑکیون کو کفار کے روبرو پیش کیا بغرض حفاظت مہمان خود۔ حضرت یوسفؑ
کی ہمشیرہ معظمہ دینا بحالت پریشان دور تک اپنے بھائی کے پیچھے روتی پیٹتی
چلی گئین اور آہ وزاری کرتی رہین۔ بی بی رحمت زوجہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اُس
حالت مین کہ حضرت کو بستی والون نے نکالدیا جبکہ آپکے تمام بدن مین کیڑے پڑ گئے اپنے
خاوند کی تیمارداری مین مزدوری کرکے انکو کھلایا روز آپ مزدوری کیا کرتین شیطان
ملعون سر راہ کھڑا ہوکر انکو بھکاتا اور کہتا کہ تو ایسے شخص کو ترک کر جس پر غضب الٰہی کی نظر ہے
اگر تو میرا کہنا قبول کرے تو تیرا نکاح سردار مصر سے کردون۔ مگر آپ نہ سنتین۔ ایک روز شیطان
بہ لباس حکیم اُن سے ملا اور کہا کہ اس مرض کا علاج گوشت خوک اور شراب انگور ہے۔
بجز اس علاج کے شفا نہ ہوگی آپ نے مزدوری کرکے دونون چیزین بہم پہونچائین
اور حضرت ایوبؑ کے پاس لاکر حکیم کی تشخیص بیان کی حضرت ایوبؑ نے فرمایا وہ ابلیس ہے
اُس کے فریب مین مت آ۔ ایک روز مزدوری نملی ملعون ابلیس نے کہا اگر تو اپنے
سر کے بال مجھے دے تو اس کی قیمت دیتا ہون آپ نے سر کے بال کاٹ دئیے اور
قیمت لے کر کھانا بہم پہونچایا۔ حضرت شعیب کی لڑکیان بکری چرایا کرتین۔ حضرت
موسیٰ نے کنوئین سے پانی نکال کر بکریون کو پلایا جو باعث رسائی حضرت شعیب تک
ہوا اور بی بی صفورا سے حضرت موسیٰ کا نکاح ہوا۔ حضرت آسیہ زوجہ فرعون نے
حضرت موسیٰ کی پرورش کی۔ بلقیس کا حال حضرت سلیمان کے عہد مین۔ حضرت
مریم کا حمل حضرت ذکریا کے قتل ہونے کا سبب ہوا کیفیت حمل کی یون ہے کہ ایک روز
حضرت مریم اپنی خالا کے گھر غسل حیض کرنے گئین اور چاہتی تھین غسل کرین جبرئیل ایک
بے ریش جوان خوبرو کی صورت مین ظاہر ہوئے حضرت مریم کو اضطراب ہوا جبرئیل

نے تسلی دی اور کہا کہ تجھے ایک پاکیزہ بیٹا بخشنے آیا ہون حضرت مریم نے کہا کہ مجھے کسی مرد نے چھوا تک نہین پھرے بیٹا کیونکر ہوگا۔ جبرئیل نے کہا خدا ہر چیز پر قادر ہے بعد ازان جبرئیل نے مریم کے جیب و گریبان مین حضرت عیسےٰ کی روح پھونکدی اور حضرت مریم حاملہ ہوگئین۔ یوسف نجار برادر ماہون زاد نے حمل کے اسباب پوچھے حضرت مریم نے خدا کی قدرت کاملہ بیان کی۔ مریم یوسف نجار کے ساتھ برہبری جبرئیل بیت المقدس کی طرف چلین ایک گاؤن کے قریب تھک کر بیٹھ گئین اور فرمایا ای کاش مین اس حال سے پہلے ہی مر جاتی اور نسیاً منسیا ہو جاتی۔

حضرت عیسےٰ پیدا ہوئے بنی اسرائیل پیچھے آئے جب حضرت مریم کے قریب پہونچے اور لڑکا نوزائیدہ دیکھا کہا یہ کیا کار بد تو نے کیا تیری مان بھی تو بدکار نہ تھی پھر حضرت عیسےٰ نے اپنے معجزہ سے اُن کو ساکت کیا۔

اب اِن واقعات کو کون احمق کہے گا کہ توہین و تحقیر ہین جیسا حال گزرا ہے بجنسہ کتابون مین درج کیا گیا لوگ ہمیشہ پڑہا کرتے ہین۔

ایک لطیفہ سنیئے کہ مورخین نے اس پر اتفاق کیا ہے۔ خلیفہ ہارون رشید بوجہ مداومت شراب اور تعشق و محبت اپنی خواہر عباسہ و جعفر بن یحیےٰ برمکی وزیر کے چاہتا تھا کہ جلسہ شراب مین اِن سب کا مجمع رہے لیکن خیال پردہ شرعی سے رنگ اُس محفل کا نہین جم سکتا تھا آخر اپنی بہن عباسہ کا وزیر جعفر برمکی کے ساتھ عقد کر دیا باین شرط کہ صرف شریک جلسہ شراب رہا کرین دونون مین تخلیہ نہ ہونے پائے جعفر وزیر تو بخوف خلیفہ بچتا رہا مگر عباسہ کی فریفتگی اپنے شوہر پر بڑھتی گئی۔ تا اینکہ بحیلہ و مکر اپنے شوہر کے وصل سے کامیاب ہوئی

اور حاملہ ہوگئی یہہ وجہ تباہی خاندان براکہ ہوئی

عائشہ صدیقہ سے روایت ہے کہ رسول خدا کی ازواج کے دو گروہ تھے ایک مین عائشہ حفصہ صفیہ سودہ تھین دوسرے مین اُم سلمہ اور سب بی بیان ۔ مسلمانون کو معلوم تھا رسول خدا سب سے زائد عائشہ سے محبت رکھتے ہین جب کوئی تحفہ یا ہدیہ رسول خدا کے لئے بھیجتے تو عائشہ کی باری کے دن ۔ اور اُس دن کا انتظار کرتے ۔ دیگر ازواج نے ام سلمہ سے کہا آپ رسول خدا سے ظاہر کیجئے اُنھون سے عرض کی غرض کہ عرض کرنے پر رسول خدا نے فرمایا اے ام سلمہ عائشہ کے باب مین مجھے ایذا مت دو کیونکہ سوائے عائشہ کے اور کسی بی بی کے لحاف وغیرہ مین مجھ پر وحی نازل نہین ہوتی ۔ یعنی عائشہ کے بچھونے پر وحی خدا کا نزول منحصر ہے ۔ حضرت فاطمہ نے بھی عورتون کے کہنے سے رسول خدا سے عرض کی کچھ فائدہ نہ ہوا ۔ زینب بنت جحش آئین اور بہت سختی سے کہا کہ آپ کی بی بیان ابوبکر کی بیٹی کے باب مین اللہ کا واسطہ دے کر آپ سے انصاف طلب ہین یہہ کہکر زینب بہت ہی جھکین اور عائشہ کے پیچھے پڑگئین اور بُری بُری باتین سنائین رسول خدا عائشہ کو دیکھ رہے تھے عائشہ نے وہ کلام کیئے کہ زینب کو خاموش کردیا رسول خدا نے فرمایا کیون نہ ہو ہے نہ ابوبکر کی بیٹی ۔ ترمذی مین ابوموسیٰ سے روایت ہی کہ جب ہم لوگون پر کوئی مشکل حدیث آپڑتی تو عائشہ سے پوچھتے تو اُن کے پاس اُس کا ایک علم ہوتا معلوم نہین شورہ خلافت مین کیون نہ پوچھا گیا ۔ مسلم مین عائشہ سے روایت ہے رسول خدا نے عائشہ سے فرمایا تو مجھے تین روز تک برابر خواب مین دکھائی گئی ۔ تیری تصویر کو فرشتہ ایک ریشمی حریر کے ٹکڑے پر لاتا تھا اور کہتا تھا دیکھو یہہ تمھاری بی بی ہے مین نے جو تیرے منہ سے کپڑا کھولا تو تو ہی تھی ۔

[illegible]

معاذ اللہ خدا فوٹو گرافر ٹہرا کہ تصویر بنا کر اپنے انبیاء کے پاس بھیجا کرتا - ترمذی مین موسیٰ بن طلحہ سے روایت ہے مین نے عایشہ سے زیادہ فصیح کسی کو نہین دیکھا - کیا رسول اللہ کو بھی نہین اور قرآن کو بھی نہین - بخاری مین عایشہ سے روایت ہے مجھ سے رسول خدا نے فرمایا اے عایشہ یہ تجھے جبریل سلام کرتے ہین مین نے کہا ہے ابھی سلام مگر مین نہین دیکھتی - حضرت جبریل کو لازم تھا روبرو ہوکر مجرا و کورنش بجالاتے - بخاری مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے رسول خدا نے فرمایا مردون مین بہت لوگ کامل گزرے ہین اور عورتون مین مریم و آسیہ کے سوا کوئی کامل نہین ہوا - عایشہ کی فضیلت تمام عورتون پر ایسی ہے جیسے ثرید کی فضیلت تمام کھانون پر - ابتو مریم و آسیہ پر بھی کمال حاصل ہوگیا - بخاری مین ہشام سے روایت ہے وہ اپنے باپ سے کہتے ہین کہ رسول خدا اپنی بیماری کی حالت مین اپنی ازواج مین پھرتے اور فرماتے مین کل کہان رہونگا مین کل کہان رہونگا اس کہنے سے آپ کی غرض یہہ تھی کہ عایشہ کے گھر ہون - معاذ اللہ منہا - بخاری و مسلم مین عایشہ سے روایت ہے جب سودہ زوجہ رسول اللہ بوڑہی ہوگئین تو رسول خدا سے عرض کی کہ مین نے اپنی نوبت باری عایشہ کو ہبہ کردی سو رسول خدا عایشہ کے ہان دو نوبت کرتے تھے ایک دن انکی باری کا ایک دن سودہ کی باری کا - بجنسہ ایساہی ترجمہ لکھا ہے ہم مجبور ہین نعوذ باللہ من ذالک بخاری و مسلم مین عایشہ سے روایت ہے کہ ہم اپنے ہمجولیون کے ساتھ گڑیان کھیلا کرتے جب رسول خدا آتے میری ہمجولیان چھپ رہتین مگر رسول خدا انکو میرے پاس بھیجدیتے کہ گڑیان کھیلو - اعوذ باللہ رسول اللہ اور ایسا فعل - بخاری و مسلم مین عایشہ سے روایت ہے - رسول خدا نے اپنے کندھے پر چڑھاکر

حبشیون کا ناچ دکھایا اور مجھ سے فرماتے سیر ہوئی مین کہتی نہین آپ اُنسے کہتے ناچے جاؤ۔
پناہ بخدا خداوند ایسی لغو و بیہودہ روایتون کی نقل مین تجھ سے عفو کا طالب ہون نقل کفر کفر
نباشد۔ ابوداؤد مین عائشہ سے روایت ہے۔ رسول خدا جنگ تبوک سے واپس
آئے میرے حجرہ مین پردہ کے اندر گڑیان تھین۔ ہوا سے پردہ اُڑا رسول خدا نے گڑیان
دیکھین اُسمین ایک گھوڑا تھا جس کے اوپر دو پر لگے تھے پوچھا یہہ کیا ہے مین نے کہا
گھوڑا ہے فرمایا پر کیسے مین نے کہا آپ نے نہین سنا حضرت سلیمان کے گھوڑے کے
پر تھے رسول خدا ایسا ہنسے کہ کچلیان ظاہر ہوگئین۔ بخاری و مسلم مین عائشہ سے روایت ہے
رسول خدا زینب بنت جحش کے پاس زیادہ ٹھہرتے اور اُن کے یہان شہد پیا کرتے مین نے
اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ ہم مین سے جس کے پاس رسول خدا آئین وہ کہے آپ کے منہ سے
مغافیر کی بو آتی ہے۔ مغافیر ایک بدبودار گوند کا نام ہے۔ چنانچہ مین نے یا حفصہ نے
رسول خدا سے یہی کہا فرمایا مین نے شہد پیا ہے اب کبھی نہین پیونگا اُس کے پینے
کی قسم کھالی تم اور کسی سے مت ظاہر کرنا۔ بعض علماء کا قول ہے حضرت نے عائشہ کی
باری کے دن ماریہ سے خلوت کی حفصہ کو معلوم ہوگیا آپنے فرمایا یہہ امر پوشیدہ رکھنا مین
نے اپنا نفس ماریہ پر حرام کیا مین تجھے خوشی سناتا ہون ابوبکر و عمر بعد میرے خلیفہ ہونگے۔
مگر حفصہ نے یہہ راز عائشہ سے کہدیا کیونکہ دونون ہم صلاح تھین۔ بعض نے کہا حفصہ
کی باری کے دن ماریہ سے خلوت ہوئی اور حضرت اس چھپانے کے طالب ہوئے
مگر راز کھل گیا حضرت نے اور بی بیون سے قطع تعلق کیا اور انتیس دن ماریہ کے گھر رہے
وغیرہ۔

رسول خدا پر چھوٹا الزام بدبو کا لگانا اُن کے راز کو باوصف ہدایت اخفا طشت از بام کردینا

واللہ اعلم کس قسم کی بی بیان تھین - بخاری مین انس سے روایت ہے آپ نے ایک مہینے
کے لیئے اپنی بی بیون سے مفارقت کے لیئے عہد کر لیا اور کیا کرتے - مسلم مین عائشہ
سے روایت ہی کہ جب میرا نکاح ہوا سات برس کی تھی اور جب رسول خدا مجھ سے ہم بستر
ہوئے نو ۹ برس کی تھی - اسمین کیا فخر ہوا - ابن ماجہ مین عائشہ سے روایت ہے
مین نے رسول خدا کی شرمگاہ کبھی نہین دیکھی - کیا آپ کو حسرت رہ گئی -
مسلم مین عائشہ سے روایت ہی رسول خدا نے شوال کے مہینے مین مجھ سے نکاح
کیا اور اسی مہینے مین اپنے گھر لائے مجھ سے زیادہ نصیبہ ور اور کون بی بی ہے -
درین چہ شک آپ کی وجہ سے عورتون مین خالی کا مہینہ مشہور ہوا جس مین وہ
شادی وغیرہ کو مکروہ جانتی ہین - بخاری مین انس سے روایت ہے جنگ احد مین رسول
کو چھوڑ کر بھاگ گئے مین نے دیکھا عائشہ وام سلمہ پائینچے چڑہائے جس سے ان کی
پنڈلیون کی چمک ظاہر ہوتی اپنی پیٹھ پر مشک لادے لوگون کو پانی پلا رہی تھین
جس ہنگامہ سے ان کے باپ بھاگ گئے وہان انکا گزر کیونکر ہوا تعجب ہے -
مسلم مین ابو موسے اشعری سے روایت ہے ابو بکر و عمر حضرت کے گھر مین آئے اس وقت
سب بی بیان رسول خدا کے گرد بیٹھی تھین اور خرچ مانگتی تھین ابو بکر نے عائشہ کو عمر نے
حفصہ کو خوب مارا کہ تم رسول خدا سے وہ چیز مانگتی ہو جو ان کے امکان مین نہین - پس سب
نے عہد کیا کہ آئندہ نہ مانگین گے - ازواج نبی کی یہ کیفیت رسول خدا پر یہ چیرہ دستی -
وسختی - ابو بکر و عمر کا وہ رعب خدا کی پناہ ایسی بیہودہ باتون سے -
منقول ہے ابن عباس عائشہ کی بیماری مین عیادت کو گئے جبکہ وہ اللہ کے پاس جانی
سے خوف کر رہی تھین - ابن عباس نے تسلی دی اور آیہ الطیبات للطیبین پڑھی عائشہ

مارے خوشی کے بیہوش ہوگئین - اور کہا مجھ مین نو چیزین ہین جو اورون مین نہین ہین شب نکاح میری تصویر جبریلؑ رسولؐ خدا کے پاس لائے - میرے سوا رسولؐ خدا کی کوئی بی بی باکرہ نہ تھی - رسولؐ خدا پر میرے لحاف مین وحی اُترتی - خلیفہ کی بیٹی ہون رسولؐ خدا کا میری گود مین انتقال ہوا اُن کی قبر میرے مکان مین بنائی گئی وغیرہ - تصویر اُترنے اور باکرہ ہونے کا فخر کیون نہ ہو - شاباش -

قصہ افک یعنی بہتان و الزام بر عائشہ غزوۂ بنی مصطلق سے واپس آتے وقت بہنگام کوچ لشکر بی بی عائشہ رفع حاجت کو گئین وہان گلے کا ہار سلیمانی گر گیا جب واپس آئین ہار نہ تھا پھر تلاش کو نکلین اس عرصہ مین لشکر کا کوچ ہوگیا آپ جب ہار پاکر واپس آئین کوئی نہ تھا وہین لیٹ رہین صفوان بن معطل سلمی ذکوانی صبح کو ہارے ماندے کی خبر لیا کرتا اُس کے ساتھ قافلہ مین پہنچین اکثر لوگون نے الزام لگایا جس کا بانی عبداللہ ابن ابی سلول ہوا اور مسطح جو ابوبکر کی خالہ کا لڑکا تھا - عائشہ بیمار ہوگئین رسولؐ خدا نے ترک تعلق کردیا اور اُن کے باپ کے گھر بھیجدیا وحی کے نزول مین تاخیر ہوئی علی ابن ابی طالب نے رسولؐ خدا کو ترک کی صلاح دی مگر اسامہ بن زید نے اُن کی برائت و نیک چلن ہونا بیان کیا آخر بعد رد و قدح بسیار و نہایت انتشار و اضطرار کی خدا کی جانب سے وہ بے قصور ثابت ہوئین بعدہ تہمت کرنے والون کی حد جاری ہونے پر مجلس وعظ رسول اللہ مین بہت کچھ شور و شر ہوا - مختصر یہہ حالات ہین مشرح کتابون مین درج ہین -

کیون میان جوہر یہہ صحیح حدیثین آپ کی تفریح طبع و تفنن خاطر کے واسطے کافی ہین یا اور لکھی جاوین یہہ روایتین و افسانے بے سرو پا مجالس وعظ و میلاد شریف مین فخریہ پڑھے جاتے ہین اور لوگ سنکر نعرہ آفرین و صدائے تحسین بلند کرتے ہین - آپ نے غلام امام شہید

الہ آبادی کا تصنیف مولود نظم سنا ہوگا بلکہ اُن کو اور دوسرون کو مجلس میلاد مین پڑھتے
دیکھا ہوگا - ایک شعر ہم لکھتے ہین ؎

آمنہ کے پوت علی جی کے بھیّا　　عائشہ بی بی کے کنور کنھیّا

کس خوبی و ذوق شوق سے بر سر تخت بیٹھکر پڑھا جاتا ہے سامعین کو وجد آتا ہے اب فرمائے
رسول اللہ و اُن کی ازواج کی یہ توہین و تحقیر یہہ تذلیل جو بر سر عام ہوا کرتی ہے یہ کس مذہب و
ملت مین روا ہے اور مرثیہ جس مین حالات و واقعات ظالم و مظلوم بیان کیئے جاتے ہین وہ
کس مردود کے نزدیک توہین تصور ہونگے ہان تم یا تمہارا امیر معاویہ جس نے مداح اہلبیت
کی ہجو کی اُن کے ساتھ تمسخر کیا البتہ بہ تقلید اپنے آبا و اجداد شامیان ظالم کہ جو جی مین
آئے کہو مگر جسے کچھ بھی لگاؤ اسلام اور ایمان سے ہوگا وہ بیان مصائب اہل بیت و مظالم
دشمنان خدا اور رسول کو سنا رونا رولانا اعدائے دین پر لعنت کرنا سعادت کونین سمجھے
گا -

میان جو ہر انسان کے مرثیون پر معترض ہین اور جنون کے نوحہ و مرثیہ سے بے خبر دیکھو سعادت
الکونین مصنفہ مفتی محمد اکرام الدین نبیرہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی و دیگر کتب علمائے اہل سنت
سر الشہادتین وغیرہ حضرت ام سلمہ فرماتی ہین کہ مین نے جنونکو گریہ کرتے سنا جو امام حسین
پر نوحہ کر رہے تھے - جنونکا نوحہ اُس دن بہت لوگون نے سنا کذا اخرجہ ابو نعیم فی
دلائل النبوۃ شیخ نصر اللہ مجلی جو ثقات اخیار سے ہین نہایت وثوق سے نقل کرتے
ہین کہ مین نے علی ابن ابیطالب کو خواب مین دیکھا عرض کی اے امیر المومنین آپ روز فتح مکہ فرماتے تھے من دخل
دار ابی سفیان فہو امن پھر آپکے فرزند حسین پر جو کچھ گزرا ظاہر ہے فرمایا تو نے ابیات ابن الصیفی
اس باب مین سنی ہین مین نے عرض کیا نہین فرمایا اُس کے پاس جا اور سن مین نیند سے

جاگا اور ابن الصفی کے مکان پر گیا) یہ وہی حیص بیص شاعر تھا جس کا لقب شہاب الدین ہے
میں نے دروازہ کھڑکھڑایا وہ باہر نکلے اور اِس قصہ کو سنکر چیخ مار کر رونے لگے اور کہا
بخدا وہ اشعار میں نے ابتک کسی کو نہیں سنائے اور آج ہی رات کو سلک نظم میں
پروئے ہیں سے میں بعدہ وہ ابیات سنائے جن میں امام حسینؑ کی شہادت
اہل بیت کی مصیبت بیان کی تھی۔ ابن الاخضر ابن خباب الکلبی سے روایت کرتے ہیں
میں نے قبیلہ بنی طے میں سے ایک شخص سے ملاقات کی اور کہا سنتا ہوں تو نے
جنوں کا نوحہ جو اُنھوں نے امام حسینؑ پر کیا تھا سنا ہے۔ اُس نے جواب دیا میں نے
کیا بلکہ سارے قبیلے کے لوگوں نے سنا میں نے اُس نوحہ کے سننے کی آرزو ظاہر
کی اُس نے یہ شعر پڑھے۔ مسح النبی جبینہ۔ فلہ بریق فی الخدود۔ ابواہ فی علیا قریش
وجدہ خیر الجدود۔ ابو سعید خدری فرماتے ہیں جنوں کے یہ کلمے حضرت ام سلمہ نے
سنے اور روتے روتے بیہوش ہو گئیں۔ ابن خالد کہتی ہیں مجھے عامر بن خالد بن عبد الواحد نے خبر دی کہ شہر بن
حوشب کہتے ہیں میں حضرت ام سلمہ زوجہ نبیؐ کے رونے کی آواز سن کر اُنکی خدمت میں گیا اور عرض کی جناب خیر ہے فرمایا
آج امام حسینؑ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوئے اے خدا اُن کے قالب اُنکی قبر کو
آگ سے پر کیجیو یہ کہتے کہتے بیہوش ہو گئیں حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں میں نے نوحہ جنوں کا
سنا اُنکا گریہ عین المشاہدہ ہوا۔ عمرو بن حبیب بن ابی ثابت حضرت ام سلمہ سے روایت
کرتے ہیں میں نے رسولؐ خدا کے انتقال کے بعد کبھی جنوں کی آواز نہیں سنی مگر امام
حسینؑ کی شہادت کے روز اُن کے نوحہ سے فوراً مجھے امام حسین کی شہادت
کی خبر ملی۔ حضرت ام سلمہ روتی تھیں اور اِن اشعار کو پڑھ کر نوحہ کرتی تھیں۔ الا یا
عین فاحتفلی بجہد۔ ومن یبکی علی الشہداء بعدی۔ علی رہط تقودہم المنایا الی متجبر فی الملک العبد

صاحب تہذیب فرماتے ہین کہ امام حسین علیہ السلام کی خبر شہادت جب مدینہ منورہ مین آئی تو عموماً لوگون کو عجب طرح کا صدمہ و ملال ہوا ہان جس قدر بنی امیہ کی قوم مین سے وہان تھے وہ بہت خوش ہوئے ۔ غنیۃ الطالبین مین روایت ہے جعفر بن محمد رضی سے کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر ستر ہزار فرشتے نازل ہوئے اور اُس دن سے قیامت تک برابر گریہ کرتے رہینگے اسی کتاب مین حمزہ نامی فرماتے ہین کہ مین نے رسول خدا اور ابراہیم علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ امام حسین علیہ السلام کی قبر پر نماز پڑہ رہے ہین اور رو رہے ہین ۔ اور ہزارون روایتین مرثیہ و نوحہ کے جواز مین لکھی ہین جن کو مداح اہل بیت نظم کرکے مجلسون مین سناتے اور سامعین کو رولاتے ہین صاحب کشاف حدیث نقل کرتے ہین کہ رسول اللہ نے فرمایا جو شخص میرے اہل بیت پر ظلم کرے یا انکی ایذا کا درپے ہو اُسپر جنت حرام ہے ۔ مصابیح مین مرقوم ہے آنحضرتؐ نے فرمایا فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑہ ہے جو اُسے غصہ مین لایا اُس نے مجھے ایذا دی اس حدیث سے معلوم ہوا اہل بیت کو ستانا خاص کر امامین حسنین علیہما السلام کو تکلیف دینا رسول اللہ کو ایذا دینا ہے اور کفر و لعنت کا مستحق ۔ پس اہل سنت و جماعت کے نزدیک بالاتفاق قاتل حسینؑ و قتل کا حکم دینے والا کافر و ملعون ہے کذا فی التشریح ۔ علمائے حرمین شریفین کا فتوےٰ ہے کہ اولاد رسول اللہ کی اہانت و ایذا انپر ظلم کرنا کفر ہے اُنکا فاعل کافر و مبتدع ہے ۔

مولانا ضیاء الدین رزمی فرماتے ہین کہ اولاد رسول مقبول کی اہانت اُنکی ذلت صریح کفر ہے کیونکہ کلیہ قاعدہ ہے کہ ولد کی ایذا والد کو ایذا دینا ہے پس اس سے ثابت ہوا قاتلان و حاکمان و اہانت و ذلت کنندگان کافر مطلق ہین اور اُنپر لعنت

کرنا درست ہے - امارۃ التنزیل میں وارد ہے کہ یزید گو کہ معرکہ قتال میں حاضر نہ تھا مگر وہ متغلب تھا اور قتل امام حسینؑ پر دل سے راضی تھا چنانچہ جب امام حسینؑ شہید ہوئی تو ابن عباسؓ نے یزید کو خط لکھا کہ اے یزید میں امید کرتا ہوں کہ حق سبحانہ تعالیٰ تجھے یہ ملک و سلطنت مبارک نہ کرے گا اس کے بعد کہ تو نے امام حسینؑ کو شہید کر ڈالا خدائے تعالیٰ تجھے ایسے عذاب سخت میں گرفتار کرے جس کا ذائقہ قیامت تک نہ بھولے اور آخرت کے مخلد عذاب سخت میں گرفتار کرے جانور بے نیل حرام اُٹھے - پس ابن عباس ایسے فقیہ کا نسبت دینا یزید کو قتل امام حسینؑ پر کافی ہے - اخبار متواترات سے ثابت ہی بارہا رسولؐ اللہ نے فرمایا نسل معاویہ سے ایک شخص یزید نام پیدا ہوگا - جس کے ہاتھ سے میرا فرزند حسین شہید ہوگا - بخاری میں مذکور ہے کہ جب یزید نے سر مبارک امام حسینؑ کے ساتھ انواع انواع کی اہانت کی تو یہ خبر سنکر بعض اصحاب رسولؐ مختار روتے پیٹتے اُس ملعون کے پاس گئے اور کہا اے ملعون تو فرزند رسولؐ اللہ کے ساتھ اس قسم کی اہانت جائز رکھتا ہے یزید نے اُن بیچاروں کو ناحق شہید کر ڈالا جو سات صحابی جلیل القدر تھے - امام شعبی سے روایت ہی امام حسینؑ کے قتل کے بعد یزید ملعون نے آپ کی منکوحہ اور بچوں اور بہنوں کو دمشق کے گلی کوچوں میں پھرایا کتاب مناہیج میں لکھا ہے یزید نے قرآن مجید کو ہدف بنایا - تہذیب کاملہ میں مرقوم ہے یزید لعین نے امام حسینؑ کے سر مبارک میں میخ گاڑی اور طرح طرح کی اہانت قسم قسم کی ذلت سے پیش آیا - قصص سلطانیہ میں مرقوم ہے یزید ملعون نے سر مبارک امام حسینؑ کی اول اہانت کی پھر مدینہ میں بھیجا اس کے بعد تخریب مدینہ کے لئے لشکر بھیجا اہالیان مدینہ کو غارت کیا پانسو صحابہ کبار کو شہید کیا مسجد نبوی میں

تین روز تک تگ و دو کی لوگون کو نماز نہ پڑہنے دے ام المومنین ام سلمہ کا تمام مال اسباب لوٹ لیا بقیہ آل رسول کو قیدیون کی طرح گرفتار کیا مشکواۃ مین مرقوم ہے امام حسین کے سر مبارک کو دسمہ نیل سے رنگا ہوا یزید کے تخت کے روبرو رکھا مسلم و بخاری مین روایت ہے امام حسین کا سر مبارک طشت مین رکھکر کوفہ کے عبداللہ بن زیاد کے روبرو پیش کیا وہ مردود آپ کی ناک اور دانتون پر نیزہ مارتا اور تمسخر اور استہزا کرتا اور بطریق بے حرمتی بیہودہ باتین کہتا۔ اہل سنت و جماعت کے گروہ محقق نے صرف قتل امام حسین کیوجہ سے یزید کو قطعی کافر کہا ہے۔ قطع نظر اُن معاصی کے جو اپنے زمانہ مین اُس نے مباح اور جائز کردئے تھے فی الجملہ یزید مبغوض ترین مردم اور مقبوح ترین خلایق علمائے اہل سنت و جماعت کے نزدیک ہی خدا اور فرشتے اور تمام مومن مرد و مومنہ عورت کی لعنت ہر لحظہ و ہر لمحہ اُس پر اُس کے پیروان پر اُس کے یار و مددگار اُس کے لشکر اُس کے خادمون پر ہو حیولنا کلامہ فی سعادت الکونین جزاہ اللہ خیرا۔

اب جوہر صاحب ایک خطبہ مندرجہ تاریخ روضۃ الصفا جسے وہ بزعم خود شیعون کی کتاب نادانی سے سمجھے ہوئے ہین جو آنحضرتؐ نے مرض الموت مین فرمایا لکھتے ہین۔

اس خطبہ کا خلاصہ یہ ہے۔ یا ایھا الناس وصیت می کنم شما آنکہ بہ مہاجرین اولین احسان کنید و وصیت میکنم مہاجرین راکہ باہم طریقہ نیکوئی مسلوک دارید۔ بعدہ سورہ والعصر خواندہ فرمود ہر کس کہ باخدائے تعالے خداع نماید خود فریفتہ و منکوب شود آیہ کریمہ فہل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم۔ بخواند ترجمہ مقبولہ جوہر یعنی از شما می آید کہ چون منصب امارت و حکومت یابید سبب تکبر و تعظیم

وبہ کثرت جاہ در زمین فساد کنید وقطع رحم نمائید چنانکہ در زمان جاہلیت میکردند۔ ویا معنے آیت
کہ اگر از دین اسلام برگردید وطریقہ زمان جاہلیت را پیش گیرید کہ این فساد ائمت و ریختن
خون ناحق وقطع رحم و غارت اسلام۔ فی خلاصۃ المنہج۔ بعدہ فرمود اے معاشر مہاجرین
شما را وصیت میکنم در بارہ انصار کہ چہا احسان کردند۔ ہر کس از شما بر ایشان حاکم شود با نکو
کاران ایشان نکوئی کند۔ بعد از ان فرمود اے گروہ انصار پس از من جماعتے را بر شما ترجیح خواہند
داشت انصار گفتند یا رسول اللہ با ایشان بچہ کیفیت سلوک کنیم فرمود صبر کنید تا لب حوض
کوثر بہ من واصل شوید عباس التماس نمودہ گفت یا رسول اللہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی
آنحضرتؐ فرمود کہ وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آن شوند وخلق پیرو قریش باشند

حاشیہ جوہری۔

جناب امیر پر فرض تھا خطبہ خم غدیر کو صندوق تقیہ سے نکالکر بہ دیدہ گریان وسینہ بریان التماس کرتی
کہ مجھے آپ نے محجوب الارث کر دیا چنین وچنان کلمات تمسخر وتوہین۔

جواب۔ اب اہل سنت منصف مزاج بنظر التعمق غور کریں کہ خطبہ کے مضامین کیا ہیں اور
رسول اللہ کی وصیت آخر وقت میں کس طرز و پیرایہ پر ہوئی اور کیسا صاف صاف آپ نے
بیان فرما دیا مہاجرین اولین کے ساتھ احسان کرنا مہاجرین کو باہم سلوک سے رہنا۔
انصار کے ساتھ نیکیاں کرنا اگر مہاجرین سے حاکم ہو۔ انصار کو صبر وسکوت کرنا تا لب حوض
کوثر جبکہ کوئی جماعت کو اُنپر ترجیح دیجاوے۔ پھر آیہ کریمہ کی تلاوت جس کے معنے ہیں کہ
تکبر وتعظیم وکثرت جاہ سے زمین پر فساد برپا کرنا قطع رحم کرکے اسلام کو غارت کرنا آخر میں قریش
کا متصدی خلافت ہونا تمام خلق کو اُن کی پیروی کرنا یہہ خطبہ کا خلاصہ ہے۔ اب فرمائیے
اس وصیت پر کیا عمل ہوا۔ ابو بکر خاندان قریش سے تھے یا بنی تمیم۔ عمر قریشی کے سلسلہ

مین تھے یا مجہول النسب ۔ ہم کہتے ہین مان لیا کہ آپنے عموماً قریش کو مستحق خلافت قرار دیا تو دیکھنا چاہیے قریش مین سب سے بہتر و برتر جملہ اُمور مین کس کے مدارج و مناقب بڑہے ہوئے تھے آیا حضرت علیؑ کے یا اور قریشیون کے یہہ تشخیص مشکل نہ تھی مثل آفتاب روشن تھا کہ بعد آنحضرتؐ حضرت علیؑ سردار قریش تھے ۔

قریش بنی ہاشم اولاد عبد المطلب محسن و مربی زادہ رسولؐ ابن عم زوج بتولؑ انفسنا مین داخل منزلت ہارونی پر قابض مرکب مولاہ فعلی مولاہٗ مین شامل حالت جنب مین مثل رسول اللہؐ خانہ خدا مین رسائی عابد و زاہد ترین بنی آدم اشجع الناس اعلم الناس غرضکہ بعد رسول اللہؐ ہمہ صفت موصوف ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

اب اگر ابوبکر کو خاندان قریش مین جو ہر ناہم براہ تعصب و کج بحثی شامل ہی کئی جاوین تو تکمیل الایمان شیخ عبد الحق دہلوی کا صفحہ ۱۰ دیکھین و اول بطن قریش اشارت بہ ابوبکر صدیق کرد کہ از بنی تیم بود خاندان بنی عدی خلیفہ ثانی کا مشہور ہے ۔ خالد بن ولید ہمیشہ اعیسر بن حنتمہ کہتے تھے مہاجرین خالد ہمیشہ تشنیع کرتے عمرو عاص با آنہمہ بلند نشینی جو کچھ اُن کے حق مین فرماتے تھے تھا یہہ اور ازالۃ الخفا مین موجود ہی ص ۱ ۔ خولہ بنت حکیم صحابیہ نے جس کا قول خدا نے بالائے سبع سموات سنا جو کہا معلوم ہے ۔ کہ عمیر سے عمر ہوا عمر سے امیر المومنین اب خدا سے ڈر ص ۲ ۔ عباس عم اشرف الناس نے جو ارشاد فرمایا اعضلت اللہ سینظر امت کما فی کنز الاعمال خود خلیفہ دوم نے جو لاعلمی اپنے نسب سے ظاہر کی ازالۃ الخفا مین مذکور ہے اور تفصیل اسپر ہیچ شرافت نسبی کی تین پشت تک روض الانف سہیلی اور تاریخ اور کتاب المعارف و تاریخ ابن کثیر شامی اور مثالب کلبی مین مسطور ہی ۔

کنز الاعمال مین ہے جب ابوہریرہ نے یہ حدیث بیان کی ولد الزنا بد ترین ثلثہ سے ہے

یعنی زانی وزانیہ سے بدتر ہے تو فوراً عبداللہ ابن عمر خلیفہ زادہ نے اُس حدیث نبوی کی جو ابو ہریرہ نے بیان کی تردید کرکے کہا ولد الزنا خیر الثلاثۃ یعنی زانی وزانیہ سے بہتر ہے۔ مسلمانو! خواب غفلت سے چونکو اور انکھیں ملکر دیکھو ولد الزنا کس قوم وملت مین اچھا سمجھا گیا ہے چہ جائیکہ کہ اسلام جو اشرف ادیان ہے۔

ہم پوچھتے ہین در آنحالیکہ رسول اللہ نے مہاجرین کو اس خطبہ مین عموماً مخاطب فرمایا تو اُنمین قریش بھی تھے کیونکہ خطاب عام مہاجرین سے ہے پس حضرت عباسؓ کا یہ التماس کرنا کہ در شان قریش نیز وصیتے فرمائی آنحضرتؐ فرمود وصیت میکنم باین امر یعنی خلافت کہ قریش متصدی آنشوند وخلق پیرو قریش۔ تو اس التماس عباس و وصیت رسول اللہ کا کیا مطلب ہوا۔ صاف ظاہر ہے کہ پہلے آپ نے عام خطاب کیا اور عباس کے عرض کرنے پر خاص قریش کو متصدی خلافت فرمایا تو یہ تخصیص سوائے بنی ہاشم کے اور کس پر صادق آیگی جسمین حضرت علیؑ منتخب وبرگزیدہ خدا ورسولؐ تھے۔

پس اس سے صاف وصریح وصیت خلافت بحق علیؑ ابن ابی طالب اور کیا ہوسکتی ہے۔ اور اس فقرہ نی کہ پس از من جماعتے را بر شما مرجح خواہند داشت صبر کنید تا لب حوض کوثر بمن واصل شوید یہ اشارہ ہے اسی جماعت پر کہ ابوبکر وعمر خاندان قریش سے نہ تھے بلکہ غیر جماعت ورنہ جماعتے فرمانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور تلاوت آیہ کریمہ فھل عسیتم الی الخرہ سے یہی مراد ہے کہ یہ لوگ زمین مین مفسدہ کرینگے حب جاہ وثروت کرینگے اسلام کو غارت کرینگے جیسا آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین تم دین مین کیا کیا ایجاد دین کروگے پس یہ آیہ کریمہ آخر وقت مین اُسکی مثبت ہے۔ اور فقرہ قریش متصدی خلافت شوند حدیث غدیر کا مویّد پس حضرت علیؑ کو خطبہ غدیر کی یاد دہانی ضرور نہ تھی مگر ابوبکر کو فرض عین محتاجن کا خزینہ خلافت دو ہی چار قدم سے کے فاصلہ پر پردہ کی آڑ مین موجود تھا رسول اللہ کے قدمہوں پر سر رکھکر باچشم گریان وسینہ بریان عرض کرتی

کہ یا حضرت گو کہ مین اذل بطن قوم قریش ہون مگر حضور نے براہ غریب نوازی و کمینہ پروری میری بیٹی صدیقہ سے میری خلافت کی نسبت ارشاد فرمایا اور تاج و تخت خلافت سے ممتاز کیا اگر حکم ہو صدیقہ کے سینۂ صاف تر از آئینہ سے جسے مین صندوق سکینہ سمجھتا ہون نکال کر پیش کرون یا حضور ہی پکار کر دریافت فرمالین اب عام قریش کو تصدیق خلافت فرمانا میری حق تلفی میری آبروریزی میری بے حرمتی میری ذلت کا باعث ہی اور جس کا ہن و راہب سے مین نے آپ کی وزارت پانے کی خوش خبری سنی تھی وہ بھی جھوٹا ہوتا ہی بس جیسا آپ نے میری رذالت پر خیال نہ فرما کر میری نور نظر لخت جگر صدیقہ سے خلافت کا وعدہ فرمایا ہے اب اس مجمع مین بھی صاف صاف فرما دیجئے ورنہ بعد آپ کے صدیقہ کو مکذوبہ کہین گے اور اُس کی باتون پر لوگ اعتبار نہ کرین گے تو حضرت کو حدیث سابق و حال یاد آجاتین اور بر سر عام اُن کا اعادہ فرما دیتے چلو قصہ طے ہوا نہ شورہ کی ضرورت ہوتی نہ پنچایت کی ۔

دوسرا سوال سائل کا جوہر نافہم سے یہ ہے کہ اگر حدیث صحیح در بارہ خلافت موجود ہے تو شورہ کی کیا ضرورت تھی اور یہ شورہ مخالف حدیث ہے یا اُس کی مطابق ۔

جوہر نے جواب مین ایک حدیث لکھی ہے ۔ ترجمہ بخاری مین عبد اللہ بن عمر سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا کہ اگر زید مارا جاوے تو جعفر طیار سردار ہو اگر جعفر بھی مارا جاوے تو عبد اللہ بن رواحہ سردار ہو ۔ یہ حضرتؐ نے اُس وقت فرمایا جبکہ جنگ موتہ مین زید بن حارث کو سردار کیا تھا ۔ چنانچہ تینون سردار جب مارے گئے مسلمانون نے خالد بن ولید کو سردار بنایا اور خدا نے اُن کی تدبیر سے فتح نصیب کی ۔

پس ایک لشکر مین درجہ بدرجہ کئی سردار مقرر کرنا درست ہی جیسا بالفعل انگریزون کا قاعدہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اجماع مسلمین حجت ہی جس کو مسلمان اپنا سردار بنا دین وہ خدا و رسول کو پسند ہی جیسا خالد کو لوگون نے سردار بنایا اور حضرتؐ نے پسند فرمایا کچھ انکار نہ کیا ایسا ہی صدیق اکبر کی خلافت شورہ سے ہوئی تو صاف معلوم ہوا کہ مرضی خدا اور رسولؐ کے مطابق یہ کام ہوا۔

ہم کہتے ہین کہ آنحضرتؐ نے یکے بعد دیگرے تین شخصون کو سردار ہونے کا حکم دیا اگر شورہ مستحسن و ممدوح ہوتا تو ایک سردار کو مقرر کر کے فرما دیتے کہ بعد شہادت اُس کے مسلمان شورہ کر کے سردار تجویز کر لین مگر ایسا نہین ہوا۔ خالد کا سردار ہوجانا۔ اور فتح پانا اتفاقیہ امور ہین۔ جب خالد سرداری کے واسطے منتخب ہوا تھا تو آنحضرتؐ وہان موجود نہ تھے کہ پسند و ناپسند اقرار و انکار فرماتے۔ جب بعد فتح لشکر واپس آیا تو پھر ناپسندی و انکار کا کیا موقع تھا انگریزونکا قاعدہ یہ نہین ہے کہ سپاہی و سردار کسی سردار کو منتخب کر لین اُن کی فوج مین نمبر وار سردار ہوتے ہین جن کا استحقاق یکے بعد دیگرے سرداری کے واسطے پہلے ہی سے انتخاب ہوجاتا ہی عوام سپاہی و سوار کو کچھ دخل نہین ہوتا نہ اُن کی رائے لیجاتی ہے۔

جوہری نافہم قواعد انگریزی سے ناواقف ہین۔

اب جوہر نے اقوال جناب امیرؑ دربارہ شورہ لکھے ہین جن کو ہم پہلے ہی اِس رسالہ مین لکھ چکے ہین اُن سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ امام شورہ ہے۔ سو ہم بھی منظور کرتے ہین کہ شورہ کے سردار ہین نہ رسول اللہ کے خلیفہ جنکو خدا و رسولؐ نے مقرر کیا۔ جوہر نے آیہ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ لکھ کر آنحضرتؐ کا اصحاب سے شورہ کرنا شرح و بسط کے ساتھ لکھا ہی بیشک

خدا کا حکم ہی مشورہ کرو اپنے اُمور مین - اِس کا کون منکر ہے اور آنحضرتؐ نے بھی
بعض اوقات اصحاب سے مشورہ کیا ہوگا مگر تقرر خلافت مین شورہ کرکے خلیفہ بنا لینا کسی
آیت و حدیث سے ثابت کرو تب ہم مانین ورنہ خانگی امور مین صلاح و مشورہ کون نہین کرتا
اور درست بھی ہی -

اب ایک آیت لکھی ہی - والذین استجابوا لربھم واقاموا الصلوٰۃ وامرھم شوریٰ بینھم -
یعنی - اجابت کیا اپنے خدا کو اور قایم کیا نماز کو اور شورے کیا اپنے امور مین - پھر اس سے کس
کو انکار ہے شورہ اپنے کامون مین جایز ہوا - اب ایک حدیث لکھی ہی بخاری و مسلم مین
عبداللہ ابن مسعود سے روایت ہی آنحضرتؐ نے فرمایا سب لوگون سے بہتر میرے زمانہ کی
لوگ ہین پھر وہ جو اُنسے ملے ہوئے اُن کے صحبت یافتہ پھر تبع تابعین بعدہ ایسے لوگ
ہونگے جو جھوٹی گواہیان دینگے اور دروغ بنانے کا پیشہ ہوگا - حاشیہ جو بہتر -
اِس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ آنحضرتؐ کے بعد حضرت کی صحبت کی برکت سے تین
زمانونتک خیریت غالب رہیگی بعد ازان کم ہو جائے گی - ہر زمانہ مین کچھ اہل حق قایم رہینگے اگرچہ
اھل باطل بہ کثرت ہون - اسکی تصدیہ منہج الصادقین کی ایک
حدیث نقل کی ہی -

اہل سنت کو اُن تین زمانون کا مقلد قرار دیا ہی باقی بدعات وغیرہ -
ہم کو بھی اقرار ہے کہ ہر زمانہ مین خاص و عام کی تمیز رہی - آنحضرتؐ نے اپنے زمانہ کے
لوگون کو سب سے بہتر فرمایا بیشک خاص اور برگزیدہ لوگ ایسے ہی تھے نہ عوام منافق
و مخالف خدا و رسولؐ کیونکہ اگر عام کیواسطے یہہ بہتری قبول کیجائے تو منافق جو آنحضرتؐ
کے زمانہ مین بہ کثرت موجود تھے اُن کی گنجایش کہان اسی طرح ہر عہد مین اہل حق تھوڑے

اور اہل باطل بہت تھے چنانچہ اسی زمانہ مین دیکھلو جھوٹی شہادت کی ابتدا جنگ جمل سے
اسلام مین قایم ہوئی جبکہ باغوائے طلحہ وزبیر وغیرہ جناب عایشہ سے لوگون نے بحلف
بیان کیا کہ یہہ مقام حواب نہین ہے جسکی خبر رسول اللہؐ نے دی تھی مگر تعجب ہے کہ اُسوقت
تک آپ کی صحبت سے فیضیاب بہت سے اصحاب مثل زبیر وغیرہ موجود تھے مگر صحبت
نبوی کا کچھ اثر نہ ہوا ہ

ہر کرا روئے بہ بہبود نبود دیدن روئے نبی سود نبود

اب جوہر خود فراموش کہتے ہین کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص
من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے۔ تین آیات قرآنی لکھکر کہتے ہین کہ ان جملہ آیات بینات سے
خلافت وامامت منصوص من اللہ نہین سمجھے جاتی۔ اول آیت وجعلکم ملوکا واتکم مالم یؤت احد من
العلمین یعنی بنایا ہم نے تم کو بادشاہ اور دین وہ نعمتین جو کسی کو عالم مین سے نہین ملین
دوسری آیت ھو الذی جعلکم خلائف فی الارض یعنی تم کو خلیفہ ہائے زمین ہم نے بنایا۔
تیسری آیت۔ ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین۔ یعنی بنایا تم کو پیشوایان دین اور بنایا وارث
اموال وامتعہ واملاک۔

ناظرین نے دیکھا ہوگا جوہر خود غرض نے آیہ وعد اللہ الذین وثم جعلناکم اسلئے اخرہ۔
مین خلفائے ثلٰثہ کو مصداق آیات کریمہ کا قرار دیا ہے اب یہان کل آیات سماویہ سے انکار یعنے
خلافت وامامت منصوص من اللہ نہین پس ایسے مضطرب الحواس سے کیا بحث کیجاوے۔ تف
باین بے شرمی۔ ناظرین ملاحظہ فرمائین کہ آیات موصوفہ مین کس صراحت کے ساتھ بادشاہ
وخلیفہ وپیشوایان دین بہتر کرنا۔ خدائے جل وعلےٰ فرمارہا ہے مگر اندہون کو نہین سوجھتا وہی
ایام جاہلیت کی جہالت کہ خدا ورسول کچھہ ہی فرمائین ہم نہین سنتے۔ سچ ہے جب دلون پہ

آنکھون پر کانون پر گاڑھے پردے پڑے ہوئے ہین تو کیونکر دکھائی دے پس یہ بادشاہت خلافت پیشوائے دین ہمین مخصوص من اللہ ہے جناب امیر و ائمہ اطہار مصداق ٹھہرے اور آیات وَعَدَ اللّٰہ وَنَجْعَلَنَّہُم میں انہین کے مثل دقایم مقام ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَن یَّشَاءُ ۔

اب جوہر نادان کہتے ہین کہ اگر شیعہ یہ پہلو نکالین کہ جناب امیر افضل و معصوم تھے اُنپر اہل شورہ کا اتفاق کیون نہوا تواس کی بھی تردید کلام مجید مین موجود ہے قولہ تعالےٰ اِنَّ اللّٰہَ قَدْ بَعَثَ لَکُمْ طَالُوْتَ مَلِکًا یعنے بہ تحقیق برانگیخت برائے شما طالوت را بادشاہ فرمان فرمائے و او از فرزندان بنیامین بن یعقوب بود ۔ دیکھو طالوت مفترض الطاعت تھے معصوم و افضل نہ تھے بلکہ حضرت شموئیل و حضرت داؤد علیہم السّلام بھی اُسیوقت مین موجود تھے یہ دونون نبی برحق تھے طالوت نبی نہ تھے ۔

پھر اس سے کیا حاصل ایک زمانہ مین صدہا نبی ہوا کرتے تھے جہان جس کو خدمت سپرد ہوئی احکام خداوندی کی تبلیغ کرتا ۔ طالوت اگر مفترض الطاعت تھے تو ضرور معصوم تھے کیونکہ اُن کو خدا نے بادشاہ اور رہبر دین بنایا تھا طاعت و فرمانبرداری اُسی کی دین مین لازم ہے جو معصوم ہو پس اگر مفترض الطاعت تھے تو بالضرور معصوم ہونگے تم کل انبیا کو معصوم نہین کہتے تمہاری باتونکا کیا اعتبار ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا سے بیعت جناب امیر با ابوبکر لکھی ہے ۔

اس کا جواب ہم حدیث عائشہ سے لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو حدیث بیعت ۔

اب جوہر نے روایت روضۃ الصفا دربارہ بیعت با جناب امیر بعد قتل عثمان لکھکر مشابہت بیعت ابوبکر و بیعت جناب امیر کی ہے اور شورہ کو بنائے خلافت قرار دے کر لکھا ہے کہ جناب امیر

کی بھی خلافت شورہ سے ہوئی نہ خطبہ خم غدیر سے ۔ شروع روایت میں مصنف تاریخ لکھتا ہے ۔ رواتِ اخبار در کیفیت بیعت آنحضرت اختلاف کردہ اند وانچہ بہ صواب نزدیک ترست آن است چون از واقعہ عثمان سہ روز گزشت مصریان از امیر المومنین علی التماس نمودند کہ بر حال رعایا و برایا التفات نمودہ مسند خلافت را زیب و آرائش بخشند شاہ ولایت پناہ فرمود کہ رضا و عدم رضائے شما در امور خلافت مدخلے ندارد چرا کہ این مہم ذمہ اہل بدر است مصریان این کلمات بہ آن سعادتمندان رسانیدند جمہور اصحاب نبوی ہمراہ الیشان بدولت خانہ حضرت امیرؑ آمدہ عرض کردند کہ عثمان سہ روز است کہ از عالم رفت جہانیان را بے امام چارہ نیست لہذا ترا اولیٰ و احق میدانیم خلافت قبول فرمائی امیر المومنین فرمود بعد از عمر خواہش بود اکنون نمی خواہم کہ قبول سازم ہر کرا شما انتخاب نمائید من متابعت نمایم چون مبالغہ یاران بحد افراط رسید امیر المومنین فرمود بے حضور طلحہ و زبیر این مہم انجام نرسد شخصے بہ طلب آنہا رفت نیامدند مالک اشتر طوعاً و کرہاً آورد امیر المومنین فرمود از شما دو کس کہ میل خلافت دارد من باو متابعت نمایم الیشان گفتند با وجود تو کرا تمنائے خلافت در خاطر گزرد و بعد ازان خلافت علی مرتضٰی قرار گرفت نخست کہ دست بر دست آنحضرت رسانید و بیعت کرد طلحہ بود ۔ یہ خلاصہ روایت کا ہے ۔

اب ناظرین ملاحظہ کریں ۔ مورخ پہلے ہی لکھتا ہے کہ کیفیت بیعت میں بہت کچھ اختلاف ہے مگر بصواب نزدیک تر آنست پس یہ اُس کی رائے ہوئی اگرچہ اختلافات لکھ کر اپنی رائے دیتا تو بھی کچھ وزن ہو سکتا تھا اور ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ مصنف روضۃ الصفا متعصب سنی ہے شیعون پر اُس کی روایتین اور افسانے حجت نہین جیسا کہ روایت بیعت جناب امیرؑ بہ ابوبکر کوئی نادان و ناسمجھ بھی ایسی جھوٹی باتین نہ بکے گا جس کی تردید حدیث بیعت مقبولہ جناب عائشہ سے بخوبی

ہوگئی۔

پس اس روایت بیعت پر کیا اعتبار ہو سکتا ہے۔ اور پھر اس روایت مین بھی تو شورہ ہونا ثابت نہین ہے صرف بصریون کے اصرار سے لوگ جمع ہو گئے اور وہان مین ہان ملادیا دیکھو زبیر و طلحہ کا رد و انکار کہ بلانے پر بھی آنے سے اغماض کیا اور طوعاً و کرہاً آئے کیا اسی کو شورہ کہتے ہین اصحاب رسولؐ کا تین روز تک خبر نہونا کہ کون خلیفہ ہوا اور کسے خلافت دینی چاہیئے۔ اصل یہہ ہی عہد خلافت عثمان مین دین بالکل برباد ہو گیا تھا ہو ظاہری اسلام بھی نیست و نابود ہو گیا تھا بنی اُمیّہ کی جبر تعدی فسق و فجور شراب خواری زناکاری سے انقلاب عظیم واقع ہوا اور وہی جاہلیت کا زمانہ پھر روبراہ ہوا۔ اس لیئے خدائے جل و علا نے دین حق کو غلبہ دیا حضرت علیؑ نے زمام خلافت حقہ اپنے ہاتھ مین لے لی اور ڈوبتی ہوئی کشتی دین کو سنبھال لیا شریعت محمدی کو دوبارہ رونق دی اور اسلام حقیقی کی آبرو رکھ لی۔ یہہ مصلحت وقت اور احکام خدا و رسولؐ کی تبعیت۔

جیسا جوہر نے صفحہ ترسٹھ اسرار الہدےٰ مین لکھا ہے احقاق الحق کے رسکہ خاص مین۔

کَانُوا فِی ھٰذَا السکوت مراعین لما وصی بہ النبی علیا من الصبر و عدم مجادلتہ الثلثۃ

ترجمہ۔ تمام نبی ہاشم رعایت سکوت کی اس بارہ مین کرتے تھے اس لیئے کہ رسولؐ خدا نے وصیت صبر و نہ کرنے جنگ خلفائے ثلثہ کے ساتھ کی تھی بخاص واسطے وفاداری بر حال مسلمانان ضعیف و حفاظت دین۔

اب خیال کیجیئے وصیت صبر و سکوت سے کیا مراد ہے یہی نہ کہ خلفائے ثلثہ غصب خلافت کرینگے مگر تم باوصف الحق و مستحق تر خلافت کے صبر و سکوت کرنا اور جنگ و جدال خلفائے ثلثہ سے نہ کرنا تاکہ مسلمانان ضعیف جو سچے دل سے خدا اور رسول پر ایمان لائے ہین محفوظ رہین

اور اُنسے دین کی حفاظت ہو ورنہ یہہ لوگ قتل ہونگے اور دین حقیقی تلف ہو جائیگا۔

خلفائے ثلثہ کی خلافت اگر بحق ہوتی تو صبر و سکوت کی وصیت کی کیا ضرورت تھی۔ صبر و سکوت اُسی حالت مین کہا جاتا ہی جبکہ کوئی ظلم ہو یا امور ناقابل برداشت پیش آئین اُسپر سکوت کی ہدایت و وصیت ہوا کرتی ہے۔

آنحضرتؐ نے بھی زمانہ قیام مکہ مین ظلم کفار اشرار پر خدا کے حکم سے صبر و سکوت فرمایا اور ہر طرح کی ایذائین سہتے رہے باعث یہہ تھا کہ ضعیف مسلمانون کی حفاظت رہے اور بتدریج اشاعت اسلام ہوتی رہے اگر شروع ہی سے جنگ و جدال پر تُل جاتے تو جو بیچارے دائرہ اسلام مین داخل ہوئے تھے اُنکا خاتمہ ہو کر دین برباد جاتا یا آنحضرتؐ ہی کی شہادت ہو جاتی پھر کون دین خدا کا حافظ تھا۔ ایسا ہی جناب امیرؑ کو ظلم منافقین امت غصب خلافت وغیرہ پر صبر و سکوت کرنے کو رسول اللہؐ نے وصیت فرمائی تاکہ کامل الایمان مسلمان جو بہت ہی کم تھے اور ضعیف و مغلوب وہ محفوظ رہین اور اُن کے سبب سے دین حقیقی بنا رہے ورنہ اُنکا اور حضرت علیؑ کا خاتمہ ہو جاتا پھر اسلام حقیقی کہجا اور دین خدا کو۔ دیکھو اہل سنت کے اعتراض کا جو بوجہ نادانی و کج بحثی کہتے ہین کہ حضرت علیؑ نے ابوبکر سے کیون نہ خلافت چھین لی اور ذوالفقار سے سب کو کیون نیست و نابود نہ کر دیا بالکل قلع و قمع ہو گیا۔ حضرت علیؑ نے بعینہ رسول اللہؐ کی تقلید کی اور اُن کی وصیت پر عمل کیا۔ دیکھو حضرت ابوذرؓ و عمار یاسر وغیرہ پاک ایمانون کا بعہد خلافت عثمان کیا حال ہوا کیا ہلاک ہونے مین کچھ شبہہ تھا مگر زندگی تھی اور دین خدا کی حفاظت منظور۔ لہذا زندہ و صحیح سالم رہے۔ یہی لوگ ضعفائے اسلام تھے جن کا اشارہ وصیت رسول اللہؐ مین ہوا ہی منشا بہت بیعت ابوبکر و جناب امیرؑ جو جوہر کج فہم نے سمجھی ہے بعد المشرقین زمین آسمان کا

فرق - دیکھو بنی سقیفہ کا مجمع و شور و شر مار پیٹ دہما چوکڑی برو زبیعت ابوبکر - ابوبکر خود با چشم گریان و سینہ بریان رسول اللہ کا غسل و کفن و دفن چھوڑ کر خلافت کیواسطے دوڑے گئے عمر کو اپنی حمایت و ہمزبانی کے لیے ساتھ لے گئے وہاں جو حرص و آرزوئے خلافت مین گفتگوئین ہوئین طشت از بام ہین چھ مہینے تک بیعت کا سلسلہ جاری رہا بلکہ ایک گروہ نے بیعت ہی نہ کی -

حضرت علی کے آستانہ ہدایت پر خود خلقت حاضر ہوئی پیرون پر سر رکھکر عجز و الحاح منت و زاری کی آپ کو اپنا پیشوا و امام و مقتدا قبول کیا اپنی کردار بد سے توبہ کی حق حق کی آوازین بلند ہوئین باطل جہان سے نابود ہوا ۵

با اقیلونی سلونی صد ہزاران فرق ہاست پیر خر سے را مقابل با غضنفر داشتن

اب جوہر نا مصنف نے چند غزوات مین ابوبکر کا سردار لشکر ہو کر جانا لکھا ہے ازانجملہ امیر حج و نشان بابا جنگ خیبر و امامت نماز وغیرہ ہین جنکا جواب صفحہ ۲۲ لغایت ۲۷ و ۵۴ و ۱۵۵ مین ہم لکھ چکے ہین اعادہ کی ضرورت نہین ؛

اب جوہر نا فہم لکھتے ہین یہانتک جو کچھ مذکور ہوا وہ درباره شورے ہوا -

ہم کہتے ہین سائل نے کیا سوال کیا اور تم نے کیا جواب دیا سوال از آسمان جواب از ریسمان اسیکو کہتے ہین - سائل پوچھتا ہے کہ اگر حدیث خلافت صحیح ہے تو شورے کی کیا ضرورت تھی اور یہہ شورے مخالف حدیث ہے یا مطابق - جوہر نا فہم نے ابتدائے احادیث خلافت کو بالائے طاق نسیان رکھ دیا اور لگے شورے کا راگ الاپنے پس ظاہر ہوا کہ جو حدیثین تم نے نص خلافت ابوبکر مین لکھی ہین وہ سب جھوٹی اور بے اصل ہین تب ہی تو انکو چھوڑ چھاڑ شورے کے میدان مین آ کودے اور شورے ہی کو بنیاد خلافت قایم کر دی - اگر ان حدیثون مین کچھ بھی راستی کا لگاؤ ہوتا

تو ان کو ترک کرکے شوربے پر جم جانا چہ معنی دارد صاف کہی جاتی حدیثین نص خلافت مین موجود
ہو ئین شوربے کی کیا حاجت مگر تم کیا کرو دروغ گو را حافظہ نباشد بے سرو پا باتین ایسی ہی ہوا
کرتی ہین اور جب کسی بات کی اصل ندارد ہوتی ہے تو جواب مین کچھ بن ہی نہین پڑتی قاعدہ ہے
جب سانپ پر مار پڑتی ہے تو ادہر ادہر سوراخون مین سر چھپاتا پھرتا ہے کہ کہین پناہ ملجائے
مگر مارنے والے اُس کا سر کچل ہی ڈالتے ہین - پس سوال کو مکرر دیکھو اور ہوش مین آکر جواب صاف
دو ورنہ یہہ طوق گران تمہاری گردن مین تا قیامت رہیگا اور روز حشر جواب دینا ہوگا - ناظرین
کو معلوم ہے کہ بحث خلافت مین ہی اور اسی کے بابہ سوال و جواب مگر چونکہ جوہر ہے درد پر جم
کو حضرت علیؑ کے ساتھ بغض دلی و عداوت قلبی ہے لہذا جہانتک زبان مین گویائی کی
طاقت ہے اور بیہودہ سرائی کی لیاقت تو ہین و تحقیر مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا ایسے خارج از دین و
ایمان سے کیا بحث کیجاوے اب چند آیات بینات لکھکر ان کے معنی و مطالب مین تاویلین و
توجیہین رکیک کی ہین اور مثل سگ دیوانہ بھوک بھوک کر اپنی جان دی ہے - آیات
بینات مین ابتدائے اسلام سے بحثین ہوتی چلی آتی ہین ہزارون کتابین طرفین کی ان کی بحث مین بھری
پڑی ہین مگر نور خدا و حق ہمیشہ غالب رہا اور باطل ہر حال و قال مین نابود و پست ہو گیا - جب
جوہر نا فہم کا حدیثون مین یہہ حال ہے تو آیات خدا کے معنے و مطالب پر خاک رسائی ہو سکتی
ہے

۵

توکار زمین را نکو ساختی | کہ بر آسمان نیز پرداختی

ہر آیت مین ملا کاشانی کی تفسیر کا حوالہ دیا ہے اور جوڑ و پیوند ملا کر اپنے خاطر خواہ معنے بنالیے
ہین اور اصل مطلب سے ہزارون گز دور کیا ہے ایسے کج بحث اور ہٹ دہرم کو کیا کہئے غرض منجملہ آیات
بینات کے ہم وہ آیہ کریمہ لکھتے ہین جنپر زیادہ تر زور دیا جاتا ہے اور تعلق خاص سے ہین -

اول آیہ مباہلہ فقل تعالوا ندع ابنائنا وابنائکم ونسائنا ونسائکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنت اللہ علی الکاذبین — ترجمہ - پس بگو ایشانرا کہ بیائید یا قصہ درست تا از برائے مباہلہ پسران خود و پسران شما و زنان خود را و زنان شما و خود را و شما نزدیکان خود را بخوانید پس لعن کنیم بر کاذب خود پس بگردانیم لعنت خدا بر دروغ گویان -

مطلب یہہ ہے کہ نصرانیان نجرانی نے آنحضرتؐ سے مباہلہ چاہا کون صادق ہے کون کاذب - آنحضرتؐ کو خدائے جلّ وعلیٰ کیجانب سے حکم ہوا کہ کہو ان نصرانیوں سے کہ تم اپنے لڑکوں کو وعورتوں کو و نزدیک تر رشتہ داروں کو لاؤ ہم اپنے لڑکوں عورتوں نزدیک ترکو لاویں اور کاذب پر لعن کرین تاکہ حق وباطل ظاہر ہو جاوے -

پس نصرانیان نجران نے جب دیکھا کہ آنحضرتؐ بمعہ حضرات حسنینؑ وحضرت فاطمہؑ وحضرت علیؑ میدان امتحان مین تشریف لائے تو انکی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور اپنے اقوال وکردار سے بازرہ کر رسالت محمدیؐ کے قائل ہو گئے - پس انصاف وایمان سے کہئے کہ حضرت علیؑ رسول اللہؐ کے نفس بحکم خدا قرار پائے اور انفسنا مین شامل ہوئے یا کسی غیر کو یہہ رتبہ ملا - اسمین تو جوہر کج فہم نے بھی سکوت کیا ہے ورنہ کیا عجب کہہ دیتے کہ صحیح اصحابنا واصحابکم وازواجنا وازواجکم وانصارنا وانصارکم تھا شیعون نے تصرف کیا ہی -

جوہر کہتے ہین ملا کاشانی کی تفسیر ہے - اسقف کہ از جملہ اخبار بود گفت اے قوم اگر فردا محمدؐ با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نہ کنید وبا او مباہلہ نمائید کہ او برحق نیست واگر با خواص واقربائے خود بیرون آید از مباہلہ وے حذر کنید -

ملا صاحب کے قول سے یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ معاذ اللہ رسول خدا کوئی چیز نہ تھے بلکہ حضرتؐ کے خواص واقربائے یعنی امام المشارق والمغارب علیؑ ابن ابیطالب وہ قوت

اسد اللّٰہی و ہیبت موسوی رکھتے تھے جن کے طفیل مین حضرت رسول خدا نجرانیون پر غالب ہوئے ۔

جواب ۔ یہ اسقف نجرانی سے پوچھو کہ اُس نے کیون ایسا کہا ۔ ملا صاحب اُس کا قول نقل کرتے ہین خود نہین کہتے ۔ رسول خدا سب کچھ تھے مگر اُس مقام امتحان و ظہور حق و باطل مین ضرور ہے ۔ امام المشارق والمغارب و حضرت حسنینؑ و حضرت فاطمہؑ کی شرکت فی النبوت لازمی تھی تب ہی تو خدائے دانندہ و بینندہ نے اُن کے ہمراہ لیجانے کو ارشاد فرمایا ۔ اگر صرف رسول خدا ہی کی تشریف لیجانے و بذات واحد مباہلہ کرنے سے کام نکل جاتا تو ابنائنا و نسائنا و انفسنا نہ فرماتا پس معلوم ہوا کہ بغیر ہمراہی ان حضرات کے مباہلہ غیر ممکن تھا ۔ اور سچ ہے قوت اسد اللّٰہی و ہیبت موسوی ہی کو دیکھکر نجرانی مباہلہ سے باز رہے ورنہ ہزار جنگ سے فرار کرنے والے ساتھ ہوتے تو کیا ہو سکتا تھا اسی لئے اسقف نے اپنی قوم سے کہا کہ اگر محمد با ہمہ اصحاب خود بیرون آید ہیچ اندیشہ نکنید کیونکہ اُنکی اصل سے وہ خوب واقف تھا ۔

قولہ اگر جناب امیر رسول خدا کے ہمراہ نہ ہوتے تو توبہ توبہ خدا بھی عرش سے اُتر آتا ہرگز رسول اللہ نجرانیون پر کامیاب نہ ہوتے ۔

اقول جب ید اللہ اسد اللہ عین اللہ رسول خدا کے ہمراہ تھے تو خدا کے آنے کی کیا ضرورت تھی انھین کو انفسنا فرما کر ساتھ کر دیا اور نجرانیون پر کامیابی ہوئی ۔

قولہ اگر اپنے اصحاب کو ہمراہ لیجاتے تو حضرت بالکل ہی دائرہ رسالت سے خارج کر دئیے جاتے ۔

اقول خلاف حکم خدا اصحاب کو کیون ہمراہ لیجاتے کیا انبیا علیہم السلام خلاف مرضی خدا ایسے امور مین اپنی رائے کو دخل دیتے ہین ۔

قولہ خیر تو یہی گزری کہ جناب مولا مشکلکشائے دو جہان حضرت کے ساتھ تھے پھر تو کیا کسی کی طاقت تھی کہ کوئی نجرانی حضرت سے آنکھ ملائے یا میدان مباہلہ مین آئے۔

اقول اس مین کیا شک ہے خدا نے ایسے ہی مشکل کے کامون مین مولائے دو جہان کو مشکلکشا کا خطاب عطا فرمایا ہے۔ تم نے دیکھا کسی نجرانی نے آنکھ ملائی یا میدان مباہلہ مین کوئی آیا نور کے مقابلہ مین ناریون کی کیا بساط۔

قولہ ہمچنین ہذیان۔

اقول تمہارے سلف نے رسول اللہ کو اس لفظ سے یاد کیا تم ملا صاحب کو کہتے ہو کچھ تعجب نہین بیشک سپوت ہو اپنے آبا و اجداد کی سنت ادا کیے جاؤ۔

قولہ اگر یہی فرض کیا جاوے کہ حضرت رسول خدا جناب امیر ہی کی بدولت غالب ہوئے تو اس سے زیادہ فائدہ حاصل نہین ہو سکتا کہ مباہلہ مین چند نصرانی نجران کے مغلوب ہوئے۔

اقول دین حق جاری کرنے کو اس سے زیادہ فائدہ ممکن ہی نہین اور یہی بنیاد حقیقت اسلام ہے ورنہ مار دھاڑ لوٹ کھسوٹ سے کیا ہوتا ہے۔ انسان کا دل ایسے ہی حقائق و دقائق کو پسند کرتا ہے اور برجوع قلب دین خدا مین داخل ہونے کو اپنی سعادت سمجھتا ہے اصل جہاد یہی ہے خدا کی وحدانیت رسول اللہ کی رسالت کا لطف انہین باتون مین آتا ہے۔

قولہ تفسیر آیہ مباہلہ مین ملا صاحب تحریر فرماتے ہین۔ پس ازینجا معلوم شد کہ خلیفہ رسولؐ بعد از پیغمبر بغیر از علیؑ کسے نیست بھلا کہان آیہ مباہلہ اور کہان خلافت کا معاملہ۔

اقول ملا صاحب کا فرمانا بہت درست ہی جو کریم النفس ایسے امور دینی مین رسول اللہ کا نفس و نزدیک تر قرابت دار بحکم خدا قرار پاوے اُس کے مقابلہ مین اذلی لطن قریش کو کیا منصب خلافت ہے اور کون احمق حق و باطل مین تمیز نہ کریگا۔

قولہ اگر تمام روئے زمین کے شیعہ جمع ہو کر آیہ مباہلہ مین کوئی لفظ ایسا دکھا دین جس سے جناب امیر مصداق خلافت سمجھے جاوین تو شاید ملّا صاحب کے دعوے کی بھی اہل سنت تکذیب نہ کر سکین۔

اقول الحمد للہ روئے زمین شیعون کے قدوم فیض لزوم سے مزین و مملو ہے۔ اگر آنکھین ہین دیکھ لو لفظ انفسنا اس سے زیادہ استحقاق خلافت کا لفظ نہ پیدا ہوا ہے نہ ہو جب جناب امیر ہمدم و ہمنفس رسول اللہ کے ہوئے پھر خلافت کیسی جملہ امور دینی و دنیاوی پر بعد رسول اللہ کے قابض و متصرف ہو گئے اسی لیئے آنحضرت نے فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔

دوسری آیت اذ اخرجہ الذین کفروا ثانی اثنین اذ ھما فی الغار اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا فانزل اللہ سکینتہ علیہ الی آخرہ۔ ترجمہ بیرون کردند اورا کافران از مکہ در حالیکہ دوم دو بود پیغمبر یار خود را گفت اندوہ مکن بدرستیکہ خدائے با ماست و نازل شد سکینہ۔ اس کا یہ مطلب ہی کہ رسول اللہ کو کافرون نے مکہ سے نکالا آپ کے ساتھ ایک دوسرا تھا جس سے آپنے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے پس نازل کی خدا نے تسلی اپنے رسول پر۔ اس بات پر تمام اتفاق ہے کہ رسول خدا کے ہمراہ ابو بکر غار مین تھے۔

یہی مراد ہے خدا کے فرمان کی کہ تھا دوسرا دو کا۔ ابو بکر نے گریہ و زاری شروع کی رسول اللہ نے فرمایا مت حزن کر ہمارے ساتھ خدا ہے اسی پر سکینہ کا نزول ہے یعنی خدا نے تسلّی دی۔ غار کی کیفیت و بستر رسالت پر آرام فرمانے کی حقیقت ہم پہلے لکھ چکے ہین ناظرین پھر ملاحظہ فرمالین۔

پھر آیہ کریمہ ابو بکر کے یار غار ہونے مصاحب رسول اللہ ہونے خلافت پانے کے لیئے

استدلال کیا جاتا ہے۔

بصاحبہ پر بڑا زور لگایا جاتا ہے کہ ابوبکر کو خدا نے بصاحب رسولؐ خدا قرار دیا ہے اور فانزل اللہ سکینتہ علیہ پر کہ خدا نے ابوبکر پر سکینہ نازل کیا۔

ہم کہتے ہین صاحب السجن حضرت یوسفؑ کے ہمراہ جو مصر کے جیلخانہ مین قیدی تھے انکو بھی کہا گیا ہے اور بھی اکثر مقام پر صاحب وصاحبہ ہمراہی کے واسطے استعمال ہوا ہے گو وہ کیسا ہی مسلمان ہو یا کافر وغیرہ پھر اس لفظ پر کیا ناز ہے عربی کا محاورہ ہے کہ ہمراہ رہنے والے پاس بیٹھنے والے وغیرہ کو صاحب یا صاحبہ کہتے ہین ۔ سکینہ کا نزول گو کہ رسول اللہ پر باجماع فریقین ثابت ہی مگر خیر ہم نے قبول کر لیا کہ ابوبکر ہی پر سکینہ نازل ہوا پھر اس مین کیا فخر۔ بہت لوگ روتے پیٹتے اضطراب وقلق ظاہر کرتے ہین آخر کو خدا انکو تشفی وتسکین کر دیتا ہی ثبوت یہ کہ انکا غم ورنج مبدل العیش وعشرت ہو جاتا ہے یہی خدا کا سکینہ ہے کہ قلب کو تسکین ہو جاتی ہے ۔ پس جب ابوبکر روئے پیٹے چلائے اور رسول اللہؐ کے اس فرمانے پر بھی کہ مت رو خدا ہمارے ساتھ ہے بھروسہ نہ کیا تو خدا نے اُن کے قلب کو سکون بخشا۔ مگر خرابی تو یہ ہے کہ باوصف ہمراہی رسول اللہ واپوشیدگی غار ونزول سکینہ خدا ورسولؐ پھر بھی خوف کم نہ ہوا اور مدینہ جاتے ہوئے سوار کو پیچھے آتے دیکھکر رو دیئے۔

واللہ اعلم کس دل کے انسان تھے کہ ہزار سمجھاؤ اضطراب وقلق جاتا ہی نہین ۔ پس ایسے شخص کو ایسے افعال پر اگر استحقاق خلافت قرار دیا جاوے تو بجز کور باطنی وجہالت ایام جاہلیت اور کیا سمجھا جاوے ۔

تیسرا سوال سائل اگر ایسی حدیث صحیح نہین ہے تو اس امر کو آنحضرتؐ نے مجمل کیون رکھا صاف صاف طور سے کیون نہین فرمایا کہ میرے بعد فلان اُن کے بعد فلان یکے بعد دیگرے

خلیفہ ہونگے جیسا کہ وقوع مین آیا۔

جوہر خود فراموش حدیث خلافت و شورہ سے توبہ کر کے اب تیسرا رنگ لاتے ہین ایک حدیث پیش کرتے ہین کہ خلافت ابوبکر وغیرہ تقدیری امور ہین۔ ترجمہ حدیث روایت ہے ابی ہریرہ سے کہا فرمایا رسولؐ خدا نے جھگڑے آدمؑ اور موسےؑ نزدیک پروردگار اپنے کے یعنی عالم روحانی مین پھر غالب آئے آدمؑ موسےؑ پر کہا موسےؑ نے تم آدمؑ ہو کہ پیدا کیا تم کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے اور پھونکی بیچ تمہارے روح اپنی یعنی روح پیدا کی ہوئی اپنی اور سجدہ کروایا واسطے تمہارے فرشتون اپنے سے اور رکھا تم کو بیچ جنت اپنے کے پھر اُتارا تم نے آدمیون کو ساتھ گناہ اپنے کے طرف زمین کے یعنے اگر گناہ نہ کرتے کیون زمین پر آتے اور اولاد یہان پھیلتی۔ کہا آدمؑ نے تم وہ موسےؑ ہو کہ برگزیدہ کیا تم کو اللہ نے ساتھ پیغامبری اپنی کے اور ساتھ کلام اپنے کے اور دین تم کو تختیان کہ بیچ اُن کی بیان ہے ہر چیز کا اور نزدیک کیا تم کو سرگوشی کرنے کو پس ساتھ کتنی مدت کے پایا تم نے اللہ کو کہ لکھی توات پہلے پیدا ہونے میرے کے۔ کہا موسےؑ نے چالیس برس پہلے۔ کہا آدمؑ نے پس کیا پایا تم نے بیچ اُس کے مضمون اس آیت کا نافرمانی کی آدم نے رب اپنے کی پس بھکا۔ کہا کہ ہان کہا آدم نے کیا پھر ملامت کرتے ہو تم مجھ کو اس پر کہ کرون مین وہ عمل کہ لکھا ہے اس کو اللہ نے مجھ پر کرنا اُس کا پہلے پیدا کرنے میرے کے چالیس برس فرمایا پیغمبرؐ نے پس غالب آئے آدمؑ موسےؑ پر۔ روایت کی یہ مسلم نے۔ دیکھو شیعو نوشتہ تقدیر برحق ہے اُس کے خلاف نہ کوئی نبی کر سکتا ہے نہ کوئی ولی جس طرح سے خالق اکبر نے حضرت آدمؑ سے پیشتر چالیس برس تقدیر مین لکھ دیا تھا کہ آدم دنیا مین بھیجے جائینگے اُن کی اولاد سے تمام روئے زمین مین بموجب زینت الارض من الناس کے

آباد ان و معمور ہو گی اسی طرح جیسے حضرت صدیق اکبر بعد اُن کے درجہ بدرجہ سلسلہ خلافت قایم رہے گا - دیکھو شیعو تقدیر برحق ہی کہ نہین اگر حق ہے تو نزاع خلافت کیسی -

کیون جوہر صاحب یہ وہی ابی ہریرہ ہین جن کو خلیفہ ثانی نے منع کیا تھا کہ جناب رسالتمآب کی حدیثین نہ بیان کیا کرو ورنہ جلا وطنی کی سزا ملیگی اور دوس کی پہاڑون پر پہونچا دیے جاؤ گے بلکہ شاید اسی کی کسر نکالی کہ تغلب مال بحرین کا حیلہ لگا کر ابو ہریرہ کو اتنے کوڑے مارے کہ بیچارے کی پشت خون سے تر ہو گئی - دیکھو تاریخ ابن کثیر شامی ص۹۵ و کتاب العقد ص۲۵ - پس ایسے محدث کا کیا اعتبار جسے خلیفہ ثانی نے جھوٹا کر دیا اور واقعی یہ حدیث کیا ہے - انبیا علیہم السلام کا جھگڑا نعوذ باللہ کنجڑے قصابون کی سی لڑائی کہ ایک دوسرے پر خلاف شان و منزلت اتہام و الزام قایم کرتا ہے - حضرت موسےٰ اپنی جد امجد آدم ابو البشر پر یہ الزام لگا دین کہ تمہاری ہی جانب سے گناہون کی بنیاد قایم ہوئی اور حضرت آدم کا یہ عذر کہ جو کچھ ہوا خدا کی جانب سے میرا اس مین کیا قصور نعوذ باللہ انھون نے خدا ہی کو قصوروار ٹھہرایا کہ جو خدا نے چالیس برس پیشتر تقدیر مین لکھ دیا تھا اُس پر مین نے عمل کیا -

پس معلوم ہوا کہ جو کچھ ہوتا ہے خدا ہی کے حکم سے لہٰذا ابتداے آدم تا اینندم نہ کوئی گنہگار ہے نہ قصوروار - جزا و سزا بہشت دوزخ برا بھلا نیکی بدی سب ندارد شیطان ہامان شداد نمرود فرعون وغیرہ نے جو کیا خدا نے تقدیر مین لکھ دیا تھا اُن کا کیا قصور صالح و طالح مسلمان و مشرک سب برابر ہو گئے - ہان خوب یاد آیا اسی تقریر برحق پر ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ ابو بکر و ابلیس کا ایمان برابر ہے

چلو قصہ تمام ہوا نہ کچھ نزاع باقی رہی نہ کوئی جھگڑا - دیکھو شیعہ بھی بے قصور ٹھہرے جس طرح ابوبکر کی تقدیر مین ہزارہا برس پیشتر خلافت لکھی تھی اُسی طرح شیعون کی تقدیر مین بھی لاکھون برس پہلے لکھ دیا گیا تھا کہ وہ ابوبکر کو خلیفہ نہ سمجھین گے اور اُنکو غاصب وخائن وخاسر کہا کرینگے اب ناراضی کی کوئی وجہ نرہی -

اور کیون میان جو ہر قایل تقدیر برحق جبکہ حضرت آدمؑ نے خدا ہی پر اپنی نافرمانی کا الزام رکھ دیا اور خود بری ہو گئے تو تین سو برس تک گریہ وزاری وتوبہ استغفار کیون کرتے رہے اور ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین - کیون کہا جس کے معنے یہ ہین کہ اے رب میرے مین نے ظلم کیا اپنے نفس پر یعنے گنہگار ہوا تو مجھے بخشدے اور رحم کر مین گناہ کرنے والون سے ہون -

قولہ اگر مثل دیدار خدا تقدیر سے بھی انکار کرتے ہو تو دوسرا جواب لیجئے -

اقول بیشک ہم دونون باتون کا انکار کرتے ہین اور اُس خدا کو ہم اپنا خدا نہین جانتے ہین جو سب کچھ خود ہی کرے اور انسان کو قصوروار ٹھہرائے اور مثل انسان مجسم ہوکر اپنا دیدار دکھائے -

قولہ خدا تعالےٰ نے حضرت رسولؐ خدا کو جن احکام شرعیہ کی تبلیغ پر مامور فرمایا اُن کی تعمیل مین آپ نے ڈھیل نہین کی -

اقول بیشک ایسا ہی ہوا خلافت وجانشینی وتحفظ اسلام وایمان پہلا رکن شرعیہ ہی اُس کا انتظام والنصرام خدا پر لازمی امر تھا جیسا امر رسالت -

قولہ جن معاملات مین حکم مفصل پہونچا اُن کی تبلیغ مفصل کی جن مین مجمل حکم ملا اُس کی تبلیغ بھی مجمل کی -

اقول مفصل و مجمل کی شرح لکھنی تھی امور شرعیہ مفصل ہے پہونچائی جاتے ہیں مجمل جس سے دین خدا کا کارخانہ درہم برہم ہونے کا احتمال تھا۔

قولہ بعض مقامات میں حضرت سکوت فرماتے ہیں۔ مثلاً قیامت کا حال۔

اقول بے شبہ اس کا علم خدا ہی کو ہے مگر آثار قیامت و حشر و نشر بہشت و دوزخ نکوکار بدکار کی جزا و سزا وغیرہ سب کچھ حضرتؐ نے مفصل بیان کر دیا پس اسی سے قیامت کا حال معلوم ہو سکتا ہے۔

قولہ پس یہ سوال بھی حضرات شیعہ بسبب انحراف باطنی نسبت ما ینطق عن الھوٰی کی افترا ہے اور طنز کہ حضرتؐ نے کیون اس امر کو مجمل رکھا مفصل کیون نہ بیان کیا۔

اقول حضرات شیعہ کا ایمان ہے کہ آنحضرتؐ نے خلافت و جانشینی بعد اپنی بحکم خدا جناب امیر کو بروز خم غدیر بخشی اور مفصل بیان کر دیا ہرگز مجمل نہین رکھا کیونکہ تبلیغ رسالت اسی پر منحصر تھی۔ تم مجمل کہتے ہو اس لئے پوچھتے ہین کہ الیسا رکن دین بہین کیون مجمل رکھا گیا اور کیون نہ مفصل بیان ہوا۔

قولہ چند آیات قرآن پاک کی جو صریحاً خلافت بلا فصل حضرت صدیق اکبر پر بطریق حکم مجمل جن کو دانایان با انصاف مفصل قیاس کرین دکھائی جائین۔

اقول بسم اللہ مگر وہ ہی مجمل جو ساقط الاعتبار ہے پھر کیا فائدہ بلا فصل کو ہوگا۔

قولہ اول آیت والسابقون الاولون من المہاجرین والانصار الیٰ اخرہ

دوسری آیت محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار الیٰ اخرہ

آیت سویم اذا خرجہ الذین الٓی الخ ہ آیہ غار۔

اقول پہلی آیت مین مہاجرین وانصار دونون مشترک ہین کسی کی خصوصیت نہین کسے باشد پہلے ایمان لایا یا پیچھے سب کی تعریف ہے۔ مگر ہان یہ البتہ ہے کہ جنھون نے ابتدائے زمانہ رسالت مین اسلام قبول کیا اگر آیہ مین سب سے پیشتر ایمان لانا کہا جاتا تو خاص بات پیدا ہوتی۔ مگر جب کہ انصار بھی شامل ہین جو عرصہ کے بعد ایمان لائے تو کوئی خصوصیت نہ رہی کیونکہ مہاجر مکہ کے لوگ ہین اور انصار مدینہ کے۔ جوہر نافہم کہتے ہین کہ اس مین کوئی شبہہ نہین کہ ابوبکر کو جملہ سابقین پر ترجیح صریح ہے کیونکہ آپ سب سے پہلے ایمان لائے۔

ہم کہتے ہین ایمان لانے کا تو ذکر ہی نہین پہلے ہو یا بعد اول گروہ مہاجر و انصار کی نسبت آیہ مین صاف صاف بیان ہے جس مین سب شامل ہو گئے ایک دوسرے پر ترجیح صریح نہین ہو سکتی تم اپنے تخیلات فاسدہ سے جو چاہو بکو۔ پس ایسی عام تعریف سے اور خلافت سے کیا تعلق۔ اگر اس آیہ سے خلافت ہی مراد ہوتی تو خیر ابوبکر کو بوجہ سابق الاسلام ہونے کے خلافت ملی بعد ازان انصار بھی تو مستحق تھے کیونکہ من المہاجرین والانصار خدا نے فرمایا ہے پس دونون کا پلہ برابر رہا ترجیح و تفضیل کسی کو نہین ہے۔ اسی لئے تو بیچارے انصار سقیفہ بنی ساعدہ مین روتے چلاتے رہے کہ ایک مہاجر ایک انصار امیر ہو مگر یارون کا جوڑ توڑ چرب زبانی لسانی ان سے کہا گیا کہ قریش کی نسبت امیری کی وصیت ہے وہ سادہ لوح خاموش ہو رہے۔

جوہر نادان نے مجمع البیان مین ابوبکر کا پہلے ایمان لانا اور ملا فتح اللہ کاشانی کے قول سے جناب امیر کو سابق الاسلام ہونا لکھا ہے گو کہ مجمع البیان مین وہ فقرہ نہین ہے مگر

خیر اگر تسلیم بھی کر لیا جاوے تو امر متنازعہ فیہ ٹھہرا شیعہ جناب امیرؑ کو سنی ابوبکر کو سابق الاسلام کہتے ہین مگر آیہ مین تو سبقت عام ہے خاص نہین جسمین انصار بھی داخل ہین پس یہ آیہ کریمہ ابوبکر کو خلیفہ بلا فصل یا با فصل نہین بنا سکتا۔

دوسری آیت اشداء علی الکفار یہ بھی مشترک ہی حصۂ نصیب سب مہاجر و انصار اس مین شامل ہین کسی کی خصوصیت نہین ہان اگر خاص فعل ابوبکر کا ارادۂ قتل پدر کافر و باز رکھنا رسول اللہ کا جسے جوہر نے اشداء علی الکفار سے قرار دیا ہے سمجھا جاوے تو یہ دوسری بات ہی مگر بمقابلہ اُن کے جنہون نے بدر مین خندق مین حنین مین خیبر مین اُحد مین اور کل غزوات مین صدہا کافرون کو فی النار کیا اور عمر ابن عبدود و مرحب و حارث سے پہلوانون کو خاک مین ملا دیا معلوم نہین یہ ارادۂ قتل پدر ارباب دانش و صحاب بینش کی نظرون مین کہانتک وزن رکھے گا۔ ہم تو پکار کر کہتے ہین مصرع چہ نسبت خاکرا با عالم پاک۔ بہر کیف یہ آیہ کریمہ بھی خلافت کو فائدہ نہین پہونچا سکتا۔ تیسری آیت اُس کا شان نزول ہم پہلے لکھ آئے ہین پھر ایک نظر دیکھ لو۔

اب ان آیات سے بھی جوہر نے قطع تعلق کر کے وہ حدیث خواب جناب رسول مقبول زبانی اُسی ابوہریرہ کے لکھی ہے جس مین کنوئین سے پانی کھینچنا اونٹون کو پلانا ترتیب خلافت مین ہی اسے بھی ہم پہلے لکھ چکے ہین باب خلافت مین۔

اب جوہر نافہم لکھتے ہین مجمع البحرین نہایت ہی معتبر کتاب شیعہ مین مرقوم ہے کہ جناب امیرؑ نے حضرت رسول خدا سے سنا تھا کہ خلافت بلا فصل حق حضرت صدیق کا ہے بعد ازان عمر فاروق و عثمان غنی و علی ابن ابی طالب چنانچہ حضرت امام رضاؑ سے کتاب مذکور مین مروی ہے اور وہ راوی ہین اپنے آبائے کرام سے اس حدیث سے بخوبی خلافت

علی الترتیب ثابت ہوئی مگر اِس امر کو وہی حق تصدیق کر سکتا ہی جس کو اسلام سے بہرہ کافی حاصل ہی۔ نہ وہ کہ محض تعصب کے سبب سے غافل ہی۔

جواب۔ کیون جوہر صاحب وہ حدیث حضرت امام رضا کی کہان ہی۔ اگر مجمع البحرین مین ہی تو اُسے تم نے اپنے رسالہ مین نقل کیون نہین کیا اسکا کیا سبب ہے صرف یہہ کہدینا کہ فلان کتاب مین فلان صاحب نے ایسا فرمایا کافی نہین جب تک حدیث یا قول بلفظہ نہ بیان ہو اور بجنسہ نقل اُسکی نہ درج کیجاوے ایسا تو ہم بھی کہہ سکتے ہین کہ مشکوٰۃ مین عبد اللہ ابن عمر نے روایت کی ہی کہ ابوبکر و عمر و عثمان غاصب خلافت رسولؐ ہین پھر اس سے کیا فائدہ۔

مجمع البحرین ایک کتاب ہی حال کی تصنیف جس مین شیعہ و سنی کی احادیث نقل کی گئی ہین اور اسی لیئے مجمع البحرین اسکا نام رکھا گیا ہے یہہ حدیث حضرت امام رضاؑ سے ہرگز اُسمین درج نہین ہی کہ خلافت بلا فصل حق ابوبکر و عمر و عثمان ہونا آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اگر حق خلافت ہوتا تو آنحضرتؐ حضرت علیؑ و جملہ بنی ہاشم کو وصیت صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفائے ثلثہ کیون کرتے جیسا تم نے مسئلہ خامس احقاق الحقؒ سے تسلیم کیا ہے ہان یہہ ضرور ہے کہ آنحضرتؐ کو بے وفائی و بد اطواری و حق پوشی خلفائے ثلثہ کا علم تھا وقت وفات آپ نے وصیت فرمائی کہ یہہ لوگ خلافت غصب کرینگے تم سکوت و صبر کرنا اُن سے جنگ و جدال نہ کرنا ورنہ ضعفائے اسلام حقیقی تلف ہو جاینگے اور دین خدا برباد ہوگا یہہ وصیت صرف حفاظت مسلمانان ضعیف و تحفظ دین خدا کے لیئے تھی۔ جس پر حضرت علیؑ نے عمل کیا جیسا ہم پہلے لکھ آئے ہین۔

جوہر کج فہم نے حاشیہ پر ایک آیہ لکھا ہے خلاصۃ المنہج سے - آمنوا باللہ ورسولہ وھوالذی جعلکم خلائف الارض ورفع بعضکم فوق بعض درجات لیبلوکم فیما اتکم ان ربک سریع العقاب واللہ لغفور رحیم - ترجمہ - اے مومنان زمان خاتم الانبیا شما را خلیفہ ہائے امم گزشتہ گردانید وبرداشت بعضے از شما را بر بعضے یعنی فوق درجات وآزمائش کند شما را در شکر وصبر وفقر بہ تحقیق کہ پروردگار زود عقوبت کنندہ است ناسپاسان را وآمرزندہ ومہربان است برشاکران وصابران - یہہ خلاصہ تفسیر ہے -

اس پر جوہر نافہم کہتے ہین دیکھو شیعو ملا فتح اللہ کاشانی کا قول فیصل درباب خلافت خلفائے ثلثہ کے کبھی تو بیداد ون کی داد دیا کرو -

جواب - ذادا ہے خلفائے ثلثہ سے چاہو جن کی خلافت کے بارے مین اپنے رسالہ اسرار الهدے کے صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہو کہ خدا نے تمام کتب سماویہ مین کسی جگہہ خلافت یا امامت کو منصوص من اللہ یا اصول دین نہین فرمایا ہے بلفظہ - پس اس آیہ کریمہ مین خلافت خلفائے ثلثہ کہان سے آگئی یہہ کتب سماویہ مین داخل ہے یا کتب ارضیہ مین -

معلوم نہین کیسی عقل کے آدمی ہو کہ صرف تین سوالون مین ہزار ہا رنگ وروپ بھرتے ہو اور مطلق نہین سوچتے کہ ہم کہتے کیا ہین آخر کچھ تو شرم کرنی چاہئیے - تمہاری نیت کا عجب حال ہے جہان لفظ خلائف الارض دیکھا فوراً رال ٹپک پڑی اور شہد کی سی مکھی خلفائے ثلثہ پر جھک پڑے - یہہ آیہ کریمہ انھین انفاس قدسیہ کی شان مین ہے - وعد اللہ الذین آمنوا و ثم جعلنا کم خلائف فی الارض کے مصداق ہین تم ناحق داد و بیداد کرتے ہو ایسی بیہودہ فریاد کون سنتا ہے -

اب جوہر کج فہم نے ایک خطبہ جناب امیرؑ کا وقت وفات ابوبکر بہت ہی طول و فضول لکھا ہے جس نے کتاب کے پورے آٹھ صفحے گھیر لئے ہین - کہ جب ابوبکر مر گئے مدینہ مین کہرام مچگیا جناب امیرؑ روتے ہوئے آئے اور نعش کے قریب کھڑے ہو کر یہہ خطبہ طولانی فرمایا جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ ابوبکر کے سوا بعد خدا و رسولؐ دوسرا انسان نہ تھا اور دین خدا کی اشاعت و شریعت محمدیؐ کی اصلیت انہین کی ذات خاص پر منحصر تھی ورنہ خدا کی خدائی نہ رسول اللہؐ کی رسالت کچھ بھی باقی نہ رہتی - اور اسلام کی بنیاد ہی اُکھڑ جاتی - ایک ایک لفظ سے اسی طرح کے اوصاف حمیدہ و صفات پسندیدہ ظاہر ہوتے ہین -

جوہر نے اس خطبہ کو نہج البلاغت مین مرقوم ہونا لکھا ہے مگر کتاب المواقعہ ابن سمان عالم اہل سنت سے نقل کرنا تصدیق کرتے ہین اور کہتے ہین کہ نہج البلاغت سے ملا لو پس ہمکو سخت تعجب ہے کہ جب نہج البلاغت مین یہ خطبہ موجود ہے تو کتاب المواقع ابن سمان کو درمیان مین لانے کی کیا ضرورت پیش آئی اس سے وہی مثل صادق آتی ہے چور کی داڑھی مین تنکا صاف یہی کیون نہ کہدیا کہ نہج البلاغت کی نقل ہے ہم نے منہج البلاغت سے مطابق کیا ہرگز لفظ کیا عبارت کجا خطبہ ہی ندارد ہے اور اگر کچھ ہے تو بقول تمہارے صفحہ ۹۲ اسرار الہدیٰ کتب معتبرہ اہلسنت مین ردشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین نہ بروایت قوی نہ ضعیف مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اس کا بھی جواب اُنہین کے ذمہ ہے اگر زبردستی بھی الزام ناحق اہل سنت کو یہ دیا جاوے کہ شواہد ملا جامی کے معجزات مین مرقوم ہے

کہ جناب امیر کے لئے دوبار ارد شمس ہوا تو اس کا جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے موقع پاکر اپنے عقائد پر مکائد کو کتاب موصوف کی پشت پر لگا کر چھپوا دیا ہی۔

کیون جوہر صاحب اگر شیعہ بھی یہہ دعوے کرین کہ اس خطبہ کو جناب امیر کی طرف منسوب کر کے کسی مردود نے نہج البلاغت مین لگادیا اور چھپوا دیا تو آپ کے نزدیک مسموع ہوگا یا نہین کیونکہ جب آپ رد شمس کی روایات کو الحاقی کارروائی شیعون کی قبول کرتے ہین تو اس خطبہ کو بھی سنیون کی الحاقی کارروائی قبول کرنا فرض عین ہوگا اور ہر روایت واحادیث کی بابتہ جو شیعون کے اصول کے خلاف ہین یہی کارروائی تسلیم کرنی پڑے گی کہ سنیونکا جوڑ و پیوند ہی۔

اب ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ ابوبکر کی نعش پر کس کس نے اون کی مدح و ثنا مین خطبے پڑھے ہے کیونکہ اور بھی اصحاب باصفا و یاران باوفا موجود تھے چند گھنٹے پیشتر اپنا جانشین وخلیفہ بنا چکے تھے اُنھون نے بھی کچھہ مدح وسرائی کی اور عطیہ گران بہا کا شکر ادا کیا یا صرف جناب امیر ہی کو باوصف محرومی خلافت ایسا جوش وخروش آیا کہ ابوبکر کو بعد مرنے کے فلک ہفتمین تک پہونچا دیا۔ م خصوص عمر خطاب بجہت حسن وفات ۱۲

واقعی نعش متوفی پر خطبہ خوانی وطلاقت لسانی کا یہہ نیا دستور آپ نے جاری فرمایا غضب تو یہہ ہے کہ جیسے زندگی مین ہمیشہ غاصب وخائن وغیرہ فرمایا گئے اُسکے مرنے کے بعد سبھی کچھہ آپ لے کھ ڈالا کہ اسلام مین جو کچھ تھے آپ ہی تھے باقی ہیچ۔

میان جوہر ہوش مین آو جناب امیر اور ابوبکر غاصب خلافت وغیرہ کی شان مین یہہ

خطبہ فرمائیں لاواللہ لا۔ آپ کے خطبات مندرجہ کتب اہل سنت دیکھو تو آنکھیں کھلیں۔

اب جوہر خود غرض لکھتے ہیں کہ اگر شیعہ اس خطبہ کی تصدیق نہ کرینگے تو گروہ اہل افراط میں داخل ہونگے جیسا نہج البلاغت میں جناب امیرؑ نے فرمایا ہے۔ ترجمہ۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ دو گروہ میرے لیئے ہلاک ہونگے ایک وہ کہ زیادتی کرے میری محبت میں اُس حد تک کہ محبت میری کھینچے ناحق کی طرف دوسرا وہ کہ کمی کرے میری محبت میں اُس حد تک کہ کمی محبت میری کھینچے ناحق کی طرف اور بہتر آدمیونکا وہ ہے کہ افراط و تفریط میں برابر ہو۔ الحمد للہ یہی مذہب اہل سنت کا ہے۔

اس قول میں جناب امیرؑ نے تین گروہونکے عقاید بیان فرمائے ہیں اہل افراط سے مراد روافض اہل تفریط سے خوارج اہل توسط سے اہل سنت ہیں اسلیئے کہ عدد حب علیؑ وسنی کی مساوی ہیں۔

جواب۔ عدد مساوی ہونا اگر دیکھنا ہو تو ایک چھوٹی سی مثنوی برق لامع ہے اُسے دیکھو تب معلوم ہو کہ کس کے عدد کس سے مساوی ہیں پہلے ابوبکر و عمر عثمان کے عدد اپنی حب سے مساوی کرلو پھر حضرت علیؑ کی حب سے سنی کو مساوی کرنا۔ کیونکہ حب نمبروار چاہیئے اور اگر واقعی حب علیؑ وسنی کے عدد مساوی سمجھ کر ایمان سے بہرہ رکھتے ہو تو غیرونکا تعویز حب گلے سے اتار پھیکو کیونکہ ایک دل میں دوستی و دشمنی جمع نہیں ہوتی۔

ہم سے سنو اہل افراط سے مراد ہیں نصیری جو علیؑ اللہ کہتے ہیں اور اہل تفریط ہیں اہل سنت جو حضرت علیؑ کی شان و منزلت گھٹاکر چوتھا خلیفہ قرار دیتے ہیں۔ متوسط

شناپ بکنے۔ بھلا مناظرہ مین تاریخ کی کہان گنجائش اور اُس کا کیا اعتبار مگر خیر اگر فریق ثانی کی بھی تاریخ ہو تو کچھ وقعت ہو سکتی ہے نہ کہ اپنے ہی مذہب کی تاریخ پر یہہ ناز یہہ اُچھل کود۔ اب تم کو چاہیئے کہ کسی سے دریافت کرو مصنف روضۃ الصفا سنی ہی یا شیعہ اور اگر تم کو عقل ہو تو خود ہی اُس کی تحریر پر تعصب آمیز پر خیال کر سکتے ہو کہ کوئی عالم یا مورخ شیعہ کا ایسی روایات و افسانے خلاف عقل و نقل لکھے گا۔

معجزات و کرامات حضرت علیؑ و ائمہ ہدیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام اہل سنت کی صدہا کتابون مین ہزارہا درج ہین اُن کو بھی موضوعات و مخترعات سمجھو اور اہل سنت کیون منکر ہونگے بجز اسکے بہ قول تمہارے کارروائی الحاقی شیعون کی ہو گی۔

کیون صاحب عمر خطاب کی کرامات تو مندرجہ دلائل النبوۃ اور مالک موطا و اخبار مشہورہ تسلیم کیئے جاوین اور حضرت علیؑ کے معجزات موضوعات سمجھے جاوین مصرع برین عقل و دانش بباید گریست۔

اصل یہہ ہے کہ تم شیعہ سے سنی کیا ہوئے اسلام و ایمان کو رخصت کر دیا اور تمام کتب اہل سنت پر پانی پھیر دیا **ع** بدنام کنندہ نکو نامے چند۔

دیکھو مختصر فتوحات مکیہ شعرانی نے لکھا ہے محی الدین عربی کی دختر یکسالہ نے ان مسائل سخت کا جواب دیا جس مین خلیفہ دوم سا عالم و مجتہد حیران رہا طرہ یہہ کہ وہ دختر جس زمانہ مین اپنی مادر کے شکم مین تھی اُس کی مان کو چھینک آئی الحمد للہ کہا تو اندرون شکم سے یرحمک اللہ کی آواز آئی حاضرین نے سنا۔ جناب امیر مظہر العجائب والغرائب

کے معجزات و کرامات کا یہ انکار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔

اب جوہر نے اپنے ہم مشربون نواصب کے ہمزبان ہوکر چند اعتراضات حضرت علیؑ کے حال و مقال پر کیئے ہین اور کسی کتاب سے دیکھکر ٹوٹے پھوٹے جواب بھی اہل سنت کی طرف سے دئیے ہین اور شیعون سے طالب سوال ہین۔

خود ہی کہتے ہین کہ شریف مرتضیٰ علیہ الرحمہ نے تنزیہ الانبیا مین ان سوالات کے جواب خراب لکھے ہین۔ چہ خوش تیرہ سو برس بعد ان اعتراضات کے جواب آپ نے لکھے ورنہ کسی سے ان کے جواب کیون دئیے گئے بلکہ غیر ممکن تھے۔

سبحان اللہ یہ اعتراض ایسے ہی ہین جن کے جوابات سوائے آپ کے اتنی مدت تک کسی سے ہوئے ہی نہین۔

کتابین دیکھو ایک ایک سوال کے سو سو جواب دئیے گئے ہین تنزیہ الانبیا مین جو جواب درج ہین اونسے بڑھ کر ممکن ہی نہین۔ جناب علم الہدے نے اعجاز اسد اللہی دکھایا ہے اور نواصب مردود و ملعون کو قعر جہنم تک پہونچایا ہے تم کیا سمجھو کیا پدی کیا پدی کا شوربہ تم کو علمائے فریقین کے کلام کی کیا قدر اور کیا فہم مولوی جہانگیر خان شکوہ آبادی نے لکھا ہے کہ منشی صاحب نے حق تالیف اسرار الہدے مجھے دیا ہے پس اگر تم کو کچھ بھی بیعت کا مادہ ہوتا تو منشی کیون کہلاتے خدا کی شان لکھو نہ پڑھو نام محمد فاضل۔

خلاصہ یہ کہ ان اعتراضات شیطانی کے صدہا جواب ہو چکے ہین جسے دیکھنا منظور ہو تنزیہ الانبیا وغیرہ مین دیکھ لے اور ہم کو معلوم ہے کہ ایک صاحب ذی علم اسرار الہدے کا اور جواب لکھ رہے ہین منتظر باید بود۔

ہماری اس مختصر تحریر مین اسقدر گنجایش نہین اور تحصیل حاصل بھی ہے۔
ہزار ہا برس سے مناظرہ کا میدان وسیع ہو رہا ہے مخالف نے ایک سوال کیا اہل حق کی جانب سے سو جواب دیئے گئے اب تک کوئی کتاب کوئی رسالہ کوئی قول اہلسنت کا ایسا نہین ہوا جس کے دس بیس جواب نہ ہو گئے ہون پس ان اعتراضات مردود و مطرود کی کیا بساط ہے۔
دہریئے خدا کے وجود کا سوال کرتے ہین۔
نیچریئے وجود شیطان و فرشتگان مقربین کے قائل نہین۔ حضرت عیسے کو بے باپ کا پیدا ہونا نہین خیال کرتے۔
یہودی نعوذ باللہ منہا حضرت عیسے کی شان مین کیا کیا کفر بکتے ہین۔ عیسائی آنحضرت کی رسالت و نبوت مین نعوذ باللہ منہا داغ لگاتے ہین انواع اقسام کے اتہام و الزام قایم کرتے ہین۔
وہابی حضرت رسول اللہ کو معاذ اللہ منہا خدا کے مقابلہ مین ایک چمار سے مناسبت و مشابہت دیتے ہین اُن کی شفاعت کے منکر اُن کی حیات ابدی سے انکار اُنکے روضہ مقدسہ کو صنم اکبر جانتے ہین اُنکی تعظیم و تکریم کو نہین مانتے۔ ویسا ہی نواصب و خوارج اور اُن کے ہم مشرب و ہمزبان حضرت علی پر اعتراضات بیجا و ناروا کرتے ہین۔
شیعیان جو ہین کہ انھون نے تمام معصیت و مخلوق کا مرکز و منبع خدا ہی کو قرار دیا نعوذ باللہ اور لگے تقدیر برحق کی ہانگ لگانے۔
اب ہم سے چند اعتراض عجیبہ و واقعات غریبہ جو صحاح مستند اہل سنت مین مسطور ہین سنو اور جواب دو۔

میان ابو حنیفہ ہین جو کہتے ہین - ایمان وہ چیز ہے نہ گھٹے نہ بڑہے اسی لیئے ایمان ابو بکر و ابلیس برابر ہے -

عمر خطاب ہین کہ جنھون نے معاملہ قرطاس مین رسول اللہؐ کو ہذیان بکنا کہدیا اور ابو حنیفہ نے انہین حضرت خلیفہ ثانی کو ہذیان سے نسبت دی -

صلح حدیبیہ مین باعلان نبوت مین شک کیا کہ آج کا سا شک کبھی نہین ہوا -

بی بی عائشہ ہین جنھون نے عثمان بن عفان کی نسبت فرمایا - اقتلوا النعثل -

معاویہ صاحب ہین جنھون نے ابوبکر و عمر کو غاصب خلافت محمد بن ابوبکر کے خط مین تحریر کردیا - بی بی عائشہ ہین بوصف جنگ جمل مین حاضر ہو کر حضرت علیؑ سے جدال پر تل گئین اور لڑین یہانتک کہ مخذول ہوئین -

عثمان بن عفان ہین جنھون نے اپنے ارتداد سے توبہ کر کے تحریری توبہ نامہ اصحاب رسولؐ خدا کو لکھدیا اور پہر بھی اُسپر قایم نہ رہے -

سفیان ثوری عالم اہل سنت ہین جنھون نے ابو حنیفہ کی نسبت لکھدیا کہ یہہ شخص دین کو ٹکڑے ٹکڑے کرتا تھا - خوب ہوا مر گیا - ایسا مولد شوم اسلام مین پیدا نہین ہوا -

حمیدی اُستاد بخاری نے ابو حنیفہ کی نسبت صاف کفر کا فتویٰ دیا -

امام غزالی نے علی الاعلان فتویٰ دیا کہ ابو حنیفہ نے شریعت کو اُلٹدیا اور زیر زبر کیا -

علامہ خطیب نے صاف کہدیا کہ ابو حنیفہ دجال ہے -

پیر دستگیر غوث اعظم نے فرمایا کہ ابو حنیفہ کافر ہے - گمراہ ہے جہنمی ہے -

وہی ابو حنیفہ ہین جنھون نے کہا احادیث نبویؐ کو نعوذ باللہ سوئر کی دم سے چھیل ڈالو

شیخ عبد الحق محدث دہلوی تکمیل الایمان مین فرماتے ہین ابوبکر اذل بطن قریش ہین -

خالد بن ولید خلیفہ ثانی کو اعیس بن حنتمہ کہا کیئے۔

خولہ بنت حکیم صحابیہ مین عمر خطاب کو کہتی رہین عمیر اسے عمر ہوا اور عمر سے امیر المؤمنین اب خدا سے ڈر۔

حضرت عباس انہین خلیفہ صاحب کی نسبت فرمایا کئے اعصنث اللہ منبظر امث۔

خود خلیفہ ثانی اپنے نسب سے لاعلمی ظاہر کرتے رہے۔ یہ سب امور ہم پہلے بحوالہ کتب اہل سنت لکھ چکے ہین اور ہزارون مطاعن و معائب ہین جن سے کتابین بھری ہین ہم کہانتک لکھین۔ ہمارے ناظرین رسالہ کو خلجان ہوگا کہ آیا وہ کس قسم کی اعتراضات ہین جو ناصب وجوہر نافہم نے کیئے ہین جنکا جواب آج تک نہین ہوا۔ لہذا مختصر الفاظ مین ہم لکھے دیتے ہین ملاحظہ ہون۔

اول جناب امیر نے تمام مال و متاع اسلحہ و اقمشہ حضرت عثمان خلیفہ برحق پر تصرف ناجائز کیا۔ حالانکہ مال مسلمان پر شرعاً و عرفاً تصرف جائز نہین۔

ورثائے عثمان نے جبکہ دعوے کیا تو فوراً دیدیتے خود خورد برد نہ کرجاتے۔ یہ تصرف باعث گناہ کبیرہ کا ہوا۔ اور مرتکب کبیرہ لایق امامت نہین ہوسکتا۔

جواب۔ یہ مال عثمان کا ترکہ جد و پدر نہ تھا بلکہ بیت المال کا مال تھا اُس پر خلیفہ برحق کو تصرف جائز تھا ورثائے عثمان نے جھوٹا دعوے کیا اُن کو کیونکر مل سکتا تھا۔ ایسا ہی عمر خطاب نے بعد وفات ابوبکر و عثمان نے بعد انتقال عمر خطاب عمل کیا یہ جواب ہی جو ہر کا جسے ہم بھی تسلیم کرتے ہین نہ اس وجہ سے کہ عمر و عثمان نے ایسا کیا بلکہ جسطرح خلافت خداداد پر قابض ہوئے ویسا ہی اس مال بھی کسی نظیر کی ضرورت نہین ہر عہد مین خلافت و بیت المال کے جناب ائمہ ہی مستحق تھے

مگر غضب وجبر و تعدی کا کیا علاج ۔ صبر و سکوت کا حکم تھا اُس پر عامل رہے۔

دوسرے اولاد امہات کے مسائل میں جناب امیرؑ نے مذاہب مختلفہ اختیار کیئے ایک حالت پر قایم نہ رہے اول آپ بیع اولاد امہات کے قائل رہے زمانہ خلافت عمر خطاب میں جب باجماع اصحاب بطلان بیع الاولاد امہات پر زور ہوا تو آنجناب بھی اُس اجماع میں شامل ہو گئے ۔ بعدہٗ اپنے عہد خلافت میں جواز بیع کا فتوے دیا ۔ اسپر قاضی شریح نے اعتراض کیا کہ تیری رائے جماعت کے ساتھ پسندیدہ تر ہے تیری اکیلی رائے سے اور خود بھی جناب کا قول ہے ۔ تحقیق ہاتھ اللہ کا جماعت پر اور جماعت کی مخالفت پر خدا کا غضب ہے ۔ نیز کلام مجید میں یہ فقرہ ہے ومن یتبع غیر سبیل المؤمنین سے اطاعت چاہیئے غیر راہ مومنین کے ۔ پس مخالف اجماع کبیرہ ہے ۔

جواب ۔ جناب امیرؑ خلیفہ برحق نے وقت بالاتفاق مجتہد مطلق تھے اس لیئے آپکو اجتہاد میسر ہانا اور فتوے دینا درست ہوا اسی طرح خلفائے ثلثہ نے بھی اکثر معاملات میں عمل کیا ہے ۔ اور اجماع زمانہ خلافت عمر خطاب قطعی نہ تھا بلکہ ظنی و سکوتی تھا ۔ پس باتفاق اصولین مخالفت اجماع ظنی و سکوتی جائز ہے اور جبکہ باقرار نواصب جناب امیرؑ بھی اجماع میں داخل تھے اور اُس سے مخالفت کی تو اجماع بالاجماع متغیر ہوا اور درصورت تغیر قابلیت حجت کی نہیں رکھتا ۔

ہم اس جواب سے اتفاق نہیں کرتے جناب امیرؑ کا اس مسئلہ میں جو پہلا فتوے تھا وہی تادم حیات ۔ عمر خطاب کے وقت میں جو بطلان بیع اولاد اُمہات پر اجماع ہوا وہ بالکل ناجائز بخلاف شریعت اُن کی خود پسندی و خود آرائی سے ضد ہا ایجادین ہیں

مین ہوئین منجملہ اُن کے ایک یہہ بھی ہے جناب امیرؑ کیون ایسی بیہودہ ایجادون مین شریک ہونے لگے - عمر خطاب کے عہد مین جناب امیرؑ قاضی نہ تھے مفتی نہ تھے نہ اُن کی رائی پر قضایا کا فصل منحصر تھا پھر کیونکر ثابت ہوا کہ اس مسئلہ کی ایجاد مین آپ اجماع کے شامل ہوئے کوئی رائی کوئی فتوے اُس عہد کا کہا ہوتا جس سے ثابت ہوتا کہ اب اجماع باطلہ سے متفق ہوئے - یہہ قول جناب امیرؑ کا تحقیق ہاتھہ اللہ کا جماعت پر ہے الے آخرہ - کس کتاب مین درج ہے - اور اُس کا کیا ثبوت ہے کہ آپ ہی کا قول ہے - ہرگز یہہ قول آپ کا نہین ہے - صرف اجماع وجماعت صحیح وجائز ہونے کو یہہ قول آپ کا مفتریون نے بنا لیا ورنہ اجماع خلافت ہے کو آپ ہمیشہ باطل و ناجایز سمجھا کئے - تو اور مسائل مین اجماع کی کیا وقعت ہوگی باطل پر صدہا اجماع ہوا کیے مگر آپ نے حق کو نچھوڑا اور باطل کا ساتھہ ندیا کلام مجید کا فقرہ بجز طریقہ مومنین غیر کی تبعیت سنچاہی درست وبجا ہے اسی پر جناب امیرؑ نے عمل کیا - دیکھو حدیثین بخاری و مسلم حق ساتھہ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھہ حق کے - قرآن ساتھہ علیؑ کے ہے اور علیؑ ساتھہ قرآن کے -

ہم آپ سے پوچھتے ہین کہ رسول اللہؐ و ابوبکر کے عہد مین بیع اولاد امہات کا جواز تھا - عمر خطاب کے عہد مین اُس کے بطلان پر کیون اجماع ہوا آیا بجز کج رائی وخود پسندی کے اور کوئی بات تھی - حضرت علیؑ نے اپنے عہد مبارک مین وہی جواز قایم رکھا جو رسول اللہؐ کے زمانہ مین تھا - قاضی شریح مردود لاکھ چیخے پکارے اُس کی کیا اصل کہ اعتراض کرتا وہ کون تھا خلیفہ وقت پر انحصار فصل قضایا تھا یا قاضی ومفتی پر یہ سب مکاری وجلسازی نواصب مردود اور اُن کے ہمزبان مطرودکی ہے -

جناب امیرؑ کا قول و فعل طرز معاشرت رفتار گفتار سب کچھ ابتدا سے انتہا تک ایک رہی ۔

تیسرا جناب امیرؑ نے مسئلہ توریث جد مین احکام مختلف جاری فرمائے ایک حالت پر قایم نرہے حالانکہ خود ہی جناب کا قول ہے ۔

ترجمہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے درمیان دوزخ کے پس چاہیئے کہ وہ کلام کرے مسئلہ جد مین ۔

جواب جوہر ۔ امر واقعی یہہ ہے کہ اس مسئلہ مین بہت بڑا اختلاف تھا نہ یہ مسئلہ خلفائے ثلثہ کے زمانہ مین طے ہوا ۔ نہ جناب امیرؑ کے چنانچہ اس مسئلہ کی بہت بڑی بحث درباب توریث جد ابوبکر و زید بن ثابت زمانہ عمر خطاب مین ہوئی ۔ مگر تصفیہ کلی نہین ہوا ۔ پس در صورت اختلاف مجتہدین مجتہد وقت اپنے اجتہاد کو جاری کرے تو نقصان کیا ہے ۔ اور یہہ فرمانا آپ کا کہ جو شخص ارادہ کرے کہ در آوے دوزخ مین الی آخرہ ازراہ احتیاط تھا کیونکہ اس مسئلہ مین کوئی نص قطعی نہ تھی کہ اُسپر حکم کیا جاوے اور جبکہ کسی مسئلہ مین آیت یا حدیث نہین ملتی تو قیاس کو دخل دیا جاتا ہے ہم کو اس جواب سے اتفاق نہین ہے ۔

اول تو احکام مختلفہ لکھنا چاہیئے کہ جناب امیرؑ نے اس مسئلہ مین ایک حالت پر قیام نہ کیا ۔

دوئم اس قول کی صداقت کہ مسئلہ جد مین کلام کرنا دوزخ کے داخلہ کا ارادہ کرنا ہے ۔ کیونکہ یہہ مسئلہ ایک ایسا ضدید الجواب و مسکت نہین ہے جس کے لیئے

جناب امیرؑ نے الیسا فرمایا۔ خلفائے ثلٰثہ کے عہد مین جاہلیت و کچھ رائے و قیاس پر زیادہ عمل تھا اس لیئے بحثین ہوئی ہونگی اور مسئلہ نہ طے پایا ہوگا مگر جناب امیرؑ نے اپنے عہد مبارک مین دودھ اور پانی الگ کر دیا کوئی بحث باقی نرہی۔ اس مسئلہ کی کیا حقیقت تھی جو طے نپاتا۔ دیکھو تنزیہہ الانبیا و دیگر کتب فقہ شیعیان اہل بیت اطہار۔

ترمذی اور ابو داؤد اور ابن ماجہ مین ابو البختری سے روایت ہی کہ ہم سے علیؑ نے بیان کیا کہ مجھے رسولؐ خدا نے یمن کی طرف بھیجا اور مین جوان تھا۔ مین نے عرض کیا کہ اے رسولؐ خدا آپ مجھے ایک قوم پر بھیجتے ہین کہ مین اُن مین فصل قضایا کردن ہین نوجوان آدمی ہون۔ حضرتؐ نے فرمایا آؤ میرے پاس آؤ مین آپ کے قریب گیا آپ نے میرے سینہ پہ ہاتھ پھیر کر فرمایا بار خدا علیؑ کے سینہ کو ہدایت سے بھر دے اور اُس کی زبان کو ثابت رکھ۔ علیؑ فرماتے ہین اس کے بعد پھر مین نے دو شخصون کے فیصلہ مین کبھی شک نہین کیا اسی حدیث کی تفسیر مین لکھا ہی۔ ایک شخص کو عمر بن خطاب کے پاس لوگ لائے عمرؓ نے اُس سے پوچھا کیف اصبحت اُس نے جواب دیا اصبحت احب الفتنة واکرہ الحق واصدق الیھود والنصاری واومن بمالم اراہ واقر بمالم یخلق۔ اس کلام سے لوگون کو حیرت ہوئی اور کسی کے ذہن مین اس کے معنے نہ گزرے۔ عمر خطاب نے حضرت علیؑ کو بلایا آپ نے اس کا یہ کلام سنکر فرمایا یہ سچ کہتا ہے۔ بیشک یہہ دوست دار فتنہ ہے۔ چنانچہ حق تعالےٰ فرماتا ہے۔ انما اموالکم واولادکم فتنة۔ یعنے تمہارے مال و اولاد فتنہ ہین اور حق یعنی موت کو

مکروہ و برا جانتا ہی - چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہی وجاءت سکرت الموت بالحق ذالک ما کنت منہ تحید -

یعنی بیہوشی موت کی حق کے ساتھ آئی یہہ وہ چیز ہے جس سے تو کترا تا تھا اور یہہ شخص مصداق اہل کتاب ہی قال اللہ تعالےٰ وقالت الیھود لیست النصارٰی علی شیئ وقالت النصارٰی لیست الیھود علی شیئ - یہود نے کہا نصارٰے کسی دین پر نہیں اور نصاریٰ نے کہا یہود کسی دین پر نہیں حالانکہ وہ سب کے سب کتاب پڑہتے ہین یہ شخص مومن بغیر مرئی ہے یعنی اللہ پر ایمان رکہتا ہے اور اُس ذات وحدہ لاشریک کو بن دیکھے مانتا ہے اور مقر غیر مخلوق ہے یعنے مقر ساعت و معاد ہے - حضرت علیؓ کی یہہ گفتگو سنکر عمر خطاب نے کہا پناہ مانگتا ہون خدا سے اُس دن کے لیئے جسمین علیؓ نہون -

سعید ابن المسیب کہتے ہین عمر خطاب اکثر کہا کرتے اللھم لاتبقنی لمعضلۃ لیس لھا ابوالحسن - یعنے خداوند اُس زمانہ سے پناہ مانگتا ہون جسمین علیؓ نہون -

کیون جوہر صاحب جس کا سینہ بدعائے رسولؐ اللہ نور ہدایت سے معمور - اور زبان حق سے مماثلت و مناسبت کلی رکھتی ہو اور خلیفہ ثانی کے عہد مین ایسے مسئلہ لاینحل کا انکشاف و اسرار نہانی کا اظہار ہو اُس سے مسئلہ توریث جد مین اختلاف ہو - لا واللہ لا - یہہ محض کید عظیم اخوان الشیاطین ہی -

ترمذی مین ابن سعد سے روایت ہی کہ کسی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کیا وجہ ہی آپ حدیث کرنے مین سب سے زائد ہین - جواب دیا کہ جب مین رسولؐ خدا

سے پوچھتا تب بھی آپ جواب دیتے اور جب نہ پوچھتا تب بھی آنحضرت ابتدا فرماتے۔

ابو ہریرہ کہتے ہین عمر خطاب فرمایا کرتے کہ علیؑ کے مثل کوئی قاضی نہین ابن مسعود کہتے ہین مدینہ والون مین سب سے زائد قاضی حضرت علیؑ تھے ابن عباس فرماتے ہین جب ہمین کوئی ثقہ حضرت علیؑ سے حدیث کرتا تو ہمکو عذر نہ ہوتا۔

سعید بن المسیب کہتے ہین اس مشکل قضیہ مین جسمین علیؑ نہوتے عمر خطاب اللہ سے پناہ مانگتے تھے۔ سعید بن المسیب کہتے ہین کہ حضرت علیؑ کے سوا صحابہ مین الیسا نہ تھا جو سلونی کہتا ہو یعنے مجھ سے پوچھو ابن عساکر ابن مسعود سے روایت کرتے ہین سارے مدینہ والون مین سے علم فرائض مین دانا تر اور قاضی علیؑ ابن ابی طالب تھے۔

چوتھا جناب امیرؑ نے ایک زندیق کو آگ مین جلوا دیا۔ اس قصہ کو شریف مرتضےٰ نے تنزیہ الانبیا والائمہ مین لکھا ہے۔

ترجمہ تحقیق جناب امیرؑ نے ایک شخص کو آگ مین جلا دیا۔ جس نے لونڈی کے ساتھ اغلام کیا تھا۔ حالانکہ حدیث متفق علیہ مین سخت ممانعت ہے۔

قال رسول اللہ لاتعذبوا بعذاب الناس۔ نہ عذاب کرو کسی پر آگ کا۔ پس جناب امیرؑ نے صریح خلاف حدیث عمل درآمد کیا۔

جواب۔ واقعی جناب امیرؑ نے زندیق لوطی کو اپنے حکم سے جلوا دیا سبب یہ ہے کہ جناب کو یہ حدیث معلوم نہ تھی جب یہ حدیث پہونچی اپنے سہو پر

ندامت فرمائی - مجتہد باوجود خطا کے بھی صواب کا مستحق ہوتا ہے اور انسان خطا و نسیان سے مرکب ہے -

ابوبکر کو بھی میراث جدہ معلوم نہ تھا - مغیرہ بن شعبہ و محمد بن مسلمہ سے سنکر آپ نے حکم میراث جاری کیا -

ہم کہتے ہین یہہ جواب جوہر کا صرف پردہ داری ابوبکر کے لئے ہے کہ وہ میراث جدہ سے لاعلم تھے - تعجب ہی جو اعلم الناس باب مدینہ علم نبوت ہو اور بقول مخبر صادق قرآن کا ہمراز و ہمدم و ہمنفس ہو اُسے تیس سال تک حدیث نبوی سے لاعلمی رہے یہہ ممکن نہین اور عقل بشر ہرگز قبول نہین کر سکتی - اگر یہہ حدیث عذاب نار کی صحیح ہوتی تو ضرور آپ اُسی پر عمل کرتے کیونکہ آپ سے زیادہ قرآن و احادیث صحیحہ کا واقف کار کون ہو سکتا ہے - پس ظاہر ہے کہ یہہ حدیث موضوعی بعد خلافت جناب امیرؑ عہد بنی امیہ مین صرف الزام دہی کے واسطے بنائی گئی - حدیث سنکر اپنے سہو سے ندامت فرمانا کس کتاب مین لکھا ہے کچھ بھی تو حوالہ دینا تھا ایسی اول جلول باتین بک دینا بجز مجذوبانہ بڑ کے اور کیا سمجھا جاوے دعوے بے دلیل قبول خرد نہین -

جو سزا جناب امیرؑ نے دی بہت ہی بجا اور مطابق شریعت خدا و رسولؐ ہے - ہمارا ہیچ تو تب ظاہر ہوتا کہ جہان جناب علم الہدا نے زندیق لوطی کو جلانا تنزیہ الانبیا مین تحریر فرمایا ہی وہان جواب اور دلائل معقول بھی لکھے ہین اُن مین سے کچھ بھی لکھتے تو راست و دروغ معلوم ہو جاتا مگر نواصب اور تم کو صرف اعتراض عذاب نار کا ہے اور بیساختہ دل کڑھتا ہے کیا کہیئے زمانہ ماسبق مین جناب امیرؑ کو صبر و سکوت کی ہدایت تھی ورنہ بڑے بڑے رشائیل پیر نابالغ اس مرض مین مبتلا تھے وہ بھی جلاکر

راکھ کا ڈھیر کر دیئے جاتے۔

شرح و غیاث اللغات وغیرہ دیکھو اس فعل کو علت مشائخ سے بناسبت دی ہے بلکہ اصلی معنے ہی علت مشائخ کے لکھدیئے ہین۔

چونکہ بنی عباسیہ کے زمانہ مین عورتون کے ساتھ لواطہ کرنا ازحد رائج تھا اسواسطے محدثین اہل سنت نے یہہ روایت بنائی کہ آیہ نساءکم حرث لکم اسی بابت مین نازل ہوا کہ عورتون کی دُبر مین جماع کرو جسکی قباحت پر متنبہ ہوکر متاخرین نے صحیح بخاری وغیرہ سے لفظ دبر کو نکالدیا۔ مگر ابوحنیفہ نے عام فتوے دیدیا کہ عورتون کے ساتھ لواطہ جائز ہے اور اوس کی کوئی اصلاح بھی نہ کرسکا چنانچہ امام طحاوی شرح معانی الآثار مین لکھتے ہین کہ کہا عبدالرحمن بن قاسم نے مین نے کسی ایسے شخص کو جو قابل اقتدا ہو امر دین مین ایسا نپایا جو اس مین شک کرتا ہو کہ عورتون کی دبر مین وطی کرنا حلال ہے بعد اُس کے اسی آیت کی تلاوت کی اور کہا کہ اب اس سے بڑھکر کونسی آیت صاف ہوگی اور عینی شرح ہدایہ مین لکھتے ہین کہ اگر وطی کرے اپنے غلام کی دبر مین یا لونڈی کی دبر مین یا عورت کی دبر مین تو اُس پر حد نہین۔ اور اس مین کسی کو اختلاف نہین لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

پانچوان جناب امیرؑ نے ایک شرابی پر حد شرع جاری کی اور وہ مرگیا تو آپ نے اُسکے ورثا کو دیت عطا کی۔ پس جناب کو اپنی رائے پر شبہہ ہوا جو ورثا ے متوفی کو دیت دی۔

جواب۔ دیت ورثا کو بنظر احتیاط دی نہ ازراہ شک اگر شک ہی ہوتا تو حد کیون جاری فرماتے پس احتیاط فرمانا باعث کمال تقوے ہے۔ اللہ تعالی فرماتا ہے

اُولٰئک ھم المتقون خیر ہی صحیح۔

چھٹا۔ جناب امیر نے ولید بن عقبہ کے صرف چالیس کہ نصف حد ہے دُرّے لگوا کر بپاس قرابت عثمان چھوڑ دیا۔ حالانکہ یہہ فعل مخالف کتاب اللہ و سنت ہوا۔

جواب۔ اس لیئے نصف حد جاری کی کہ ایک شاہد نے شراب پینے کی دوسرے نے قی کر دینے کی شہادت دی پینا نہ پینا برابر ہوا پس نہ مخالفت کتاب اللہ نہ رعایت رشتہ داری عثمان۔

ساتوان۔ ایک مجرم نے اپنے جرم سے اقرار کیا اور اپنے اوپر حد جاری ہونکی درخواست کی مگر جناب امیر نے بغیر قصاص چھوڑ دیا۔

جواب جوہر۔ مقتول کے ورثا نے اُس مجرم پر قصاص نہ چاہا جناب نے اپنی رائے سے مجرم کو نہین چھوڑا۔

آٹھوان۔ مولاۃ حاطب کو سنگسار کیا۔ حالانکہ وہ لونڈی تھی جس پر رجم نہین۔

جواب جوہر۔ حاطب نے لونڈی کو آزاد کر دیا تھا۔ پس آزاد پر حد جاری کیا جانا شرع شریف مین جائز ہے۔

نوان۔ ایک چور کی بجائے ہاتھ کے اونگلیان جڑ سے کٹوا دین۔

جواب جوہر۔ یہہ قصور جلاد کا تھا جو حکم کو اچھی طرح نہ سمجھا۔

دسوان۔ جناب امیر نے بچون کی شہادت منظور کی حالانکہ نص قرآن کے خلاف ہے۔

جواب جوہر۔ وہ بچون کا معاملہ تھا اور بوڑہا دیوانہ کوئی واقف کار نہ تھا۔

گیارہوان۔ ایک دو چشم نے یک چشم کی آنکھ پھوڑ ڈالی قصاص مین ظالم کی دونو آنکھیں پھوڑنے کا حکم دیا گیا۔

جواب جوہر۔ مظلوم یک چشم کی آنکھ حکم دو آنکھ کا رکھتی تہے۔

بارہوان۔ جناب امیر نے حد سرقہ ایک نابالغ بچہ پر جاری کی حالانکہ وہ مرفوع القلم ہین۔

جواب جوہر۔ تادیباً وتنبیہاً ایسی سزا جائز ہے۔

تیرہوان۔ ایک چور نے حضور مین جناب امیر کے حاضر ہوکر جرم کا اقرار کیا۔ اور حد جاری ہونے کی درخواست کی۔ جناب نے بغیر قصاص کے چھوڑ دیا۔ گناہ کبیرہ کے مرتکب ہوئے۔

جواب جوہر۔ اسکا ذکر کتب اہل سنت مین نہین ابن بابویہ قمی شیعہ نے اپنی کتاب مستند مین لکھا ہے شیعون سے جواب لینا چاہیئے۔

ابن بابویہ قمی علیہ الرحمتہ نے جہان یہہ حال لکھا ہے وہان وجوہ رہائی بھی درج کیئے ہین۔ اونکو تم نے کیون ترک کیا۔ سفر جرم فاتر العقل تھا کوئی مدعی نہ تھا کوئی مال چوری نہ گیا تھا پس کیونکر سزا ہوتی۔

چودہوان۔ نجاشی حارثی شاعر کو لوگ جناب امیر کے روبرو پکڑ لائے جس نے رمضان المبارک مین شراب پی تھی آپ نے حد سے بیس درے زیادہ لگوائے حد الٰہی مین زیادتی کی۔

جواب جوہر - اس روایت کو بھی ابن بابویہ قمی نے لکھا ہے شیعون پر جواب دہی فرض ہے - مگر رمضان کی حرمت سمجھکر جناب امیرؑ نے بیس درّے زیادہ لگوا دیئے ہونگے مگر یہہ بات محض لغو ہے اور جناب امیر کی ہجو -

ہم کہتے ہین ابن بابویہ علیہ الرحمتہ نے قول نواصب کی نقل کرکے جواب لکھا ہے کہ انکا اعتراض زیادتی درونکا محض بے جا ہے اور اتہام - جناب امیرؑ نے حدالٰہی کے مطابق سزادی ہو -

پندرہوان - جناب امیرؑ نے دعوی الوہیت کیا جیسا کتب سنّی وشیعہ مین مرقوم ہے الست بربکم وان منشی الارواح وانا حی لایموت پس جناب دائرہ اسلام سے خارج ہوئے

جواب جوہر - یہہ قول نواصب کا محض خلاف ہے اس کا مذکور کتب معتبرہ اہل سنت مین مطلق نہین اور نہ کوئی سنی المذہب اسبات کا معتقد ہے کہ جناب امیر نے کلمہ شرک اپنی زبان مبارک سے فرمایا ہو - ہان اس قسم کے عقائد پر سکائد البتہ ابن سبا کے چیلون نے اپنی کتب مستندہ مین درج کیئے ہین پس اس کا جواب بھی فرقہ عبدالسبابہ کے ہی ذمہ ہوگا - اگر بفرض محال یہہ اتہام تسلیم بھی کرلیا جاوے تو اہلسنت کی طرف سے یہہ جواب قرین مصلحت ہوگا کہ اکثر یہہ حالت اولیائے کرام وصوفیان عظام پر طاری وساری ہوا کرتی ہے چنانچہ حدیث متفق علیہ مین واقع ہے - انت عبدی وانا ربك اخطامن شدۃ الفرح - تو میرا بندہ ہے اور مین تیرا رب ہون خطا کی مین نے غلبہ خوشی مین - پس جو امر عالم بیخودی مین سرزد ہو اُس پر طعن کرنا خود ہی مورد لعن بنتا ہے - جن اولیائے اللہ کی نسبت نواصب کو بھی حسن عقیدت

سے ہے اُن مین سے بعض نے اس قسم کے کلمات عالم بیخودی مین اپنی زبان سے نکالے ہین - پس یہہ الزام صریح اتہام جناب امیر پر کہ سرور اولیا ہین ہرگز عائد نہین ہو سکتا اور اگر نعوذ باللہ ہو سکتا ہے تو وہ اولیا اللہ جن کی ولایت کا نواصب کو بھی بدل اقرار ہے اس الزام سے بری نہین ہو سکتے اپنی کتب سیر کی سیر کرو۔

ہم کہتے ہین جوہر نافہم نے باوصف انکار اقرار بھی کر لیا - اور حدیث متفق علیہ بھی پیش کر دی اور نواصب کے اولیائے مقبولہ کا حوالہ بھی دیدیا کہ اُن کے اولیا نے بھی اس قسم کے کلمے زبان سے نکالے ہین - پس فرقہ عبد السبائیہ و ابن سبا کے چیلون مین خود ہی باقرار خود شامل ہو گئے ع جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے -

ہمارا جواب یہہ ہے فرقہ حقہ اثنا عشریہ کی کتابون مین اس قول جناب امیرؑ کا سایہ بھی نہین ہے نہ اس فرقہ ناجیہ کا اس پر اعتقاد کہ جناب امیرؑ نے دعوئے الوہیت کیا نعوذ باللہ وہ قاطع شرک تھے اور قاتل مشرکین - دیکھو خانہ کعبہ مین رسول خداؐ کے دوش مبارک پر سوار ہو کر لات و ہبل وغیرہ بتون کو توڑ پھوڑ کر خاک مین ملا دیا ؎

علیؑ بر دوش احمدؐ چشم بد دور عیان شد معنئ نورٌ علےٰ نور

جس نے اون کو خدا کہا اوسے جلا کر راکھ کر دیا ہان ایسے اقوال شیطانی عبد النعمانی ابو حنیفہ کے چیلون کی کتابون مین بہ کثرت مرقوم ہین اور اُنہین کے ہر گدائے دریوزہ گرد سنگ نوش خرقہ پوش کو دعوئے انا الحق و انا ربٌ کرنے کا استحقاق ہے جو باعلان کر رہے ہین دیکھو کتب حال و قال اپنے صوفیائے کرام کی اور واقعات تاریخی منصور حلاج وغیرہ پس جبکہ دُھنے جولاہو نکو انا الحق کہنے کا حوصلہ ہے تو شرفائے قوم کو اس سے بھی بڑھ کر کوئی کلمہ کہہ بیٹھنا کیا عجب ہے -

جوہر الایقان مصنفہ مولوی مفتی حکیم محمد عبد الکریم دہلوی سنی المذہب مین آنحضرتؐ سے صحیح حدیث درج ہے لانی لارجوا امتی فے حبھم لابی بکر و عمر ما ارجو لھم فی قول لا الہ الا اللہ ترجمہ۔ اسلیئے کہ مجھ کو اپنی اُمّت سے ابوبکر و عمر کے ساتھ محبت کرنے مین وہ امید ہے کہ لا الہ الا اللہ کہنے مین وہ امید نہین ہے انتہیٰ۔

اب فرمایئے ابوبکر و عمر کی محبت لا الہ الا اللہ کہنے سے بدرجہا بڑھ گئی خود رسولؐ اللہ کی نسبت چہ جائے اُمّتیان پس اس فرقہ عبد النعمانی مین دعوے الوہیت و نبوّت کرنا کیا بعید ہے اور رسولؐ خدا کی نسبت بھی احمد بے میم وغیرہ کہا جاتا ہے اور مولود وغیرہ مین پڑھا جاتا ہے ہم کو طول فضول کا خوف ہے ورنہ صدہا قول نقل کرتے جسے دیکھنا ہو کتب صوفیہ مین ایسے دعوے ہزارون دیکھ لے۔

سوّلھوان۔ جناب امیرؑ نے عراق و یمن و عمان کی امارت پر اپنے اقربا کو مقرر کیا اور طلحہ و زبیر کہ اصحاب بدر سے تھے کوفہ و بصرہ کی امارت پر پسند نہ کیئے گئے۔

جواب جوہر۔ رشتہ داران با اعتبار کا مقرر کرنا بہتر ہے اُن اغیار سے جو اطاعت مین پہلو تہی کرین چنانچہ ایسا ہی عثمان بن عفان نے اپنی خلافت مین کیا تھا یہہ جواب پردہ داری عثمان کے لیئے ہے مگر ہم اتفاق نہین کرتے۔ جناب امیرؑ نے عبد اللہ ابن عباس کو کہ ابن عم رسولؐ اللہ بھی تھے امارت دی اور محمدؐ بن ابوبکر کو جو خلیفہ اوّل کے لخت جگر تھے اور کسی رشتہ دار کو امارت پر مامور کرنا بتلاؤ مثل عثمان کے جنھون نے بنی اُمیہ خاص الخاص اپنے قرابت دارون کو تمام ممالک محروسہ پر قابض کر دیا۔ اور بیت المال اُنکا شیر مادر ہو گیا۔ دیکھو تاریخ اعثم کوفی

وغیرہ ولید بن عقبہ شرابخور کو حاکم کوفہ بنایا جو ہمیشہ حالت نماز میں مخمور و مست رہتا اور کہتا اگر کہو اور دو رکعت پڑہا دون مروان بن حاکم طرید رسول اللہ تھا اُس کی نعت اُس کی شرارتون کو دیکھ کر آنحضرتؐ نے مدینہ سے نکلوا دیا اور فرمایا یہہ مروان وہ ہے جو کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت پیدا کریگا چنانچہ ابوبکر و عمر نے بھی مروان کو اور دور تک نکلوایا مگر عثمان غنی نے جنکو صلہ رحمی کا بڑا خیال تھا نہ رسول اللہ کی سنت پر عمل کیا نہ سیرت شیخین پر باوصف علم حدیث مخبر صادق دربارۂ منافقت و مخالفت کتاب اللہ طریقہ رسول اللہ پہر اسی مروان کو بلا کر اپنا وزیر درکن اعظم مہمات مالی و ملکی بنایا نہ خوف از خدا و نہ شرم از رسول آخر کتاب اللہ مین منافقت و طریقہ رسول اللہ مین مخالفت جو اِن ذات شریف نے کی اظہر من الشمس وابین من الامس ہے نہ انکا وجود نابود دنیا مین ہوتا نہ اسلام کی یہہ گت ہوتی -

سترہوان - یہہ کہ قاتلان عثمان شہید مظلوم سے قصاص نہ لیا حالانکہ قرآن مجید مین النفس بالنفس واقع ہے پس در صورت اغماض جناب امیرؑ گنہگار ٹھہرے -

جواب جوہر - جناب امیرؑ پر قاتلان عثمان سے قصاص لینا اُس وقت فرض تھا جبکہ ورثائے مقتول قاتل کا نشان دیتے قطع نظر اِس کے خلیفہ پر عدل واجب ہے نہ تلاش قاتل -

ہم کہتے ہین جبکہ عائشہ صدیقہ مجتہدہ نے باعلان فتوے قتل عثمان اقتلوا النعثل کا دیدیا اور خود عثمان خلیفہ وقت نے اپنے ارتداد و عمل کتاب اللہ و شریعت محمدیؐ پر نہ کرنے کا اقرار کر کے اصحاب جلیل القدر کے روبرو توبہ کی بلکہ تحریری توبہ نامہ باقرار

عدم عمل کتاب اللہ و شریعتِ محمدیؐ لکھدیا اور بعد از توبہ نامہ کے بھی اپنے حرکات و عادات سے باز نہ آئے اور اُسی ارتداد پر مصر رہے جیسا ہم نے تاریخ اعثم کوفی سے نامہ توبہ نامہ بجنسہ نقل کر کے صفحہ ۱۴۱ و ۱۴۲ مین دکھلایا ہے تو شرعاً و عرفاً اونکا قتل جائز ہوا پھر قصاص کیسا اور تلاش قاتل کو۔

اٹھارہوان۔ یہہ کہ ابو موسےٰ اشعری کے گھر کو آگ لگوا کر جلوا دیا اور سارا مال و اسباب اُنکا لٹوا دیا۔ جناب امیرؑ نے زیادتی کی۔

جواب جوہر۔ تاریخ طبری مین یہہ معاملہ اس طرح مسطور ہے کہ مالک اشتر و اُنکے غلامون نمک حرام نے گھر مین آگ لگادی اور سارا مال و منال لوٹ لیا اس امر کی جناب امیرؑ کو مطلق خبر نہ تھی زیادتی کیسی۔

ہم کہتے ہین ابو موسےٰ اشعری سادہ لوح دور از عقل کے سبب سے خلافت حقہ درہم و برہم ہو گئی اور معاویہ شامی کیطرف رخ خلق رجوع ہو گئی۔ پس اگر ایسے آدمی کو بھی گھر کے ساتھ ہی جلا دیتے تو خوب ہوتا کیونکہ جس کی ذات سے اسلام مین فساد عظیم واقع ہوا اُس کی سزا یہی تھی۔

مالک اشتر و اُنکے غلام نمک حلال باوفا نے بہت ہی اچھا کیا ابو موسےٰ اشعری کو بھی خاکستر کر دیتے تو لطف ہوتا۔

اُنیسوان۔ یہہ کہ ابو مسعود انصاری کی جناب امیرؑ نے اہانت کی گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جوہر۔ جناب امیرؑ نے ابو مسعود کی اہانت اِسوجہ سے کی کہ وہ طرفداری باغیون کی کرتے تھے تنبیہ مین گناہ کیا ہے۔

ہم کہتے ہین جبکہ باغیان خلافت کا قتل و قمع جناب امیرؑ پر فرض تھا تو اُنکے

طرفدار معین راز دار صلاح کار سب قتل کے مستحق تھے انصاری ہون یا مہاجر۔

کیون جوہر ناقہم ابوہریرہ سے صحابی جلیل القدر صحابی رسولؐ کو صرف صحیح حدیث نبوی بیان کرنے کی علت مین خلیفہ ثانی نے اتنے کوڑے لگوائے کہ بیچارے کی پیٹھ لہو لہان ہوگئی۔

ابوذر غفاری مصاحب خاص رسولؐ اللہ کو خلیفہ ثالث نے شام سے مدینہ تک برہنہ اونٹ پر بلاکر جلاوطن کردیا۔ عمار یاسر کو خود خلیفہ نے اتنی ٹھوکرین مارین کہ اُن کو عارضہ فتق کا ہوگیا۔ یہہ نظیرین آپ نے نہ لکھین۔ ابومسعود کی اہانت پر یہہ قیل وقال۔

بیسوان یہہ کہ جناب امیرؑ نے اپنے حقیقی بھائی حضرت عقیل کو اس درجہ ناراض کیا کہ وہ جناب کے دشمن سے جاملے۔

جواب جوہر۔ جو رنجش فیمابین جناب امیرؑ و حضرت عقیل کے ہوئی وہ بمقتضائے بشریت تھی جیسے درمیان حضرت موسےؑ و حضرت ہارونؑ اور باہم ابوبکر و عمر شیخین۔ بخاری مین ابودردا سے روایت ہے کہ ایک بار باہم ابوبکر و عمر رنج ہوگیا ابوبکر آنحضرتؐ کی خدمت مین حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مجھ سے اور عمر سے کچھ گفتگو ہوئی اور رنجش ہوگئی مین اُن پر غصہ ہوا مگر بعد کو مین خود شرمندہ ہوکر عمر کے پاس قصور معاف کرانے گیا مگر اُنھون نے قصور معاف نہ کیا اس لئے آپ کے حضور مین حاضر ہوا ہون اس عرصہ مین عمر بھی حاضر ہوئے۔ حضرتؐ کے چہرہ سے آثار غصہ نمودار ہوئے ابوبکر ڈرے اور زانوؤن پر کھڑے ہوکر عرض کی کہ یارسولؐ اللہ

عمر کا قصور نہین ہے بلکہ زیادتی میری جانب سے ہوئی تب حضرتؐ نے یہہ حدیث فرمائی۔
بخاری مین ابو درداء سے روایت ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا البتہ خدا نے مجھے تمہاری
طرف بھیجا سو اول تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور ابو بکر نے کہا کہ سچا ہی اُس نے
میرے ساتھ اپنی جان اور مال سے سلوک کیا سو کیا تم لوگ میری ساتھی
کو میری خاطر سے چھوڑو گے۔

یہہ حدیث اس مصلحت سے لکھی گئی ہے گو کہ بظاہر نواصب کا جواب ہی مگر
در اصل بمقابلہ اہل تشیع خلافت بلا فصل ابو بکر کا اثبات ہی۔ انتہے

جوہر نادان پہر خلافت کا چرخہ لے بیٹھے۔ ہم کہتے ہین یہہ اعتراض ہے جوہر
کا ساختہ ہے اسی حدیث کے لیئے جیسا انکو خود اقرار ہے ورنہ اس اعتراض کی اصل
ہی کیا ہے خانگی رنجشین آنحضرتؐ اور ازواج مقدسہ کی دیکھو جن کو ہم نے مختصر لکھا ہی
تب آنکھین کھلین گو کہ ہم اُن کی تصدیق نہین کر سکتے مگر تمہاری کتابون مین مفخریہ درج ہے
اس لیئے تم کو اُنپر اعتبار کرنا چاہیئے۔ رہا حدیث سے اثبات خلافت بلا فصل جب کہ
وہ حدیثین جن مین صاف الفاظ مین ابو بکر کا خلیفہ بنانا کہا گیا ہے کار آمد نہ ہوئین تو یہہ
حدیث کیا مفید ہو گی جس مین خلافت کا ذکر ہی نہین۔

خدا نے آیۂ والسابقون الاولون مین مہاجر و انصار دونون کی قید لگا دی ہے
تصدیق رسالت اول ہو۔ یا بعد پہر سبقت اسلام ابو بکر کس کام کی رہی اور وہ حدیث
حضرت ابوذر غفاری صادق القول بقول مخبر صادق کس اصول سے خارج از جنت
قرار پائی جو ابو طلحہ سے بیان کی گئی کہ حضرت علیؑ سابق الاسلام و صدیق اکبر فاروق
اعظم و یعسوب دین ہین۔

ابودردا کو بمقابلہ حضرت ابوذر غفاری کیا وقعت ہو سکتی ہے معلوم نہیں کس کمبخت کی ہوئی ہین -

اکیسوان - یہہ کہ جناب امیرؑ نے دو مرتبہ عمداً نماز فرض ترک کی مرتکب کبیرہ ہوئے اگر کہین کہ معذوری تھی تو در صورت عذر معقول حاجت ردشمس کیا ہے -

جواب جوہر کتب معتبرہ اہل سنت مین ردشمس کا ذرہ برابر بھی اثر نہین مگر اہل تشیع کی معتبر کتب مین اس قصہ کا مذکور ہے پس اسکا جواب اُنہین کے ذمہ ہے - اگر شواہد ملا جامی کا حوالہ دیا جائے کہ جناب امیرؑ کے لئے دو بار ردشمس ہوا تو جواب یہہ ہے کہ وہ شیعون کی الحاقی کارروائی ہے کسی مفتری نے پشت کتاب پر لگا کر چھپوا دی ہوگی -

بیان جوہر تم ایسا گریز کرتے ہو جیسا جنگ اُحد و حنین سے لوگ بھاگ کھڑے ہوئے -

ہم پوچھتے ہین یہہ قصے ردشمس شواہد ملا جامی کے پشت کتاب پر درج ہین یعنے اوراق علیحدہ پر شیعون نے چھپوا کر اسمین چسپان کر دیا یا پشتہا پشت سے کتاب مذکور کے بین بین لکھے ہین - اور ابتدائے تصنیف سے اب تک نسخہ ہائے قلمی و مطبوعہ دونون مین موجود -

پس تمہارے پاس جو کتاب ہے اُس کی پشت پر شیعون کی الحاقی کارروائی ہوئی تمہین کو اس کی خبر ہوگی دوسرے کو کیا خبر -

افسوس ہے ایسی روایات صحیحہ سے خلاف عقاید اہل سنت تم منکر ہوتے ہو اور اپنے علمائے

متقدمین و متاخرین کو جھوٹا بناتے ہو۔

ہم کہتے ہین اگر ردّ شمس ہوا تو نماز بھی ترک ہوئی اگر ردّ شمس نہین ہوا تو نماز کا ترک ہونا بھی محال دونو لازم و ملزوم ہین اور پہلے ردّ شمس مین تو جناب رسولؐ خدا کی دعا کی اجابت ہے کیونکہ آنحضرتؐ حضرت علیؑ کے زانو پر فرق مبارک رکھ کر سو گئے۔ عصر کا وقت تمام ہو گیا۔ آنحضرتؐ بیدار ہوئے پوچھا یا علیؑ تم نے نماز عصر پڑھی آپ نے عرض کی اطاعت رسولؐ مین تھا۔ اس لیئے وقت جاتا رہا آنحضرتؐ نے دعا کی آفتاب قریب غروب تھا کچھ اوپر آگیا حضرت علیؑ نے نماز ادا کی پھر آفتاب غروب ہو گیا پس اجابت دعائے نبوی کا کیون انکار ہے۔

دوسری بار جنگ صفین مین خود حضرت علیؑ کی دعا سے آفتاب کی رجعت ہوئی کہ وہان بھی بوجہ قتال نواصب و خوارج شامیان بدبخت نماز کا وقت باقی نہ رہا تھا۔ گو کہ عذر معقول تھا مگر نواصب و خوارج نامعقول کے کید عظیم و کور باطنی پر خیال کر کے خدائے قادر کی قدرت و جلالت اپنی مقبولیت و خصوصیت دعا کی اجابت کا جلوہ دکھا دیا کہ یہہ نہ کہنا نماز فرض ترک ہوئی اور ترک ہوئی تو برجعت آفتاب خدا نے ادا کرا دی۔ یہہ اُسکا فضل اُس کی عطا اُس کی بندہ نوازی ذالک فضل اللّٰہ یؤتیہ من یشاء۔

رسولؐ خدا کی نماز پر جو اہل سنت اعتراض کرتے ہین اُس کی خبر نہین کہ نماز ظہر مین سہواً دو رکعت پڑھی جب لوگون نے یاد دلایا تو آپ نے اعادہ کیا اور پوری چار رکعت ادا کی تف برین بے شرمی کہ جن انفاس قدسیہ پر نماز کو خود ناز ہو اُن پر ترک نماز کا اتہام ہیچ و ہذیان۔

بائیسواں یہہ کہ جناب امیر معصوم تھے تو ہمیشہ یہہ کیوں فرمایا کرتے کہ مجھپر شیطان
ونفس غالب رہتا ہی۔
جواب - جوہر - ہرگز ہرگز جناب امیرؑ ونیز دیگر ایمہ کو اہل سنت معصوم نہیں جانتی
اسکا جواب بھی شیعوں سے دریافت کرنا چاہیئے نہ اہل سنت سے۔
ہم - کہتے ہیں بعض اہل سنت انبیاؑ علیہم السلام کو معصوم نہیں سمجھتے - جوہر کج فہم خداہی
کو جملہ مخلوق کے معاصی ومعائب کا مخزن وفاعل وصانع وموجد قرار دیتے ہیں
پس حضرت علیؑ کی معصومیت کا کیوں اقرار کرینگے - مگر ہاں شیعہ اہل حق جنکو تمیز حق
وباطل وشناخت عاصی ومعصوم ہے وہ ثابت کرتے ہیں اور کور باطنوں کو نور
کی تجلی نار کی تاریکی دکھادیتے ہیں -
دیکھو مسند احمد حنبل اور مناقب ابن مغازلی شافعی اور مودات سید علی ہمدانی اور
مستدرک حاکم اور جمع بین الصحاح الستہ وغیرہ کتب کثیرہ اہل سنت کہ فرمایا حضرت
رسول خدا نے انا وعلی من نور واحد والحسن والحسین نوران من نور رب العلمین
والفاطمۃ بضعۃ منی - یعنی میں اور علیؑ ایک نور سے ہیں اور حسنؑ وحسینؑ دونوں نور
پروردگار سے ہیں - اور فاطمہؑ ٹکڑا میرے جگر کا ہی -
اور دیکھو احادیث مقبولہ اہل سنت انا وعلی من نور واحد اور من شجرۃ واحدۃ
اور الفاطمۃ بضعۃ منی اور حسنؑ وحسینؑ ریحانتاے فی الدنیا والاخرۃ اور یا علیؑ
انت وارثی اور جسمات جسمی روحاشہ روحی حربا شہ حربی اور انی حرب لمن حاربہم
وسلم لمن سالمہم - وغیرہ احادیث کثیرہ ومتواترہ متفق علیہا -
اور دیکھو انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا -

یعنی نہیں چاہتا ہی اللہ مگر یہہ کہ لیجاوے تم سے نجاست یعنی ہر طرحکے گناہ اور غصہ اور بختی کو ای اہل بیت اور پاک رکھے تم کو پاک رکھنا۔

چنانچہ صحیح ترمذی اور صحیح موطا اور صحیح ابی داؤد اور صحیح مسلم اور جامع الاصول اور مشکواۃ شریف اور مسند احمد حنبل اور معجم کبیر طبرانی اور وسیط واحدی اور جمع بین الصحاح الستہ رزین العبدری اور جمع بین الصحیحین حمیدی اور صحیح نسائی اور مفتاح النجا اور نزل الابرار مرزا محمد معتمد خان بدخشی اور مودات سید علیؑ ہمدانی شافعی اور مناقب ابن مغازلی وغیرہم مین۔

اور راویان معتمد اور متواتر انس بن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور سعد وقاص اور ابی سعید خدری اور واثلہ بن اصقع اور ام المومنین جناب عائشہ اور حضرت ام سلمہ وغیرہا سے ثابت اور متحقق ہے کہ آنحضرت ایک چادر اوڑہے ہوئے تھے بلکہ جناب عائشہ سے صحیح مسلم مین رنگ بھی چادر کا لکھا ہے کہ منقش سیاہ بالون کی تھی کہ جناب مولائے مومنین حضرت علیؑ ابن ابی طالب اور سیدۃ النساء العٰلمین حضرت فاطمہؑ زہرا اور دونون شاہزادون حضرات حسنین علیہم السلام کو چادر کے اندر لیکر یہہ آیت پڑہی۔

اور صحیح ترمذی و موطاء و ابوداود و جامع الاصول مین انس بن مالک سے مروی ہے کہ بعد نزول اس آیہ کریمہ کے چھ مہینے تک آنحضرتؐ ہر صبح کو جناب سیدہ دوجہان کے دروازہ پر آکر فرماتے الصلواۃ الصلواۃ اہل بیت انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل بیت و یطھرکم تطھیرا۔

مسند احمد حنبل مین حضرت ام سلمہ سے روایت ہی کہ آنحضرتؐ نے چارون

صاحبون کو چادر مین داخل کر کے فرمایا اللھم ھولاء آل محمد فاجعل صلواتک و برکاتک علی محمد و آل محمد انک حمید مجید۔ یعنی یا خدا یہہ ہین آل میری پس گردان تو درود اور برکات اپنی اوپر محمدؐ اور آل محمدؐ کے تحقیق تو شکر کیا گیا بزرگ ہے۔

طالب حق اور رتبہ شناس اہل بیت رسولؐ برحق پر واضح ہو کہ احادیث متکاثرہ و متواترہ صاف صاف بغیر کسی احتمال شبہہ کے فریقین سنی و شیعہ سب کے یہان موجود ہین کسی کو مجال دم زدن نہین جنسے اہل بیت اور معصوم ہونا انہین نور ہی جسم کا بے شبہہ ہویدا ہے اور ظاہر ہے کہ جب یہہ معصوم ہین تو یہہ جسے معصوم کہین وہ معصوم اور جسے عاصی و مذموم کہین وہ عاصی و مذموم اگر عنایت الہی شامل حال ہو تو سب طرح کے وساوس شیطانی اور نفسانی سے محفوظ رہے پھر کسی جاہل یا عالم مبتلائے وساوس کے دہوکے مین نہ آوے۔

مصابیح بغوی مین اور تفسیر ابو العباس اسفرائی مین کہ مفسر جلیل القدر اور شیخ معتمد القول سنت جماعت کے ہین حدیث معتبرہ و صحیح وارد ہے کہ جبوقت داخل کیا پیغمبر خدا نے علیؑ و فاطمہؑ و حسنینؑ کو عبائے مبارک مین تو فرمایا اللھم ھولاء اہل بیتی و خاصتی اطہار عترتی واطائب ذریتی من لحمی و دمی الیک لا الے النار اذھب عنھم الرجس وطھرھم تطہیرا۔ یعنی یا خدا یہہ ہین اہل بیت میرے اور طاہر عترت میری اور طیب فرزند میرے گوشت میرے سے اور لہو میرے سے طرف تیرے نہ طرف آگ کے لیجا تو ان سے ہر طرحکے گناہ اور طاہر

یکم تو انکو ظاہر رکھنا۔

صاحب روضۃ الاحباب ہمہ او رموثقین سنت جماعت سے تحفۃ الاحباب مین
پانچ حدیثین اسی قسم کی لکھکر لکھتے ہین کہ بہ تحقیق تمام ثابت ہی کہ آیت تطہیر انھین پانچ تنون
کی شان مین نازل ہے اور اسی واسطے انھین آل عبا کہتے ہین جیسا کہ شیخ شہاب الدین
وغیرہ نے تصریح لکھا ہے اور ابن مردویہ صاحب مناقب نہایت معتبر مشاہیر
کبرائے موثقہ سنت جماعت سے لکھتے ہین کہ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو فرمایا
رسول خدا نے خمسۃ منا معصومون انا و علیؑ و فاطمۃ و الحسنؑ و الحسینؑ یعنے
پانچ ہم معصوم ہین۔

مودات سید علی ہمدانی مین ہے عن اصبغ عن ابن عباس قال سمعت رسول اللہ یقول
انا و علیؑ و الحسنؑ و الحسینؑ تسعۃ ولد الحسینؑ مطہرون و معصومون۔

ابن عباس کہتے ہین مین نے اپنے کانون سنا کہ فرمایا رسولؐ خدا نے کہ مین
اور علیؑ اور حسنؑ و حسینؑ اور نو شخص اولاد حسینؑ سے مطہر و معصوم ہین۔

واضح ہو کہ حدیث مردیہ ابن مردویہ باعتبار معصومین موجودہ وقت اور حدیث
مرویہ سید علی ہمدانی واسطے بالقوۃ ان معصومون کے جو اولاد اور ذریت حسینؑ
مین پیدا ہونے والے تھے۔ طالبان حق دیکھو کہ اس حدیث مین کسی طرح
مجال چون و چرا اور لیت و لعل و احتمال دلائل قضیہ دلالیون کی کسی کو باقی نہین ہو
سکتی انصاف شرط ہے مناسب اس مقام کے ہے جو شیخ شہاب الدین
دولت آبادی بذکر منشور سادات باب ہفتم مین نقلاً تفسیر بخاری سے تفسیر آیہ بذا
مین لکھتے ہین بعینہ نقل کیجاتی ہی فی تفسیر بخاری۔

ہر گاہ این آیت مباہلہ نازل شد مصطفےٰ گلیم مخطط بر سر گرفت و زیر آن بنشست و علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ را بہ نشاند۔ چون از مباہلہ فارغ شد جبرئیلؑ بیامد و گفت یا محمدؐ آنانکہ
با تو در مباہلہ بودند فرمانست تا بر سر ایشان منشور کنم تا مردمان ایشانرا عزیز و مکرم دارند
پس جبرئیلؑ بر سر مصطفےٰ دو جعد بافت و تشریح داد و مقدار سر انگشت موئے ہا
پراگندہ بگذاشت و مہر کردہ پس مصطفےٰ بر سر علیؑ و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ دو تا جعد کرد و
فرمود این بر شما سنت گردانیدم و بر اولاد شما کہ از فاطمہؑ اند پس جبرئیلؑ گفت
من یا محمدؐ من نیز با تو در مباہلہ بودم موافقت کردہ ام و خادم خانہ توام و علیؑ را در جنگ
یاری دادہ ام و گہوارہ حسنؑ و حسینؑ جنبانیدہ ام مرا از اہل خاندان خود قبول فرمائی بر سر
من جعد ہا کن تا فرشتگان ملائے اعلےٰ مرا اہل خاندان تو دانند و ہمین دعا مرویست
الٰہی بحرمۃ خمسۃ ان الذین سادسہم جبرئیل یعنی یا خدا بحرمت پنجتن و چھٹا جبرئیلؑ۔
پس مصطفےٰ بر سر جبرئیلؑ جعد ہا کردہ۔

تاریخ منشر الدالقائم میں ہے کہ آنحضرتؐ نے جناب شاہ ولایت سے فرمایا کہ یا علیؑ بغیر تمہاری
فرزندوں کے جو فاطمہؑ سے ہوں کسی کو منشور روا نہیں۔

اَب شیطان کا غلبہ و مغلوبیت ہمارا جواب ہے کہ انبیاؑ و اوصیا معصومین سے
ہنز لون ہیہ مردود دور رہتا ہے مگر بہ اعتقاد اہل سنت انبیا کی حضوری شیطانکو
حاصل رہتی ہے۔

ترمذی میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے آنحضرتؐ کے حضور میں ایک چھوکری
حبشیہ دف بجا کر گا رہی تھی ابوبکر عثمان علیؑ بہ اوقات مختلف آئے وہ دف
بجاتی گاتی رہی بعدہ عمر خطاب آئے اُس نے دف کو چوتڑوں کی

نیچے چھپالیا۔
آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے کیونکہ میری سامنے چھوکری دف بجایا کی ابوبکر علی عثمان آئے اُس نے خوف نہ کیا تم کو دیکھ کر خاموش ہوگئی۔
ترمذی میں عائشہ سے روایت ہے میں نے بچون کا شور سنا آنحضرتؐ تشریف رکھتے تھے کھڑے ہوگئے ایک حبشیہ عورت اُچھل کود رہی تھی آنحضرتؐ نے فرمایا اے عائشہ آؤ تماشہ دیکھو میں آئی اور حضرتؐ کے مونڈھے پر اپنے رخسارے رکھ کر تماشہ دیکھنے لگی حضرتؐ نے فرمایا سیر ہوگئیں میں نے کہا نہیں دیر کے بعد عمر خطاب نمودار ہوے اور لوگ متفرق ہوگئے حضرتؐ نے فرمایا میں جنی اور انسی شیطانونکو عمر سے بھاگتا دیکھتا ہون۔
ترمذی میں ابن عساکر سالم بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوموسے اشعری کو حضرت عمر کی خبر نہ معلوم ہوئی وہ ایک ایسی عورت کے پاس آئے جس کے پیٹ میں شیطان بولتا تھا ابوموسے نے اُسی عورت سے عمر کی خبر پوچھی اُس نے کہا تم ٹھہر جاؤ میرا شیطان میرے پاس آجاوے جب شیطان آیا تو پھر پوچھا شیطان نے کہا میں نے اُنہیں لنگی کا تہہ بند باندہتے چھوڑا ہے اب وہ صدقے کی اونٹ بانٹ رہے ہیں۔
کتاب الاکتفا اور ریاض النضرہ محب طبری سے منقول ہے کہ خلیفہ دوئم سے اور شیطان سے کشتی ہوئی۔ شیطان نے ان کے فضائل بیان کئے۔
صحیح بخاری میں فضل آیۃ الکرسی صفحہ بارہ میں لکھا ہے ابوہریرہ کو شیطان نے

سکھایا۔

غالاً اور شیطان سے خوب مار پیٹ ہوئی مدارج النبوۃ صفحہ ۴۹۲ مین ہے آنحضرت فرمود بعائشہ شیطان ترا برین گاشت ہی کتاب کے صفحہ ۵۰ مین ہے انھی صواحب یوسف وان کید کن عظیم صحیح مسلم مین ہے عن ابن عمر قال خرج رسول اللہ من بیت عائشۃ فقال رأس الکفر من ھیھنا من حیث یطلع قرن الشیطان۔ پس ایسے لوگون کی مخالطت مجالست و مؤالست مکالمت شیطان کے ساتھ ہوگی یا اجسام نوری والفاس معصوم و مطہر سے اسکا تعلق ع بہبین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا۔

یہہ فرمانا جناب امیر کا کہ مجھپر شیطان غالب رہتا ہے محض اتہام نواصب و اُن کے ہم مشربو نکا ہے۔ اور یون اگر خیال کرو تو رسول اللہ توبہ و استغفار فرمایا کرتے تھے کیا معاذ اللہ وہ گنہگار تھے۔ نہین بلکہ کسر نفس و عجز و الحاح بدرگاہ قادر مطلق ہر انبیا و اوصیا کا شعار مستحسن ہے جس سے امت متنبہ ہو کر ہمیشہ توبہ و استغفار پر عامل رہے اور اپنے کو ہیچ تصور کرے۔

"۲۳" تیسوان یہہ کہ جب متعہ حلال و افضل الطاعت تھا تو جناب امیر نے خود کیون نہ کیا گنہگار ہوئے۔

جواب۔ جو ہر اہل سنت متعہ کو قطعی حرام جانتے ہین پس اس مسئلہ کے جوابدہ شیعہ ہین۔

بہت خوب ہم جوابدہ ہین رسنو بیان جوہر تم نے جو متعہ کو قطعی حرام بنا دیا یہہ کس دلیل سے آیا کسی آیت قرآنی سے ہے یا سنت بدعات خلیفہ ثانی سے کیونکہ اسبات پر اہل سنت کو بھی اتفاق وافر ہے کہ متعہ عہد مبارک رسول اللہ و خلیفہ

ادمین مباح و حلال تھا خلیفہ ثانی کی عہد مین حرام کیا گیا کیونکہ اونکا خود قول صحیح بخاری مین موجود ہی کہ دو متعہ عہد رسول اللہ مین حلال تھے انکو مین حرام کرتا ہون پھر آپنے جو قطعی حرام لکھدیا تو حرام ہونیکی وجہ بجز ایجاد و بدعت خلیفہ ثانی اگر اور کوئی آپکے پاس ہو تو بیان کیجیے قطعی حرام کہدینا بلا ثبوت و دلیل معقول کافی نہو گا۔ اگر حکم خدا و رسول سے حرام ہو نام لکھو گی تو جواب دیا جائیگا۔

متعہ کو افضل الطاعات کس نے کہا اور ترک متعہ مین گنہگار ہونا چہ معنی۔ جیسا رسول نے باوجود حلت صریح متعہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی ویسا ہی جناب امیر کو بھی ضرورت متعہ کی نہوئی جیسے نکاح نہ کرنے مین گناہ نہین سمجھا گیا ویسا ہی متعہ مین۔

دیکھو حضرت عیسے علیہ السلام نے نکاح ہی نہ کیا اور عالم تجرد مین عمر بسر کردی۔ رسول اللہ نے باوصف حلت تعداد ازواج حضرت خدیجہ کے حین حیات دوسری بی بی کی طرف توجہ نفرمائی حالانکہ عالم شباب تھا اور بعد انتقال اونکے تیرہ ازواج تک نوبت پہونچ گئی پھر حضرت علیؑ کو متعہ کی کیا ضرورت ہوئی۔

آئمہ معصومین نے جو متعہ کے فضائل بیان فرمائے ہین وہ اس وجہ سے کہ ایک امر حلال خدا جبراً حرام کردیا گیا پس لوگون کو اوس کے عمل پر ترغیب و تحریص ہونی چاہیے تاکہ حلال خدا معطل و بیکار نہ رہجاوے مگر یہہ نہین کہ بے ضرورت بھی خواہ مخواہ متعہ پر اصرار ہو جیسا نکاح کے فضائل و مناقب ہین ویسا ہی متعہ کے مگر کوئی نہ کرے تو گنہگار نہین ہو سکتا۔

چونکہ حلت متعہ مین ہزارون دلیلین اور بحثین صدہا کتابون مین درج ہین اور یہہ ایک مشہور و معروف مسئلہ ہے جسے ضرورت حلال و حرام سمجھنے کی ہو وہ کتابون مین دیکھ کر اطمینان کرلے کہ آیا حلال ہے یا حرام بدعت و ایجاد خلیفہ ثانی۔

اگر جوہر نادان قطعی حرام ہونے کی کوئی وجہہ لکھین گے توجواب
دیا جاویگا۔

چوبیسوان۔ یہہ کہ جناب امیر نے اصل ہدایت کو گم کرکے بندگان خداکو ضلالت
مین ڈالا۔ اور بار معصیت خلایق کا جناب کی گردن پر رہا تاقیام
قیامت۔

جواب۔ جوہر یہہ اعتقاد پرفساد اہل تشیع کا ہے نہ اہل سنت کا جس کا جواب
دیا جاوے۔
لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ شیعون کا یہہ اعتقاد تم نے کس دلیل سے لکھا یوہین
اول جلول دیوانون کی طرح جو زبان پر آتا ہے بک ڈالتے ہو وجہہ یہہ کہ تم کو
اور نواصب مردود کو جو تمہارے ہم مشرب وایک تھیلی کے چٹے بٹے ہین۔
حضرت علیؑ کے ساتھ منافقت کلی وعداوت قلبی ہے پس ہترا و دبزبان انچہ
درآورند دلست۔

حضرت علیؑ نے دین خدا کی شریعت محمدیؐ کی آبرو رکھ لی ہدایت واحکام خدا اور رسولؐ
کی سپر بنگئے کہ آج تمام دنیا مین اونہین کے نور ہدایت سے اسلام حقیقی چمک
رہا ہے اور مثل آفتاب عالمتاب روشن و درخشندہ
اگر آپ اُن گمراہان وادیٔ ضلالت ومنافقان کتاب اللہ وطریقہ رسالت
کو وقتاً فوقتاً تادیب وتنبیہ وتہدید نہ فرماتے تو آج اسلام کا کوئی نام
بھی نہ جانتا۔

ایک حدیث سنو اور اپنی کردار بد سے توبہ کرو اب بھی صراط المستقیم اختیار کرو۔
صحیح ترمذی مین امام احمد سے روایت ہے لوگون نے رسول خدا سے عرض کیا کہ ای رسول خدا ہم آپ کے بعد کسے امیر بناوین فرمایا اگر تم ابوبکر کو خلیفہ بناؤ گے تو اسے امانت دار پاؤ گے وہ دنیا کی لذات سے بے رغبت اور آخرت کے نعماء مین رغبت کرنے والا ہے۔ فقرہ عربی امیناً زاہداً فی الدنیا راغباً فی الآخرۃ اگر تم عمر کو امیر بناؤ گے تو اسے زبردست امانت دار پاؤ گے وہ دین خدا جاری کرنے مین کسی کی ملامت پر خوف نہ کرے گا۔ فقرہ عربی قویاً اميناً لا یخاف فی اللّٰہ لومۃ لائم اور اگر علیؑ کو امیر بناؤ گے۔ مگر مین گمان نہین کرتا کہ تم اُسے خلیفہ بناؤ گے تو اوسے سیدہی راہ دکھانے والا پاؤ گے۔ تم کو وہ سیدہے رستہ پر لیجاویگا فقرہ عربی ھادیاً مھدیاً یاخذ بکم الطریق المستقیم رواہ احمد۔
اب دیکھئے ہادی و مہدی و طریق مستقیم یہہ الفاظ حضرت علیؑ پر صادق آتے ہین۔ یا دوسرے پر۔ ابوبکر امانت دار ہین۔ دنیا سے بیزار دین کی طرف راغب۔ عمر اُن سے زیادہ امانت دار اور نہ خوف کرنے والے دین خدا مین ملامت کرنے والون سے۔ مگر ہدایت طریق مستقیم کے لیئے حضرت علیؑ خاص ہین اور اُنہین کے لیجانے سے سیدہی راہ ملسکتی ہے پس اس ہدایت طریق مستقیم سے کس نے انحراف کیا اور سیدہی راہ چھوڑ کر بیراہ ہو گئی۔ پس جنہون نے اُمت کو سیدہی راہ سے پھر کر دوسری ٹیڑہی راہ پر لگا دیا وہ ہدایت کے گم کرنے والے ہوئے یا حضرت علیؑ جو بقول مخبر صادق ہادی و مہدی اور سیدہی راہ دکھانے والے تھے رسول خدا نے صاف الفاظ مین فرما دیا کہ بجز علیؑ کے ہادی و مہدی دوسرا نہین۔ اور انہین کی ذات پر سیدہی راہ ملنے کا انحصار ہے اور حضرت علیؑ نے بھی بہت کچھ سیدہی راہ اختیار کرنے کو اُمت سے کہا مگر کوئی نہ سنے اور خود ہی کنوئین مین گرے تو کیا علاج

مگر جن کو اللہ جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سیدھی راہ چلنے کے لیے آنکھین عطا کین اور کانون سے قول مخبر صادق سن لیا وہ ہر حال و قال مین صراط مستقیم پر ثابت قدم و راسخ دم رہے اپنے ہادی و پیشوا کا دامن نہ چھوڑا اسی سیدھی راہ پر قائم رہ کر اعلی علیین مین داخل ہوئے اور ہوتے جاتے ہین اور ہونگے انشاء اللہ تعالے ۵

مطلب یہی ہی ہاتھ کی ہر اک لکیر کا　　دامن نہ چھوٹنے پائے جناب امیر کا

پچیسوان - یہہ کہ جناب امیرؑ نبی نہ تھے جو اُن کی نسبت دعوے نبی غیر مرسل ہونیکا کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن پاک مین حضرت رسول خداؐ کی نسبت خدائے تعالی نے خاتم النبیین فرمایا ہی -

جواب جوہر - یہہ بات بھی شیعون سے دریافت کرنی چاہئیے کیونکہ اُنہین کے رکن اعظم و سر برآوردہ عالم یکتائے روزگار محب حیدر کرار نے اپنی انوار الہدے مین بہت جگہ نسبت جناب امیر و نیز دیگر ائمہ دعوے انبیائے غیر مرسلین ہونے کا کیا ہی اہل سنت اس عقیدہ کو کفر مطلق جانتے ہین -

ہم کہتے ہین جہان مصنف انوار الہدے سلمہ اللہ تعالے نے دعوے کیا ہے وہان نقل و عقل سے ثابت کر دیا ہے خصوص اہل سنت کے کتب معتبرہ سے پھر اُس کا جواب کچھہ بھی تو لکھتے - یہہ گریز و فرار عن المیدان المناظرہ اچھا نہین صرف یہہ کہہ دینے سے کہ اہل سنت کفر مطلق جانتے ہین آپ کا پیچھا نہین چھٹے گا کوئی ضرب تو سنبھالو اور کچھ تو منھہ سے بولو ہر بات مین یہہ کیا طریقہ اختیار کر رکھا ہے نہ خدا کی خدائی نہ رسولؐ کی رسالت -

جبتک اُن دلائل قاطعہ و براہین ساطعہ کا جواب نہ دوگے جو انوار الہدے مین دعوے

نبی غیر مرسل ہونے کا کیا گیا ہے - آپکا کوئی عذر کوئی انکار نہ سنا جائے گا - اور اس سوال نواصب کا وہی جواب ہی جو انوار الہدے مین درج ہی - معزز و مفتخر مصنف لکھتے ہین صفحہ پچھتر صفت دویم مین ہم صدر کتاب مین اس امر کو قرار دے چکے ہین کہ جس طرح مرسلین علیہم الصلوٰۃ معصوم و طاہر ہوتے ہین ویسا ہی انبیائے غیر مرسلین جو در حقیقت مرسلین کے نائب ہین معصوم ثابت ہوئے ہین اور یہہ امر بھی ہم ثابت کر چکے ہین کہ ابتدائے آفرینش سے تا ایندم ہر مرسل صاحب بعثت کے ماتحت و نیابت مین بحسب ضرورت کسی قدر انبیا غیر مرسل ضرور بالضرور مبعوث ہوئے ہین - فی انوار الہدیٰ -

کیون میان جوہر اس حدیث مشہورہ و معروفہ کا کیا مطلب ہی - آنحضرتؐ نے فرمایا علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل - علما میری اُمت کے مثل انبیا بنی اسرائیل کے ہین -

دوسری حدیث ترمذی کی لکل نبی سبعة نجباء و رقباء و اعطیت انا اربعة عشر ہر نبی کے لئے سات نجیب و محافظ ہوتے ہین مجھ کو چودہ ۱۴ عطا ہوئے ہین - آئمہ اثنا عشر اور حضرت جعفر طیار و امیر حمزہ کرار - علما سے بھی مراد اثنا عشر ہین کیونکہ انا مدینة العلم و علی بابها - جو سینہ بسینہ تا حضرت قایم صاحب الزمان مثل دریائے نور موجزن ہی -

اب سوالون کے خاتمہ پر جوہر کج فہم کہتے ہین - دیکھو شیعو یہہ ہین - چند مطاعن کتاب کل طویل نواصب ذلیل کے معاذ اللہ درباب دیانت و عدالت و حکم و علم و فضل و عقل جناب امامت دستگاہ کی اب تم پر فرض ہی کہ اس بار گران کو اپنے سر سے اُتارو اور اپنے دشمنون کو بیدان امتحان مین پچھاڑ رکھو - گو بفضل خدا اہل سنت نے

قوم ناحق شناس کو چاروں خانے چت زمین پر دے مارا ہی کہ نواصب مخذول کی کمرین ٹوٹ گیئں ہیں -

ہمارا جواب بہت خوب آپ کے حکم کی تعمیل مین سر سو فرق نہ ہوا ہم نے اُن کو بھی پچھاڑا اور تم کو بھی اُن کے سوالون اور تمہارے جوابوں کی دہجیان بکھر گیئں -

دیکھو باطل کا ساتھ دینے مین یہہ روز بد آگے آتے ہین اور حواس خمسہ کے طوطے اُڑ جاتے ہین -

نہ اُن کمزورون کا ساتھ دیتے نہ ٹھوکر کہاتے کیسے اوندہے مُنہ گرے ہو کہ عمر بھر یاد رکھو گے -

اب جوہر نادان و نافہم نے ایک سوال نو ایجاد بہت ہی لفاظی و لسانی سے شیعون پر کیا ہے جس کا خلاصہ یہہ ہے کہ جناب امیرؑ نے باوصف چنین و چنان اوصاف و فضل و مناقب ابوبکر کو کیون خلافت پر قبضہ دیا اور خود محروم رہے - اور اصحاب نے کیون نہ آپ کو مسند نیابت پر بٹھایا کیا خلفائے ثلثہ خدا و رسولؐ سے بھی زیادہ زور آور تھے جنھون نے نیابت نائب بلافصل کی غصب کر لی - اصحاب ایسے طاقتور تھے جنھون نے حمایت ملائکہ کی بھی پروانہ کر کے بے خوف و خطر سینہ زوری سے خلافت سرور اولیا سید الاصفیا حیدر کرار صفدر نامدار کی لے کر ابوبکر کو دیدی -

اس ایک ہی سوال اہل سنت کا جواب اہل تشیع اپنے ہی کتب معتبرہ سے دیدین بشرطیکہ آیات بینات و احادیث سرور کائنات کی تکذیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر یہہ مسئلہ بدر کو صندوق تقیہ سے نکال کر جواب دیا جائے گا تو اُس کے جواب الجواب مین بجائے غالب کل غالب تحفہ مغلوب علی کل مغلوب پیش کیا جاویگا یا بالضرورت بذریعہ

تار برقی خوارج کو بھی خبر کرنی پڑے گی جس سے شیعون کو قدر مناظرہ قیامت تک معلوم رہے گی۔

جواب۔ ہم نے اہل سنت کے عموماً اور جوہر نادان کے خصوصاً سوال کا جواب صفحہ ۹۲ لغایت ۱۰۱ مین مفصل دیا ہے کہ حضرت علیؑ نے عموماً کل انبیائے مرسلین اور خصوصاً رسول اللہ سید المرسلین کی تقلید کے سر مو فرق نہین ہے جیسا کل انبیاء و خود رسولؐ خدا بادشاہان ظالم و حاکمان بد طریقت کے عہد مین مغلوب و محکوم بے بس و بے کس بسر کرتے رہے ویسا ہی حضرت علیؑ بھی عہد خلفاء غاصب خلافت مین بقول خود مصدقہ جوہر کہ چارہ نہین آدمی کو امیر سے نیک ہو یا بد بسر کرے مومن اُس کی حکومت مین تا زیست۔

اور رسالہ خامس احقاق الحق وصیت رسولؐ خدا در بارہ صبر و سکوت و نہ کرنے جنگ و جدال با خلفاء ثلثہ بنظر تحفظ ضعفائے مسلمین و حفاظت دین۔

پس جبکہ تم خود ہی اِن وجوہات کو تسلیم کرتے ہو تو پھر سوال کیسا۔ حضرت علیؑ کو جو خدا و رسولؐ کا حکم تھا اُس کی تعمیل کی۔

اصحاب شورہ کی نادانی دنیا طلبی بوالہوسی جہالت کور باطنی جنھون نے حق پر باطل کو ترجیح دی۔

احد مین حنین مین رسول اللہ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ گئے اپنی جان بچائی دیکھو صلح حدیبیہ کا قصہ جب آنحضرتؐ نے مصلحتاً کفار مکہ سے دب کر صلح کر لی تو اصحاب کو سخت ناگوار ہوا۔ آنحضرتؐ نے اصحاب سے حکم فرمایا کہ اُٹھو اور قربانی کو ذبح کرو اور بالون کو حلق کرو مگر اصحاب نہایت ناخوش تھے کسی کا دل قربانی کو نہ چاہتا تھا آنحضرتؐ نے تین بار فرمایا مگر بنی ہاشم کے سوا اور کوئی مارے طیش کے نہ اُٹھا حضرتؐ رنجیدہ ہو کر

دولت سرامین گئے حضرت ام سلمہ سے اصحاب کی نافرمانی بیان کی ام سلمہ نے عرض کی آپ کسی سے کچھ نہ فرمائیے اور حجامت بنوائیے اور قربانی کیجئے۔

آنحضرتؐ نے اپنے خاص اونٹون کو قربانی کیا اور سر ترشوایا۔ پھر لوگون نے طوعاً وکرہاً قربانیان کین اور چند لوگون نے سر ترشوایا باقی نے تھوڑے تھوڑے بال کترواے حالانکہ آنحضرتؐ نے مکرر محلقین یعنی بال ترشوانے والون کے حق مین دعا کی مگر کسی نے نہ سنا بلکہ عمر خطاب نے صاف کہدیا کہ آج کا سا شک آنحضرتؐ کی نبوت مین مجھے اور کبھی نہین ہوا۔ پس یہہ وہی اصحاب تھے یا اور جبکہ رسول اللہ کے حضور مین یہہ حال تھا تو بعد اُن کے جو اُن سے افعال سرزد ہوئے طشت ازبام ہین۔

ایسے اصحاب نافرمان کے شورہ و اجماع پر ناز کرکے خلافت کا استحقاق جائز کرنا خوش فہمی اہل سنت ہی اور جبکہ خدا و رسول ہی کے احکام سے صراحتاً انکار و انحراف تھا تو ملائکہ کی حمایت کی کب پروا تھی۔ ہان اگر مثل قوم لوط علیہ السلام تختہ اُلٹ دیا جاتا تو مناسب تھا مگر اُمت محمدی عذاب و عقاب دنیاوی سے مستثنے کی گئی ہی۔

دیکھو حدیث بخاری و مسلم کہ بہت اصحاب خاص بعد وفات آنحضرتؐ اپنے اُس حال پر پھر گئے جس پر وہ پہلے تھے اور خاتمے کے وقت ایمان نہ رہا اور یہہ شامت بوجہہ بے طاعتی و مخالفت و معاندت اہلبیت اطہار کی صرف نفسانیت سے اُن کو نصیب ہوئی اور انہین کتابون مین بذیل سبحان استی دیکھو کہ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ روز قیامت اکثر اصحاب میرے اُلٹے ہاتھ کیطرف پکڑے آوینگے یعنے جدہر اصحاب نار جہنم کا رخ ہوگا تو مین خدائے تعالے سے عرض کرونگا کہ بار الہا یہہ تو میرے اصحاب ہین تب درگاہ الٰہی سے حکم ہوگا کہ تم نہین جانتے جو کچھ تمہارے بعد انھون نے احداث

کیا - آپ عرض کرینگے کہ مین گواہی دیتا ہون اِن کی جب تک مین زندہ رہا یہہ ایمان لائے نماز پڑہتے تھے روزہ رکھتے تھے زکوٰۃ دیتے تھے سب باتین ایمان والون کی میرے روبرو کرتے تھے تب حکم الٰہی ہوگا کہ یہہ مرتد ہوگئے اور اپنے پچھلے پاؤن پھر گئے بفور تمہاری مفارقت کے اور تمہاری اطاعت سے نکل گئے بہ مجرد تمہاری وفات کے اور وفات ہوتے ہی خلاف حکم عمل کرنے لگے اور بعض اِنمین بہت ہی مقرب ہین مگر نفسانیت بد بلا ہی خدا محفوظ رکھے -

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرتؐ نے ابوبکر سے فرمایا کہ خبر نہین بعد میرے تم دین مین کیا کیا ایجاد بن کروگے - اور عمر خطاب سے فرمایا کہ قسم خدا کی اگر موسیٰ میرے عہد مین ہوتے تو تم سب مجھے چھوڑتے اور اُن کی پیروی کرتے -

شیعہ علیؑ کو خدا نہین کہتے رسول اللہؐ منہین کہتے خدا باوصف عظمت وجلالت وجباری وقہاری کیسی کچھ برداشت وحلم وضبط اپنے بندون کی نافرمانی پر کرتا ہے -

رسول اللہؐ باوجود بہمہ اوصاف موصوف ہونے کے کفار کے ہاتھ سے مغلوب ومحکوم رہے اور جو ایذائین وتکلیفین ومصیبتین اُن بدکردارون نامنجارون کے ہاتھ سے اُٹھائین اُنپر سکوت وصبر وتحمل کیا -

اصحاب نے علانیہ نافرمانیان کین حکم نہ مانا اُن کو تنہا چھوڑ کر صف جنگ سے بھاگ گئے کھڑے ہوئے اُن کی نبوت مین شک کیا اُن کے روبرو توریت پڑھتے جس سے آپکا چہرہ غیظ وغضب سے متغیر ہوجاتا - تقسیم مال غنیمت مین عادل نہ کہتے اُن کو معاذ اللہ ہذیان سے نسبت دیتے - ابی سلول کے نماز جنازہ پڑہتے ہوئے اُنپر کود پڑتے انکو کھینچتے نماز سے باز رکھتے - ازواج کا یہہ حال کہ ہر طرح اُن کو تنگ کرتین جھوٹا

اہتمام لگاتین اُن کے راز کو با وصف ہدایت اخفا افشا کرتین اُن سے انصاف چاہتین۔ غرضکہ کیا کیا مصائب و اذیتین آپنے کفار ناہنجار دم ابدکردار سے اُٹھائین مگر صبر و سکوت فرمایا۔ بس الیساہی حضرت علیؑ کو سمجھو غالب علیٰ کل غالب کے موقع پر سب پر غالب رہے۔ اور صبر و سکوت کے موقع پر صابر و شاکر ضابط و حلیم مثل رسول اللہ مصرع

ہر سخن بموقع و ہر نکتہ مقامے دارد۔

تقیہ کو کیا دخل تھا اور اگر الیساہی سمجھو تو خیر رسول اللہ کا حال قیام مکہ مین صراحت کے ساتھ غور کرنا چاہیئے۔ ہم بہت ہی اختصار کے ساتھ لکھتے ہین قصص الانبیا اہل سنت کی کتاب سے جو تمام احادیث و روایات کا خلاصہ ہے۔ جب آنحضرت کو ۴۰ برس کی عمر مین رسالت و پیغمبری ملی یا ایہا المدثر قم فانذر و ربک فکبر۔

آپ نے پہلے حضرت خدیجہ سے یہہ حال ظاہر کیا جنہون نے بلا عذر و حجت آپ کی رسالت کی تصدیق کی بعد ازان حضرت امیر المومنین ابن عم رسولؐ علیؑ ابن ابی طالب نے کہ عمر اُن کی آٹھ سال کی تھی۔

ابو بکر صدیق ان دنون مین یمن کی طرف تجارت کو گئے تھے وہان ایک راہب جس کی عمر ۳۹۰ برس کی تھی ابو بکر کو ملا اور اُن کی قوم و نسب پوچھکر بولا کہ جب تو وطن کو پہونچے تو پیغمبر آخر الزمان ظاہر ہوگا بالغ مردون مین اول سب سے تو ایمان لا اور جلد جا اس دولت کو مت گنوا ابو بکر مکہ مین آئے ابو جہل اور عقبہ بن معیط سے ملکر پوچھا کوئی خبر تازہ ہے وہ بولے ہان محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب دعویٰ نبوت کرتا ہے ابو بکر حضرت کے پاس آئے اور مزاج کا حال پوچھا آپ نے فرمایا ای پسر ابو قحافہ جان تو کہ مین رسول خدا اور تمام خلق کا رہنما ہون ابو بکر نے کہا تمہارا کیا معجزہ ہے حضرت

نے راہب سے ملاقات ہونا اُس کا ہدایت کرنا سب کچھ کہہ سُنایا ابوبکر حیران رہگئے اور پوچھا آپ کو یہ خبر کسنے دی آپ نے فرمایا جبرئیل نے تب ابوبکر ایمان لائے بعدہ اور لوگ مشرف باسلام ہوئے پھر وحی کا نزول شروع ہوا اور آپ نے بتون کی مذمت شروع کی اور قریش بگڑ اُٹھے ابوجہل و ابولہب پتھر مارا کرتے دس برس آپ مکہ مین رہے کفار قریش نے ایذائین دینی شروع کین کیسی کیسی ایذا ہزارون طرح کی بے ادبیان قسم قسم کے رنج آپ کو پہونچے اور بُرے بُرے القاب مانند ساحر اور شاعر اور کاہن و مجنون و ابتر وغیرہ آنحضرتؐ نے اپنی نسبت سنے غریب اصحاب پر طرح طرح کے عذاب ہوئے جنکے بیان سے رونگٹے کھڑے ہوتے ہین القصہ جب کافرون کا ظلم و جور مسلمانون پر حد سے زیادہ گزرا تو آپنے بعض اصحاب کو ہجرت کا حکم دیا جو بادشاہ حبش کے ملک مین چلے گئے چھہ برس بعد حضرت حمزہ اسلام سے مشرف ہوئے کیفیت یہہ ہے کہ حضرت حمزہ شکار سے آئے ایک لونڈی نے آپسے کہا کہ آج ابوجہل نے محمدؐ کو اسطرح کی ایذا دی اور عجب ہے تم سے کہ اپنے بھتیجے کی مدد نہین کرتے تمہارے جیتے جی اُن پر یہہ تکلیفین

امیر حمزہ کو غیرت آگئی اور ابوجہل کے پاس پہونچکر ایک کمان اُسکے سر پر ایسی ماری کہ اوندھا گر گیا اور امیر حمزہ یہہ کہکر کہ مین نے محمدؐ کا دین قبول کیا آنحضرتؐ کے حضور مین آئے اور دین اسلام قبول کیا۔

حضرت حمزہ کے ایمان لانے سے دین چند امضبوط ہوگیا اور کفار ایذا رسانی سے خوف کرنے لگے ۔ بعد ازان عمر خطاب نے اسلام سے شرف حاصل کیا۔

(عمر کے اسلام کی حدیث ہم پہلے لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو-)
جب دسوان سال شروع ہوا ابوطالب نے انتقال کیا قبل انتقال تمام
عزیز و اقارب کو بلا کر بتاکید اکید ہدایت کی کہ محمدؐ کی متابعت مین قصور
مت کرو اور جان و دل سے حاضر رہو راہ راست پاؤ گے - بعد انتقال
ابوطالب تیسرے روز حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا آنحضرتؐ کو ان دونون جلیل القدر
کے انتقال کا سخت صدمہ ہوا اسی لیئے اُس سال کا نام عام الحزن رکھا آنحضرتؐ
اکثر قبائل عرب مین جا کر دعوت اسلام فرماتے - بعدہٗ مدینہ کے چھ آدمی
ایمان لائے اور اپنے وطن مین جا کر شہرت اسلام کی - پھر معراج ہوئی
اور بیعت عقبہ وغیرہ -
اکثر مہاجر کفار کی ایذا سے مثل عمر خطاب وغیرہ پہلے ہی مدینہ کو ہجرت کر گئے -
کفار نے آنحضرتؐ کے قتل کا ارادہ کیا جبرئیل امین نے خبر دی کہ آج شب کو علیؑ
مرتضےٰ کو اپنے بستر پر چھوڑ دو اور نکل جاؤ آنحضرتؐ نے حضرت علیؑ سے حال
ظاہر کیا وہ خدا پر تکیہ کر کے بے تکلف بستر رسالت پر لیٹ رہے -
آنحضرتؐ ابوبکر کو لے کر غار مین پوشیدہ ہو گئے - پھر مدینہ پہونچے
سراقہ بن مالک نے پیچھا کیا ابوبکر گھبرائے رسولؐ خدا نے تسلی دی اُس کے گھوڑے
کے پیر چلنے سے رہ گئے -
صلح حدیبیہ کا مختصر حال اصحاب باصفا صاحبان حیا کا حال اوپر
ذکر ہوا ہے یہان کچھ اور وجہ سنو سبب سفر بیت اللہ کا یہہ ہوا کہ
حضرتؐ نے خواب مین دیکھا کہ آمن و امان کے ساتھ مع اصحاب داخل

مکہ معظمہ ہوئے۔ اصحاب کو خوشی ہوئی کہ اس سال مکہ فتح ہوگا۔ آنحضرت
نے تیاری سفر فرمائی چودہ سو آدمی ہمراہ رکاب ہوئے۔ جب منزل عسفان
مین پہونچے بشیر بن سفیان ملا اور کہا قریش کو آپکے کوچ کی خبر ہوئی ہے
اور انہون نے بڑی جمعیت کی ہے اور خالد بن ولید کو سردار لشکر مقرر
کیا ہے اور قسم کھائی ہے کہ مکہ مین تم کو زندہ نہ چھوڑینگے آنحضرتؐ نے یہہ
خبر سنکر دشوار راہ سے گزر کر حدیبیہ مین مقام کیا قریش نے بدیل بن ورقا
خزاعی کو آنحضرتؐ کے پاس بھیجا اُس نے بھی قریش کے ارادون سے آپ کو
مطلع کیا آپ نے فرمایا مجھے لڑائی منظور نہین واسطے عمرہ کے
آیا ہون قریش کو لازم ہے کہ ایک مدت معین کر کے ہم کو اور قبائل عرب پر
چھوڑ دین بدیل نے قریش سے پیغام حضرتؐ کا کہا لوگون نے اُس کی بات کا
اعتبار نہ کیا اور عروہ بن مسعود کو آپ کے پاس بھیجا عروہ نے بطریق مصلحت
عرض کیا اے محمد اگر تم اسواسطے ہو کہ اپنی قوم کو استیصال و بیخ بنیاد
کرو تو زمانہ ماضی مین کسی نے ایسا نہین کیا اور اگر کوئی غرض ہو تو بیان کرو
یہہ چند اوباش بیکار جو تم نے جمع کیئے ہین میری خاطر مین یہ گزرتا ہے
کہ یہہ لوگ ضرورت کے وقت تم کو چھوڑ کر بھاگ جاوینگے۔ (واہ رے
عروہ تو نے سچ کہا) ابوبکر اور عروہ سے نزاع لفظی ہو گئی عروہ واپس آیا
بعد ازان آنحضرتؐ نے عثمان بن عفان کو قریش کے پاس بھیجا قریش نے
اُن کی باتین نہ سنین اور اُن کو قید کر دیا حضرت کو خبر ملی کہ عثمان کو قریش نے
قتل کر ڈالا۔

آنحضرتؐ کو رنج ہوا ایک درخت کے تلے بیٹھے اور اصحاب سے بیعت قتل قریش کی بی سب نے بخلوص دل بیعت کی اور یہہ آیت اُتری لقد رضی اللہ عن المؤمنین پھر قریش نے سہیل بن عمرو کو حضرتؐ کے پاس بھیجا اور بعد تکرار بسیار کے صلح پر دارو مدار ہوا۔ صلحنامہ حضرت علیؓ لکھنے لگے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ سہیل نے کہا کہ ہم رحمان کو نہین جانتے اور اللہ کو اِس نام سے نہین پکارتے ہمارے دستور کے موافق لکھو۔ باسمک اللھمّ اصحاب نہین مانتے تھے مگر حضرت نے فرمایا یوہین لکھو بعد ازان لکھا۔ ھذا ما قاضی علیہ محمدؐ رسول اللہ پھر سہیل نے کہا اگر ہم تمہاری رسالت کے قائل ہوتے تو نزاع کیون کرتے محمدؐ بن عبد اللہ لکھو حضرتؐ نے فرمایا واللہ مین محمدؐ رسول اللہ اور محمدؐ بن عبد اللہ ہون اے علیؓ رسول اللہ کے لفظ کو مٹادے حضرت علیؓ نے عرض کی میری مجال نہین کہ لفظ رسالت تراشون۔ آنحضرتؐ نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ رسول اللہ تراش کر ابن عبد اللہ بنادیا۔ پھر یہ شرطین تحریر ہوئین۔ حضرت اسی سال مع لشکر مدینہ کو واپس جائین۔ آئندہ سال کعبہ مین داخل ہو کر عمرۃ القضا گزارین بشرطیکہ تلوارین میان کے اندر ہون۔ تین دن سے زیادہ مکہ مین نہ قیام کرین۔ دس برس تک لڑائی نہ کرین۔ جو شخص آنحضرتؐ کی طرف ہمارے یہان کا جاوے تو اوسے ہمارے حوالے کردین۔ جو شخص آنحضرت کیطرف کا ہمارے یہان آوے اوسے ہم نہ دینگے۔ یہہ شرطین اصحاب کو سخت ناگوار گذرین اور بہت ہی رنجیدہ ہوئے پھر قربانی کا انکار وغیرہ ہوا۔

بی بی عائشہ سے حدیثین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ آنحضرتؐ حضرت زینب

دختر بنت اختر و ابوالعاص اُن کے شوہر مشرک کے درمیان باوصف نزول آیہ لا تنکحوا المشرکین جدائی نہ کر سکے اور کعبہ کے قیام مین بحالت مغلوبی حلال و حرام کرنے پر قادر نہ تھے بی بی عائشہ کی قوم سے خوف کر کے حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی آخر دم حیات تک کعبہ کی تعمیر نہ کر سکے۔

اب فرمایئے حضرت علیؓ باوجود ہدایت صبر و سکوت و عدم مقاتلہ خلفاء ثلثہ کیسے کر سکتے تھے اور اُن کے غالب علی الکل غالب ہونے مین کیا نقص ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ باوصف قادر مطلق علی کل شئی قدیر و شدید العقاب وغیرہ ہونے کے کیسا ضبط برداشت کرتا ہے اور مخلوق کو اُن کے اعمال و افعال پر چھوڑ دیتا ہے رسول اللہ باوجودیکہ جنگ بدر مین علانیہ پانچہزار فرشتگان شدید القوےٰ سے کفار پر غلبہ پا چکے تھے اور حبیب رب العالمین سید المرسلین خاتم النبیین البشیر و النذیر خیر البشر فخر عالم و آدم مجموعہ کمالات ظاہرہ و باطن ان اللہ معنا ہر وقت خدا ساتھ تھا اور اُس کے فرشتہ مدد کو موجود محمد رسول اللہ والذین معہ اشداء علی الکفار نے کیسی روش اختیار فرمائی اور کسطرح صبر و سکوت ضبط و تحمل کر کے دین خدا جاری کیا ویسا ہی حضرت علیؑ نے۔

کیون جوہر صاحب اشداء علی الکفار کی صفت آپ کے خلفائے مقبولہ سے ان واقعات اسلام مین کس غار مین پوشیدہ تھے اسی کا جواب دیدو کیونکہ اس صفت کو خاص آپنے ابوبکر کی نسبت منسوب کیا ہے اور یہہ بھی خیال رہے کہ گو کہ اس آیت مین اشداء علی الکفار ہونا رسول خدا کے ہمراہ ہون سے مراد ہو مگر جبکہ خادم مین یہہ صفت پائی جائے تو مخدوم مین

بدرجہ اولےٰ القصور ہوگی پس آنحضرتؐ نے جو سر دفتر اشداء علی الکفار تہے کیون نہ صلح حدیبیہ مین کفار پر شدت کی اور اُن کے شرائط پیش کردہ کومان لیا یہانتک کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اور اپنی رسالت کو خود ہی اپنے ہاتھ سے محو کردیا پھر اب کہئے کہ حضرت علیؑ نے نعوذ باللہ کیا بیجا کیا اگر آنحضرتؐ کی رسالت اور شان و منزلت قایم تہی تو غالب علیٰ کل غالب پر بہی اعتراض نہین ہوسکتا انصاف و ایمان شرط ہے۔

اگر رسول اللہ نے غار مین پوشیدہ ہونے خدا اور رسولؐ کے نام محو کرنے کفار سے دب کر صلحنامہ کے لکھنے مین تقیہ کیا تو حضرت علیؑ نے بہی حکومت ابوبکر مین رہنے وغیرہ مین اُسی پر عمل کیا جیسا تم سمجھو۔

دیکھو حضرت ہودؑ کا قصہ۔ حضرت ہود کو اللہ تعالےٰ نے قوم عاد پر بہیجا وہ سنگدل بت پرست تہی آپ نے خدا کے احکام کی تبلیغ شروع کی لوگ درپے ایذا ہوگئے مگر ایک گروہ ایمان لایا تہا اور کافرون کے خوف سے اپنا ایمان چہپاتا تہا جب کفار سخت ایذا پر آمادہ ہوئے تو فرقہ مومن نے آپ کو اطلاع کی آپ وہان سے مع اُس گروہ کے علحدہ ہوگئے۔

دیکھو قصہ حضرت ابراہیم۔ بموجب حکم وحی الٰہی آپ نے مع اپنی معظمہ بی بی سارہ کے شام کیطرف ہجرت کی مصر مین حضرت سارہ کے حسن وجمال کی لوگون نے بادشاہ سے تعریف کی بادشاہ نے حضرت ابراہیم و سارہ کو اپنے روبرو بلایا اور پوچہا اس عورت سے تیرا کیا رشتہ ہے مین اسکو

کیا چاہتا ہون - حضرت ابراہیم نے سوچا کہ اگر یہہ کہتا ہون یہہ میری منکوحہ
بی بی ہے تو بادشاہ مجھے مار ڈالے گا اس لیئے حیلہ کر کے فرمایا کہ یہہ
عورت میری بہن ہے اس طرح اُس ظالم بیدین کے ظلم سے بچے اُس مردود
نے حضرت سارہ کو نزدیک بلایا اور بے اختیار اُس معصومہ بی بی کیطرف
ہاتھ دراز کیا اور مغلوب العقل ہو کر بے ادبی کا دروازہ باز کیا حضرت سارہ کی
دعا سے اُس کے دونون ہاتھ شل ہو گئے -

مومن آل فرعون کے ایمان چھپانیکا ذکر قرآن مین موجود ہے - پس اسے
تقیہ سمجھو یا توریہ جو اہل سنت کے بھی مذہب مین ممدوح ہی -
اب دیگر انبیاء کا حال مختصر سنو - کہ یہہ انفاس قدسیہ کسطرح دنیا مین رہے
اور اُنکی طرز معاشرت کیا تھی -

حضرت شیث علیہ السلام لوگون سے تنہا ہو کر اکثر اوقات وظائف اور طاعت
خدا مین مشغول رہتے اور نفس کی ریاضت اور تہذیب اخلاق ہمیشہ اُن کو
مد نظر رہتا آپ کے عہد مین بنی آدم دو قسم کے تھے بعضی متابعت حضرت
شیث کی کرتے اور اکثر اولاد قابیل کے تابع تھے حضرت شیث کی نصیحت
سے بعضے تو راہ راست پر آئے او اکثر بدستور نافرمانی پر مصر رہے
۹۱۲ سال آپ زندہ رہے بعدہ انتقال ہوا - منجملہ نصائح حضرت
شیث تیسری نصیحت یہہ ہے کہ مومن حقیقی وہ ہے جو بادشاہ وقت کا
مطیع و محکوم ہو -

حضرت ادریس کو خدا نے خلعت نبوت سے ممتاز کیا آپ کی ہدایت سے اکثر گمراہ

راہ پر آئے باقی اپنی گمراہی پر قایم رہے جو لوگ کفر اور شرک کے خوگیر ہو رہے تھے اپنی قساوت قلبی کی وجہ سے اوسی کفر و شرک پر قایم رہی اور حضرت ادریس کی نصیحت نہ مانی۔

حضرت نوح علیہ السلام اصلاح عالم و بنی آدم کی غرض سے مبعوث ہوئے تمام عمر ادائے دعوت مین مصروف رہے کفار فجار مین ساتھ امر معروف و نہی عن المنکر کے معروف تھے ہر چند کہ جناب الٰہی مین اُن کی ہدایت کی دعا کرتے پر وہ سنگدل نہایت کفر اور انکار سے فریب اور دغا کرتے باوجود اس محنت و مشقت وعظ و نصیحت کے تمام عمر مین سوائے اسّی آدمیون کے کوئی اسلام نہ لایا اور حضرت نوح کا ارشاد اون کے کام نہ آیا ۹۵۰ برس کی عمر پائی۔ وما امن معه الا قليل کی تفسیر مین مفسرون کا اتفاق ہے اور خود رسول خدا نے فرمایا کہ کسی پیغمبر نے اپنی قوم سے اتنی اذیت نہین اوٹھائی جتنی حضرت نوح نے اپنی اُمت کی ہاتھون سے مصیبت پائی مجلس وعظ مین انکو اسقدر مارتے کہ آپ بیہوش ہو جاتے اور آپ کے صاحبزادے گھر کو اُٹھا لیجاتے۔

حضرت صالح علیہ السلام ثمود کی قوم پر مبعوث ہوئے ہر چند صالح اونکو نصیحت فرماتے مگر وہ اپنی بت پرستی و بدمستی سے باز نہ آتے اور حضرت صالح کی نصیحت سے مُنھ پھیرتے۔ پتھر سے اونٹنی نکلنے پر ایمان لانے کو اقرار کیا آپ کی دعا سے اونٹنی پتھر سے نکلی مگر کفار نے عہد وفا نہ کیا بلکہ اُس اونٹنی کو مار ڈالا۔

حضرت ابراہیمؑ کو نمرود مردود نے آگ مین ڈلوادیا وہ آگ خدا کے فضل سے گلنار ہوگئی حضرت ابراہیمؑ شام کی طرف ہجرت کر گئے۔

حضرت لوط علیہ السلام قوم کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے اور ہر طرح کی وعظ ونصایح کرتے رہے مگر قوم نے کچھہ نہ سنا آپ بڑے مہمان نواز تھے جب کوئی مہمان آپکے مکان پر آتا کفار نابہنجار اوسے ایذا دیتے حضرت لوط لاچار ہوگئے اور قوم کے غارت ہونے کی دعا کی حضرت جبرئیل معہ دیگر فرشتون کے بصورت اطفال حسین وجمیل آئے حضرت لوط نے مجبورہ مہمان کیا بی بی کافرہ نے قوم کو خبر کردی وہ لوگ چڑہ دوڑے آپنے بحالت اضطرار وانتشار فرمایا میری بیٹیان حاضر ہین مگر مہمانون سے مزاحم نہو پہر آپ معہ اپنے مومنون کے شہر سے نکل گئے قوم پر عذاب نازل ہوا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قصہ مشہور ہے مصر مین آپ کی خرید وفروخت ہوئی زلیخا اور اُن کی ہمجلیس عورات نے اتہام لگایا اور بیگناہ معصوم کو جیل خانہ مین ڈلوادیا بارہ ۱۲ برس تک آپ جیل خانہ مین رہے۔ انہین عورات مکارہ کیا دسے ہیے آنحضرت نے بی بی عائشہ وحفصہ کو مناسبت ومشابہت فرمائی ہے۔ اِنَّ کیدکُنَّ عظیم۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی حکایت دردافزا اُن کے رنج وتعب صبر وشکیبائی کی روایت جانگزا مشہور عالم ہے کہ شیطان مردود وقوم مطرود کے ہاتھہ سے کیا کیا ایذا اُٹھائین جسمی وروحی تکلیفین جو آپ کو پہونچین اُن کی شرح مین مجال دم زدن نہین روح کو صدمہ ہوتا ہے قلق سے کلیجہ مُنہہ کو آتا ہے۔

حضرت شعیب اہل مدین واصحاب الایکہ کی طرف مبعوث ہوئے جو ایک ہی گروہ تھے یہہ لوگ بت پرست تھے اور وزن پورا نہ تولتے کہوٹے روپیہ واشرفیان

چلاتے آپ ہر چند راہ راست دکھاتے اور وعظ و پند فرماتے وہ ہرگز باز نہ آتے غیر ملک شام وغیرہ کے لوگ اُن پر ایمان لائے مگر اُس قوم نے کچھ نہ مانا اور اپنی آبائی دین پر قایم رہے۔

حضرت موسیٰ و ہارونؑ بڑے مقرب بارگاہ الٰہی پیغمبر تھے بیان اُنکی علوم تبت اور بلندی منزلت کا حد وصف سے باہر ہے۔

آپ اپنے ایام دولت مین بسبب جنسیت کے بنی اسرائیل پر ہمیشہ ترحم فرماتے اور قبطیون کی تکلیف دہی و آزار رسانی سے ہمیشہ ملول رہتے لیکن فرعون کے خوف سے دم مارنے کا امکان نہ تھا۔ ایک بنی اسرائیل کے عوض آزار مین ایک قبطی کو آپنے مارا اور فرعون کے خوف سی بے زاد و راحلہ شہر چھوڑکر شہر مدین کیطرف چلدئیے۔

حضرت شعیب کی لڑکیان اپنی بکریون کے پانی پلانے کے انتظار مین کنوئین پر تھین کوئی پانی نکالنے والا اُن کی بکریون کو پانی نہ دیتا تھا حضرت موسیٰ نے بکریونکو سیراب کیا اور حضرت شعیب تک رسائی ہوئی بشرط چرانے بکریان دس سال تک حضرت شعیب نے اپنی لڑکی کے ساتھ نکاح کرنا منظور فرمایا۔ حضرت موسےٰ وہان رہے اور بعد مدت مقررہ اپنی بی بی کو لے کر چلے راہ مین آگ کی تلاش ہوئی اور نور ایزدی شعلہ زن ہوا آواز آئی انی انا اللہ رب العالمین و انا ربک یا موسےٰ اور آپ کو رسالت ملی حکم ہوا فرعون کے پاس جاؤ گمراہ کو راہ پر لاؤ حضرت موسےٰ نے عرض کی میری زبان مین لکنت ہے ہارونؑ میرے بھائی کو کہ فصیح البیان ہے میرا شریک کر اور میرا وزیر بنا سبھ آرزو پوری ہوئی حضرت موسےٰ نے بوجھہ بار ڈالنے

قبطی کے فرعون کے پاس جانے سے انکار ظاہر کیا حکم ہوا خوف مت کرو تم کو وہ اذیت نہ دے سکے گا۔ مگر تم دونوں بھائی رسالت کی تبلیغ ساتھ کلام ملایم و نرم گفتگو کرو۔ آخر مصر میں پہونچے فرعون کو خبر ہوئی اُس نے معجزہ طلب کیا آپ نے عصا کو اژدہا بنایا مگر فرعون قائل نہ ہوا اور بنی اسرائیل پر پہلے سے زیادہ سختی شروع کی حضرت موسیٰ نے بنی اسرائیل کو لے کر رات کے وقت نکلے فرعون نے تعاقب کیا دریائے نیل اس گروہ کے عبور کے وقت ٹھہر گیا اور فرعون جب منجھدار میں پہونچا پھر جوش زن ہوا سب لشکر غرق ہو گیا۔ بعدہ اپنی اُمت کو حضرت ہارونؑ کی حفاظت مین چھوڑ کر حضرت موسیٰ کوہ طور پر گئے یہان اُمت باغوائے سامری مردود گوسالہ پرست ہو گئے حضرت موسیٰ طور سے واپس آئے یہان یہ کرشمہ دیکھا حضرت ہارونؑ سے لڑے جھگڑے سامری کی جان سے درگزر کر کے بددعا کی خدا تجھے عذاب جہنم نصیب کرے۔

بنی اسرائیل نے عفو تقصیر چاہی اور پھر از سر نو راہ راست پر آئے بحکم خدا گوسالہ پرستون کا قتل واقع ہونے کو ہی تھا کہ حضرت موسیٰ و ہارونؑ کی دعا اثر پذیر ہوئی اور لوگ بچ گئے۔

قارون کو آپ نے بہت کچھ سمجھایا کہ زکاۃ مال دے وہ رضامند نہ ہوا اُسکا گروہ علیحدہ ہو گیا اور قارون اپنی بد اعمالیون سے زمین مین دہنس گیا پھر عمالقہ کے مقابلہ کو حکم ہوا بجز یوشع بن نون و کالب بن یوقنا کسی نے حضرت موسیٰ سے اسکا کہا نہ مانا آپ کو غصہ آیا اور ربدرگاہ خدا عرض کی کہ یا الٰہی میرا اختیار سوائے اپنے نفس اور بھائی کے اوروں پر نہین۔ پھر بنی اسرائیل بے فرمانی کے وبال مین گرفتار

ہوکر جنگل مین قید ہوگئے حضرت موسیٰ وہارون ویوشع وکالب عمالقہ کیطرف
چلے اور بنی اسرائیل نے مصر کا رخ کیا حضرت موسیٰ اس امید پر پہرے کہ شاید
اب بھی بنی اسرائیل افہام وتفہیم سے راہ پر آئین۔
اُن سے ملکر بہت کچھہ سمجہایا بوجہایا مگر اُنہون نے لڑائی پر دل نہ دھرا۔
جب کھانے کو باقی نرہا تو رونے چلانے حضرت موسیٰؑ تنگ ہوئے کہ
اون سے جدائی چاہی مگر صبر کیا اور ۴۰ سال کے عرصہ مین سب قوم
نافرمان غارت ہوگئی جب زمانہ حضرت موسیٰ کی رحلت کا قریب ہوا۔
توفرمایا کہ تمام بنی اسرائیل کا شمار کرو اور اون لوگون کو تلاش کرو جو مصر سے نکلنے
وقت حاضر تھے مگر بجز یوشع وکالب کے کوئی باقی نتھا غرض آپنے باقی ماندہ
خلق پر حضرت یوشع کو خلیفہ کیا اور کاتبون سے توریت کے نسخے لکھوائے اور
اسباط کو تقسیم کئے اور حضرت یوشع کو قوم پر حاکم و بنی اسرائیل کو اونکا محکوم بناکر
نہایت تاکید کے ساتھہ یوشع کی فرمانبرداری کا حکم دیا بی بی صفورا زوجہ
حضرت موسےٰ یوشع خلیفہ برحق سے لڑین حضرت یوشع نے بادشاہ وقت
کافر سے صلح کرلی۔ حضرت یوشع کے بعد کالب بن نون اور خرقبل حسب وصیت یکے
بعد دیگرے وصی وخلیفہ مقرر ہوئے۔
حضرت الیاس علیہ السلام خلق کی ہدایت کے لئے مبعوث ہوئے بادشاہی
بنی اسرائیل ملک شام مین متفرق ہوگئی ہر ایک نے مذاہب باطلہ
اختیار کئے۔
احکام توریت نسیًا منسیًا کردئے بادشاہ شہر بعلبک تھا جو بت پرستی کرتا تھا۔

ع نے دعا کی خدا نے دن اور رات کی خوراک مقرر کردی مگر وہ حریص قوم قانع نہوئی یہان تک حضرت موسیٰ۔

حضرت الیاس نے وعظ ونصایح شروع کئے ہرچند تاکید اور مبالغہ کیا اور احکام توریت انکو سنائے مگر بجز ایک شخص کے جو بادشاہ کا وزیر تھا کوئی اون پر ایمان نہ لایا۔ لوگ حضرت الیاس کے مارنے پر آمادہ ہوئے آپ اون کافرون کے خوف سے پہاڑ مین پوشیدہ ہوئے کفار نے بہت کچھہ تلاش کی مگر پتہ نہ ملا حضرت الیاس والدہ حضرت الیسع کے گہر مین رہے۔

جب نافرمانی اوس جماعت کی حد سے زیادہ گذرگئی تو آپکی خاطر نہایت درجہ ملول ہوئی خدا نے تسلی دی اور حضرت الیاس کو حسب خواہش اونکے لوگون کی نظر ونسے محجوب ومستور کردیا۔

حضرت الیسع کو اپنا خلیفہ ووصی مقرر کرگئے اسطرح کہ حضرت الیاس پر وحی کا نزول ہوا کہ خلافت اپنی الیسع کو سونپو آپ اپنی ردا اونپر ڈالدی۔

حضرت الیسع کو بنی اسرائیل پر خلافت ملی آپ ہمیشہ اونکو توریت پڑہکر شریعت موسوی پر رغبت دلاتے بادشاہ دمشق مصر کو مرض برص سے نجات پانے کی تدبیر بتائی وہ اچھا ہوا۔ بنی اسرائیل کبہی اونکی متابعت کرتے کبہی مخالفت اسلئے ہمیشہ ملول رہا کرتے آخر الامر آپنے دنیا سے مفارقت چاہی اور ذوالکفل کو خلافت اپنی عطا کرگئے گروہ مقدس ملاء اعلے مین شامل ہوگئے حضرت ذوالکفل بعد الیسع کے نبی ہوئے بعض کہتے ہین بادشاہ شام کے مقرب تہے بادشاہ کو بنی اسرائیل سے سخت عداوت تہی ایک مرتبہ بعد شکست ایک سو آدمی علما وصلحا گرفتار ہوکر آئے بادشاہ نے چاہا قتل کرے ذوالکفل نے کہا سیاست کا زمانہ گذرگیا ہے وقت بیوقت انکو مجھے سپرد کرو مین اون کا کفیل

ہون - بادشاہ نے سپرد کردئیے آپ نے رات کو سب کو چھوڑ دیا - اور ذوالکفل بھی شر بادشاہ سے محفوظ رہے - اِس لئے بہود مین اونکا نام ذوالکفل مشہور ہوا -

حضرت اشمویل نے جب نبوت پائی بنی اسرائیل ایمان لائے اور کہا کہ عمالقہ سے لڑائی کرینگے تابوت سکینہ جو ہم سے چھین لے گئے ہین اُسے لڑکر واپس لائینگے ہم پر کوئی بادشاہ مقرر کرو - اللہ نے طالوت کو بادشاہ کیا حضرت اشمویل نے بنی اسرائیل کو خبر دی اُنہون نے اپنا ننگ وعار سمجھا آپ نے فرمایا بہ نسبت تمہارے طالوت کو علم زیادہ ہے اور اُسے تم پر فضیلت ہے - طالوت تابوت سکینہ لے آئے تب بنی اسرائیل خوش ہوئے طالوت نے جالوت حاکم عمالقہ سے مقابلہ کیا حضرت داؤدؑ نے جالوت کو مارا - بعد شہادت طالوت حضرت داؤدؑ کو نبوت اور سلطنت اشمویل وطالوت کی ملی - پھر حضرت سلیمان اُنکے خلف الصدق -

حضرت یونس علیہ السلام شہر نینوا مین مبعوث ہوئے لوگون کو دین موسوی کی طرف رغبت دلائی مگر کسی نے اُنکا کہنا نہ سنا بلکہ اُن کی رسالت کی تکذیب کی اور دست وزبان سے اُن کو رنج دینا شروع کیا - آپ مع اہل وعیال شہر سے نکلے اور قوم سے کہا تین روز مین تم پر عذاب نازل ہوگا خدا نے آثار عذاب نازل کئے لوگ جمع ہوکر بدرگاہ خدا گڑگڑائے روئے پیٹے چلائے عذاب دور ہوا حضرت یونس شہر کے لوگونکا حال دریافت کرنے کو پھر شہر کی طرف چلے شیطان نے خبر دی عذاب دفع ہوگیا اب جاؤ گے

تو تمھین لوگ دروغ گو کہین گے آپ غصہ ہو کر بلا انتظار حکم الٰہی پہر والیس گئے
اور اہل و عیال کے ساتھ دریا سے پار ہونا چاہا مچھلی کے شکم مین گئے ۔
حضرت عزیر کو بخت نصر نے بنی اسرائیل کے ساتھ قید کیا بعد رہائی خلق کی ہدایت
کرتے رہے ۔
حضرت ذکریا کو قوم نے زنا کی تہمت سے متہم کیا ۔ وہ نکل کر بھاگے
اور درخت سے پناہ چاہی قوم نے آرے سے دو ٹکڑے کر دیا ۔ جب
آرہ سر پر پہونچا چاہا آہ کرون حکم پہونچا اگر آہ کی تو نام تیرا دفتر نبوت سے
نکالدیا جاویگا ۔
حضرت یحیےٰ علیہ السلام کے عہد مین ایک بادشاہ تھا انبیا اور علما سے
بغض رکھتا تھا اپنی جورو کی بیٹی پر جو دوسرے خاوند سے تہی عاشق ہوا
حضرت یحیےٰ نے جواز نکاح کا فتوے ندیا اور اسی باعث وہ شہید کئے
گئے انکا سر مبارک دربار بادشاہ مین حاضر کیا گیا ۔
حضرت عیسےٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے اور حکم ملا بنی اسرائیل کو اپنے دین کی
دعوت کرو ہرچند آپ نے وعظ و نصائح معجزات وغیرہ سے اُن کو قائل کیا ۔
مگر اُنہون نے نہ مانا اور یہی کہا کہ ہم ایک بے پدر کے قول پر دین موسےٰ
کو ترک نہ کرینگے آپ رنجیدہ ہو کر شہر سے نکلے چند دہوبی آپ پر ایمان لائے
بعد ازان آپ آسمان پر بلائے گئے ۔ اور آپ کی شبیہ کو مصلوب کر دیا
دیکھو میان جو ہر انبیا و اوصیا علیہم السلام اسطرح دنیا مین رہے ہین اُن کی
محکومی و مغلوبی و مجبوری ظالمون کا جور و ستم اُمت بیرحم نا ہنجار بدکار و ایذا رسانی

وتکلیف دہی دنا فرمائی اوس پر ان حضرات کا صبر و شکر و سکوت و تحمل و
برداشت و ضبط کیا اونکی رسالت کو نعوذ باللہ منہا داغ لگا سکتا ہے
ہرگز نہین ورنہ خدا مین سب طرحکی قدرت تہی اور انبیا مین عظمت و جلالت نبوت و
رسالت مگر انہین باتون مین لطف تہا اور خدا کا حکم کہ تبلیغ رسالت کا صرف
جہاد لسانی پر دار و مدار رکہا۔ دیکہو حضرت موسے و ہارون کو حکم ملا کہ تبلیغ رسالت ساتہہ
کلام ملایم و گفتگوے نرم کے کرو۔ اور یہہ بہی واضح ہو کہ ابتداے آدم
تا خاتم کسی حالت مین خلق کو اختیار نہ تہا کہ مجمع و شورہ کرکے کسیکو اپنا خلیفہ
یا امیر کرین ہمیشہ خدا کے حکم سے وصی و جانشین و خلیفہ مقرر ہوئے ہین
دیکہو بنی اسرائیل نے جب حضرت شمویل سے خواہش کی کہ واسطے انتقام عمالقہ
سے ہم پر کوئی بادشاہ تجویز کیا جاوے تو خدا نے طالوت کو اون پر بادشاہ
بنایا جس کے وہ مطیع اور فرمانبردار ہوئے کیا امت محمدی کیطرح
وہ نہ کر سکتے تہے کہ کسی کو اپنی تجویز سے اپنا امیر بنالیوین۔ مگر نہین وہ
اس امت کی مانند خود سر و متمرد نہ تہے

ہمارے حضرت کو حکم جہاد یا حرب و ضرب ملا مگر صرف تحفظ اسلام و حفاظت
دین کے لئے نہ یہہ کہ تمام روئے زمین پر قتل و قمع کرکے اسلام پہیلاؤ۔
اور باوجودیکہ حکم جہاد مل چکا تہا اور حرب و ضرب بہ کفار واقع ہو چکی تہی۔ مگر
دیکہو صلح حدیبیہ کا حال چودہ سو آدمی آلات حرب سے آراستہ قتل کفار پر
بیعت کئے ہوئے کمر بستہ موجود۔ مگر خدا کے حکم سے آنحضرت نے
کفار سے مصلحتاً ایسا دب کے صلح کی کہ کبہی ابتداے اسلام مین بہی یہہ

امر پیش نہ آیا تھا۔ دیکھو ترمذی مین ھشام بن محمدؐ سے روایت ہے کہ جب
علیؑ بعد حرب وضرب صفین وکارسازی ابوموسیٰ اشعری وعمرو ابن عاص
کوفہ مین آئے تو ۱۲ ہزار خوارج اونسے علیحدہ ہو گئے عبداللہ ابن عباس
خوارج کے پاس گئے اور وجہہ انحراف پوچھی اونہون نے کہا کہ علی نے
اپنے نفس کو مومنون کی حکومت سے علیحدہ کرلیا اور وہ کافرونکا سردار
ہوگیا عبداللہ ابن عباس نے فرمایا اسکا کیا مضائقہ ہوا۔ رسول خدا نے
بھی جنگ حدیبیہ مین ایسا کیا تھا سوکیا وہ اسوجہہ سے نبوت سے نکل گئے
یہ کلمہ سنکر دو ہزار آدمی حضرت علی کیطرف پھر آئے باقی قتل ہوئے۔ پھر کیف
ہر بات کے لئے ایک موقع ہے اور مصلحت وقت اسی لئے سعدی شیرازی نے
کیا خوب کہا ہے۔

نہ ہر جا مرکب توان تاختن کہ جاہا سپر باید انداختن

اہل سنت ایک بڑا اعتراض یہہ کرتے ہین کہ خلیفہ ثانی کے وقت مین ملک
عجم فتح ہوا حضرت شہر بانو دختر یزدجرد بادشاہ فارس قید مین آئین جنکا
عقد حضرت امام حسین علیہ السلام سے ہوا اور اونسے نو امام کے بعد دیگرے
کی پیدائش ہے تو معاذ اللہ کنیزک زادے ٹھہرے جواب ھم نے تاریخ روضۃ الصفا
سے جسپر میان جوہر نے مدار بنا فلرہ قرار دے رکھا ہے باب پیدائش حضرت
زین العابدین لکھا ہے کہ حضرت شہر بانو کا آنا بعہد خلافت حقہ جناب امیرؑ ہے
اوس لشکر کے ساتھ آپ آئین جسکے سردار امام حسین علیہ السلام تھے حضرت
امام نے تمیز خاص وعام کے لئے حضرت شہر بانو کے گلے مین ایک پٹکا یا پرتلہ

زرین ڈلوادیا تھاجس سے اونکا اعزاز دختر شاہ پایا جاتا جب مدینہ مین پہونچین اونکو اختیار دیا گیا جسکے ساتھہ خواہش ہو عقد کرین آپ نے حضرت امام حسینؑ کو منتخب کیا اور یہی روایت صحیح اور قرین تصدیق ہے۔ مگر خیر لو فرضنا خلیفہ ثانی کے عہد مین حضرت شہر بانو قید ہو کر آئین اور باتفاق مورخان اہل سنت جب خلیفہ ثانی نے اونکے فروخت کا ارادہ کیا تو جناب امیر نے اونکو اس فعل سے باز رکھکر فرمایا کہ یہہ شہزادیان ہین مثل عوام کے انکی خرید و فروخت نہونی چاہیے قیمت تشخیص کردو جو ادا کرے اوسکے حوالہ کرو چنانچہ خلیفہ ثانی نے رائے جناب امیر سے اتفاق کیا قیمت تشخیص ہوئی جناب امیر نے حضرت شہر بانو کی قیمت دیکر اپنے فرزند دلبند سے اونکا عقد کردیا پس معلوم ہوا یہہ ایک امر خاص تہا نہ مثل عوام اور یہہ بھی ظاہر ہوا کہ دختر شاہ کا اعزاز مد نظر ہوا اور معاذ اللہ وہ کنیز تصور نہوئین کیونکہ نقل و عقل سے شہزادے و شہزادیان کسی حالت مین غلام و کنیز نہین ہوسکتے۔ گوہر اگر در خلاب افتد ہمان گوہر است

بیناے رقومات ہنر چاہیے اسکو سودا ہے جواہر کا نظر چاہیے اسکو

ہان خوب یاد آیا یہہ اعتراض بنی امیہ کا ہے جسکی سنت اب تک ادا کی جاتی ہے تاریخ ذہبی سنی المذہب مین لکہا ہے۔ ایک روز زید بن حضرت زین العابدین ہشام بن عبد الملک کے دربار مین گئے کوئی جگہہ موقع کی بیٹھنے کو نپائی آخر لاچار پائین مجلس مین کسی بری جگہہ مین بیٹھ گئے اور کہنے لگے کہ اے بادشاہ خدا سے ڈرنے والے لوگ تکبر نہین کرتے ہشام بولا چپ چپ تیری مان نہو وے تو ہم سے سلطنت مین لونڈیکا بچہ یعنی کنیزک زادہ ہو کر اختلاف و تنازع کرتا ہے۔ زید نے فرمایا

کہ اے بادشاہ ہے کسکے پاس تیرا ساکت کرنیوالا جواب ہے اگر تو چاہتا ہے تو مین کہون
اوسنے کہا ہان کہو زید نے کہا کہ نسب مردونکی طرف سے ہے نہ عورتونکی جانب سے
یہہ تیرا طعن ہمپر ایسا ہے جیسے منکر لوگ پیغمبر خدا پر کرتے ہین کہ حضرت اسمٰعیل کو
کنیزک زادہ بتلاتے ہین یعنی حضرت ہاجرہ سے جو لونڈی حضرت سارہ کی تہین
تو مجہے ایسا کلمہ کہتا ہے حالانکہ مین فرزند فاطمہ اور پسر علی ابن ابی طالب ہون یہہ
کہکر اوس مجلس سے اوٹھہ کہڑے ہوئے اور یہہ اشعار پڑہتے تھے جنکا خلاصہ
مضمون یہہ ہے موت مین آرام وچین ہے اور موت لوگونکی گردن پر سوار ہے
ایک دن اس زمانہ کو بہی اللہ گردش دیگا کہ دشمنون کا کچہہ نشان نہ ملے گا اور
اونکی سب خاک اڑ جائیگی۔
اہل سنت ایک یہہ اعتراض واتہام کرتے ہین کہ حضرت علی نے اپنی دختر حضرت
اُمّ کلثوم کا عقد خلیفہ ثانی عمر خطاب کے ساتھہ کر دیا اور اونکو شرف دامادی بخشا۔
جواب۔ لعنۃ اللہ علی الکاذبین۔ ہرگز ایسا نہین ہوا یہہ اہل سنت کا محض
افترا ہے۔ بالفعل ایک کتاب کنز مکتوم فی عقد اُمّ کلثوم مصنفہ سید اطہر علی
صاحب مطبع گلستان مرتضوی واقع لکہنؤ مین طبع ہوئی ہے اوسے دیکہنا چاہئے
جسمین کل روایات سنّی وشیعہ مع دلائل وبراہین قاطع درج ہین۔ یہہ کتاب فیصلہ
ناطق درباب عدم عقد لاجواب ادا اپنا آپ ہی نظیر ہے مگر زبانی بحث وقطع اللسانی
مخالف کے لئے یہہ جواب کافی ہوگا کہ جناب آسیہ بیبی حضرت موسیٰ فرعون کی
زوجیت مین رہین۔ حضرت رسول خدا نے اپنی دختران پاکیزہ تر کو جنکا نام
مقدس زینب ورقیہ واُمّ کلثوم ہے ابو العاص سے زینب کو رقیہ کو عتبہ وام کلثوم

کو عتبہ پسران ابولہب کے ساتھہ منسوب کیا جو قطعی مشرک و کافر تھے اور ابولہب
کی عداوت و دشمنی ساتھ رسول خدا سورۃ تبت یدا ابی لہب سے ظاہر ہے کہ ایسا دشمن
جانی دوسرا نہ تھا ۔ ٭ ٭ ٭ ٭ جب یہہ آیت نازل ہوئی تو ابولہب کے
لڑکون نے خود ہی دختران رسول خدا کو ترک کر دیا اور زینب بدستور حبالہ عقد
ابوالعاص مین رہین آنحضرت باوجود نزول آیہ لاتنکحوا المشرکین زن و شو مین فرق
نہ کر سکے چہ بحالت مغلوبیت قیام مکہ چہ بحالت غلبہ و شوکت اسلام کہ خود لشکر اسلام نے
اسی ابوالعاص کو گرفتار کیا اور آنحضرت نے رہا ہی فرما دیا مگر تفریق پر قادر نہوئے
جناب رقیہ و ام کلثوم کا عقد یکے بعد دیگرے عثمان بن عفان کے ساتھ ہوا جنکو ذی النورین
کے خطاب سے مخاطب کیا جاتا ہے ۔ مگر تعجب ہے کہ ابوالعاص تا حیات خود و عتبہ و عتیبہ
اوس زمانہ تک کہ جناب رقیہ و ام کلثوم اونکے عقد مین تہین ذے النور کے القاب
سے نہ پکارے گئے اگر یہہ کہا جائے کہ عثمان بن عفان مسلمان تھے اور وہ مشرک
تو محض بیہودہ بات ہے کیونکہ دختران رسول خدا کے عقد کرنے سے ذے النورین
ہوئے جسکے معنی ہین صاحب دو نور کے پس وہ تینون مشرک بھی اگر ذے النور یعنی
صاحب نور کہے جاتے یا کہے جاوین تو انصاف سے بعید نہوگا دختران جناب رسول
خدا ابتدا ہی سے نور ہین عثمان بن عفان کے عقد مین آنے سے نوری نہین ہو گئین
بلکہ اونکے نور ہونے سے عثمان بن عفان ذے النورین ہوئے پس جسمین اس
نور کا جلوہ ہو وہی صاحب نور ہے خصوصیت مسلم اور مشرک کی نہین ہے ۔
اہل سنت کو تقیہ پر بڑا اعتراض ہے ۔ **جواب** تقیہ خوف جان قلق و اضطرار کی
حالت مین بیشک محمود و شعار انبیا و اوصیا بلکہ خدا ہی کو دیکھو ابتدائے اسلام مین

جبکہ کفار قریش بہت ہی درپے ایذائے آنحضرت ہوئے تو خدا نے قل یا ایہا الکافرون مین
صاف فرمادیا لکم دینکم ولی دین کہو کافرون سے تم اپنے دین پر رہو ہم اپنے دین پر
پس خیال کرنا چاہیے کہ رسول اللہ دین خدا جاری کرنے گمراہون کو راہ خدا بتانیکو مبعوث
ہوئے تھے یا کافرونکو یہہ کہنے کے واسطے کہ تم اپنے ہی دین پر رہو مگر چونکہ خوف
کی حالت تھی اسلئے اوسوقت خدا کو یہی حکم دینا مصلحت معلوم ہوا۔ پھر خداوند جل علٰے
فرماتا ہے لا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ مت پڑو اپنے ہاتھونسے تہلکہ مین۔ پھر خوف
کفار قریش سے آنحضرت کو غار مین پوشیدہ ہونیکو اور خفیہ ہجرت کرنیکو حکم دیا۔ آنحضرت نے
صلح حدیبیہ مین باوصف شوکت و غلبہ اسلام کفار سے دب کر صلح کر لی اور رحمان و رحیم
اسمائے صفاتی و اپنا رسول اللہ ذاتی ہونا خود اپنے ہاتھ سے محو کر دیا۔ بحالت
مغلوبی و غلبہ اپنی دختر نیک اختر جناب زینب کو ابو العاص مشرک سے جدا نہ کر سکے
حالانکہ لا تنکحوا المشرکین نازل ہو چکا تہا۔

آخر دم حیات تک حسب خواہش دلی و تمنائے قلبی خانہ کعبہ کی تعمیر خوف قوم بی بی
عائشہ سے نکر سکے۔ منافقین امت کو باوصف بر رد منافقت (وحی الٰہی) سزا نہ دیسکے۔ پھر حضرت
ابراہیم کا حال دیکھو اپنی جانکے خوف سے اپنی بی بی معظمہ کو بہن کہدیا اور اپنی جان بچائی
حضرت ہود علیہ السلام پر ایک گروہ ایمان لایا ہوا کافرون سے اپنا ایمان چھپاتا تہا
مومن آل فرعون کفار کے خوف سے ایمان پوشیدہ رکھتے۔ حضرت موسیٰ خوف جان
سے راتکو خفیہ بے زاد و راحلہ بھاگ نکلے۔ حضرت الیاس کافرون کے خوف سے بھاگے اور پہاڑ مین پوشیدہ رہے۔
حضرت عیسیٰ جانکے اندیشہ سے راتکو بہاگے اور جان بچائی وغیرہ وغیرہ پس ان
حالات و واقعات کو تقیہ کہو گے یا اور کچھہ اہل سنت کی کتابون مین بھی تقیہ اور توریہ
دونو لکھے ہین اور جائز سمجھے گئے ہین مولوی ثناء اللہ پانی پتی کی کتاب مسائل بالابد

دیکھو اوسمین بہت سی باتین توریہ کی لکہین ہین۔ کتاب مالابدّ باب تقویٰ فصل پانچوین
مسئلہ جہونٹ بولنا حرام ہے مگر دو آدمی کے درمیان صلح کرنیوالے اپنی بی بی کے
راضی کرنے یا ظالم کے ظلم دفع کرنے کے واسطے ایسے مقامون مین جہونٹ بولنا جائز
ہے اگر حاجت ہو ورنہ بدون حاجت کے مکروہ ہے۔ مسئلہ۔ رشوت دینے
والا اور رشوت کہانیوالا دونو دوزخ مین ہونگے مگر ظالم کے ظلم دفع کرنیکے واسطے
رشوت دینی جائز ہے وغیرہ۔ جسکا شیخ سعدی نے بھی ترجمہ کیا ہے۔ دروغ مصلحت آمیز
بہ از راست فتنہ انگیز۔

آئمہ معصومین نے اکثر موقعون پر تہلکہ مین پڑنیکے خوف واندیشہ سے بعض فقرے
والفاظ فرمادئے جسمین وہ اور اونکے تابعین ضعفا محفوظ و مامون رہین۔ مصرع

ہر سخن موقع و ہر نکتہ مقامے دارد

بجز خوف تہلکہ واندیشۂ جان ہرگز تقیہ جائز نہین ابتدا سے نہ کسینے کیا نہ اب کوئی کرتا ہے
مگر ہان جب تک خوف جان واندیشہ تہلکہ رہے درست و جائز ہے اسمین کسیکو جائے
دم زدن نہین۔

یہی جواب ہے ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر نافہم کے سوال کا اور یہی سوال ہے
ہمارا عموماً اہل سنت وخصوصاً جوہر کج فہم سے اگر اسپر بھی جوہر اپنے بھائیون
خوارج کو مدد کے لئے بلائین تو نواصب کیساتھ دینے سے جو روز بد دیکھنے نصیب
ہوئے ہین خوارج کے ہمزبان و ہم مشرب ہونے سے پہر کہین کے نہ بچادینگے۔ نہ گہاٹ
کے نہ گہر کے خوب یاد رہین

مگر یہہ بات ملحوظ رہے کہ جواب باصول ہون آئین بائین شائین مجذوبانہ بڑ اور

عوام ارذال کا بہکر تنہو ورنہ ع کلوخ انداز را پاداش سنگ است۔
افسوس ہے یہہ زمانہ صلح وصلاحیت اتفاق واتحاد کا ہے مگر اہل سنّت ناحق ونارؤا
چہیڑ چہاڑ کر زخم تازہ کر رہے ہین۔ اور کوئی نہ کوئی تحریر خلاف عقل ونقل ایسے
لکہدیا کرتے ہین جس سے شیعیان اہل حق کو بجز جواب ترکی بترکی دینے
کے چارہ نہین اور طرّہ یہہ ہے کہ جواب کے واسطے اصرار بہی ہوتا ہے جہلاے قوم
صبر وسکوت کو لاجواب ہونے پر حمل کرتے ہین پس مجبوری ہے ورنہ ایسے
نازک وقت مین ان باتونکا کیا ذکر۔ تیرہ ۱۳ سو برس سے یہہ قصے جہگڑے ہوتے
چلے آتے ہین اب نئی بات کیا نکلے گی جس سے کچہہ فائدہ ہو بجز اینکہ بغض وعداوت
روز بروز ترقی کرے پس جسکی جانب سے اس نفاق ومخالفت وعداوت وبغض کی
ابتدا ہوتی ہے اوسی پر قومی نااتفاقی کا خون ہوگا جواب دینیوالے گویم مشکل وگر
نگویم مشکل مجبور ہین۔ فقط

وَاللّٰہُ یَھْدِی مَن یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ

ہم تہ دل سے جناب میر سید حسین صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کسل اگرہ متوطن
قصبہ بہیر سر و میرزا انثار حسین صاحب مالک ومہتمم مطبع دبدبۂ حیدری اگرہ کے شکر گذار ہین
جنہون نے بکمال عنایت دلی ولطف قلبی اس رسالہ کی نقل وطبع کا اہتمام
اپنے ذمّہ قبول فرمایا ہمنے حق تالیف وتصنیف رسالہ ہذا جناب مرزا انثار حسین صاحب
مالک ومہتمم مطبع دبدبۂ حیدری آگرہ کو برضا ورغبت خود معاف کیا اونکو طبع وفروخت رسالہ
ہذا کا اختیار کلی ہے والسلام۔

اعلان

چونکہ بالفعل جوہر علی نامی متوطن مچھلی شہر اضلاع پورب نے ایک رسالہ موسوم اسرار اللہ تصنیف کیا ہے اوسمین علاوہ اسکے کہ شیعونکو بہی کچہہ جہان تک زبان نے یاری دی ہے کہہ ڈالا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کی شان مین ایسے کلمات توہین و ہجین ناملایم وناسزا خلاف عقاید اہل سنت استعمال کئے ہین جنکے لکہنے و نقل کرنے سے روح کانپتی ہے اچہا خاصا پہکڑ ٹہٹہ جو بجز بازاری آدمیون کے اور کوئی مہذب آدمی کی زبان سے نہین نکل سکتے ہمنے اکثر فقرات کو ترک کیا ہے اور اس رسالہ مین نہین نقل کیا جسے ضرورت ہو دیکہہ لے ۔

ہمنے کتب اہل سنت کے حوالے سے کل جواب دئے ہین کوئی حدیث کوئی روایت کوئی قول اپنے یہان کے کتاب کی نقل نہین کی نہ اونکا حوالہ دیا ہے اہل سنت نے جن اصحاب کی نسبت جو لکہا ہے وہ البتہ بیان کئے ہین اور کتابونکا حوالہ دیا ہے پس اگر اہل سنت کو تحقیق منظور رہے بشرطیکہ ناراض نہون اور بمصداق الحق مُرٌّ حق باتون سے گریز نہو تو ملاحظہ فرمائین اور اگر اصحاب کی برائیان مندرجہ کتب خود نہ دیکہہ سکین اور خواہ نخواہ رنج کرین تو اس رسالہ کو نہ دیکہین کیونکہ ہمکو صرف اپنے بہائیون کم فہم و کم علم کے لئے زیادہ تر ضرورت جواب کی ہوئی ہے کہ مبادا جوہر کی تحریر دیکہہ کر دہوکے مین نہ آجاوین اور وساوس شیطانی سے محفوظ رہین اور اپنے یہان کے علما و صلحا ارباب دانش و بینش صاحبان علم و فضل سے التماس ہے کہ مین ایک کم بضاعت کم علم سراپا ہیچ آدمی ہون مجہے مناظرہ کے میدان مین قدم رکہنا زیبا نہ تہا مگر جوہر کج فہم کے سوالونکے جواب دینے پر بسبب سنّیونکے ضرور جرات کی کیونکہ اونکی بیہودہ سرائی قابل توجہ اہل علم نہین ہے اور اشتہار دینین یہہ مضمون

ملقب بخان بہادر ۵ دسمبر ۱۸۹۳ء بمقام ماچہ تمام شد

غلط نامہ نجم الہدیٰ ردا سرالہدیٰ

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۰	بالطبع	یا لطبع	۶۶	۱۴	خلافت جمہو	خلاف جمہور	۱۳۰	۱۰	وہ اپنی حرف	وہ حرف اپنی
۸	۱۹	غور سے سنین	غور سے نہین	۶۸	۹	منصب	متعصب	۱۳۶	۹	شیعہ	شیعو
۱۱	۴	قیامت ہے	نہ قیامت ہے	۶۵	۱۰	کہلا یا بہجا	کہلا بہیجا	۱۳۹	۱	حضرت موسے	حضرت ابراہیم
۱۲	۱	کیا چاہتی ہے	کیا چاہتی تہی	۷۱	۱	اسلام کا	اسلام کی	″	۱۲	حکومت رہی	حکومت ملین رہی
″	۱۵	نص خلاف	نص خلافت	۷۳	۷	اترا	فرمایا	۱۵۲	۱۸	موت	مجتونہ
۱۴	۱۵	کوی کہنے	کوی کہنے والا	۷۳	۱۷	مردانیہ ہی	مردانیہ ہی ہی	۱۵۵	۱۰	حنین کا فرار	احد کا فرار
″	۱۸	کہ مین کسی	کہ مین کسی کو	۷۸	۱۸	عدوی خدا ورسول کا بیٹا	عدو ی خدا ورسول کا بیٹا	۱۵۹	۶	کو کی	کوئی
۱۵	″	وحی کا	وحی	۷۸	۱۶	نبوت کے	بیعت کے	۱۶۱	۱۶	تم اپنی اپنی	تم اپنی
۱۷	۷	ہونے والی ہین	ہونے والی ہے	۸۱	۹	اس	ان	۱۶۲	۶	اپنی مشرب	اپنی ہم مشرب
۲۱	۵	علیین	اعلی علیین	۸۲	۶	یہہ دیا تہا	یہہ دیا ہے	۱۶۷	۶	عرضا کی	عرض کے
۲۵	۱۸	موجود تہی	موجود نہ تہی	۸۸	۸	ان امت کے	ان کے امت گے	۱۶۸	۱	تصوین	تصویرین
۲۶	۱	پڑہین	پڑہا یئن	۹۴	۱۱	آپ نے	آپ	۱۷۸	۱۲	مہاجرین خالد	موفقین خالد
۳۲	۱۲	خلیفہ رسول	خلیفہ رسول ہے	۱۰۶	۱۰	جس سے	جیسے	″	۱۴	بلند نشینی	بلند نسبی
۵۱	۱۸	دعوی اسلام ہے	دعوی اسلام کا تہی	۱۰۷	۱	ستائیس ۲۷	بہتر ۷۲	۱۷۸	۱۸	السیع بیچ	اتوکہ بیچ
۵۳	۶	انفسکم نسائکم	انفسنا ابنانا نسائنا	۱۱۳	۱۰	خوش تا شی	خوش تا شی	۱۸۱	۱۱	دسردار	دسپار
″	۴	مشرکون انی	مشرکون سے	۱۱۶	۱۱	قربتا الی اللہ	قربۃ الی اللہ	۱۸۴	۲	من اللہ ہی	من اللہ کی
″	۹	انفسکم	انفسنا	۱۱۷	۱	ابولولو وار	ابولولو کا وار	۱۸۸	۱	دیکہو بنی سقیفہ	دیکہو سقیفہ
۵۵	۱۵	آیہ کریمہ کی او ہماق	آیہ کریمہ کی صاف	۱۱۸	۱۷	ختم المرسلین جلائے	ختم المرسلین ہنین جانتے	۱۹۵	۵	پر کہا	پہر کہا
۵۸	۲	اللہ نگاہ رکہیں	اللہ نگاہ رکہیگا	۱۲۵	۶	پوچہا	پوچہو	″	۱۲	توات	تورات
۶۲	۹	کہینگے	ہم کہینگے	۱۲۵	۱۰	اس کی نسبت	اس امام کی نسبت	۱۹۶	۱۹	تقریہ	تقریر

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۰۵	۱۰	تفرط	تفریط	۲۱۳	۱۹	خودارای	خودرائے	۲۶۵	۱۸	امام حسین	امام حسن
۲۰۹	۴	طالب جواب	طالب سوال	۲۲۵	۱۷	شیخ شہابا	شیخ شہاب الدین	۰	۰	۰	۰
۲۱۲	۱	ین ولد	ین ولید	۲۲۵	۱۸		آیہ مباہلہ	۰	۰	۰	۰
۲۱۳	۵	بیع الاولاد	بیع اولاد	۲۴۳	۱۷	حکم	علم	۰	۰	۰	۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس بی انتہا و قیاس خداوند ازلی و ابدی کی لائق ہے جسنی تارک رفعت علم و فضل کو افسر عقل سے سربلند فرمایا اور قامت قابلیت علمائے اعلام اور فضلائے فخام کو تشریف ایالت فہم و ادراک سے ارجمند کیا اور اونکی قلم مشکین رقم کو حسام و ذوالفقار کا مرتبہ بخشا اور اونکی تقریر مین صوارم و طعن الرماح کا اثر دیا، اوس جبار و قہار کا حلم بہی اوسیکی مرتبہ کے لائق ہے کہ شیطان رجیم کو اوس حلیم نے ایسی مہلت دی ہے کہ وہ بوجہ قرب ایام مسرت التیام ظہور حضرت صاحب الامر علیہ السلام اپنی بازیگری کا بسرعت تمام اہتمام کرتا رہتا ہے اور اوسکی توابع جو جو نظر بندی اور جعلسازی کرتے ہین اونکی افعال بد کی انتقام مین درنگ و تاخیر فرماتا ہے جل جلالہ و عظم سلطانہ، ہر آن بندۂ سرکش و بی ادب کہ باشد از و مستحق غضب، کند ریسمانش دراز القدر، کہ باشد ازان بستگی بی خبر، شود آن دم آگہ ز بند نہان، کہ بر تن رگ و پی شود ریسمان، چنانچہ درازی ریسمان سے ناسازکاران، بیخبری اور بیخبری نازان ہوکر جو چاہتی ہین کرگذرتی اور لکھہ مرتی ہین اور مواعید حق تعالی پر نظر کرتے نہ ڈرتے چنانچہ بعض جہلاء بی ہنر جو خود اپنے دین و ملت سے بیخبر ہین جنکو نہ کتاب اور کباب مین تمیز ہے نہ علم و علم مین فرق دوسرے مذہب سے بحث کرنیکو کسی کے آتش یاقی کو کباب اور سے سمجھکر کہا لی لیتی ہین اور اس سے بعض مست والے بہی متوالے بنتی ہین اور مست ہوکر عالم بیہوشی مین اپنے پیر و مرشد کی کہے اور بکے کو الی تنک بکتی ہین چنانچہ ان ایام ناہنجام مین ایک صاحب نے بجائے دکہلانے اپنی جوہر طبع کی جوہر عقلی اپنی کو کہکر اپنی پیر طریقت کے ملفوظات کو لکہنا شروع کردیا اتنا بہی نہ سمجہہ لیا کہ اونکی پیران پیر افضل حضرت شاہ عبدالعزیز باب ہفتم تحفہ اثنا عشری مین بذیل عقیدۂ اول بلاف و گزاف صاف لکھہ چکے ہین، اہل سنت گویند کہ بر ذمہ مکلفین واجب است کہ شخصی را از میان خود رئیس گردانند و بنا ع لہ ہر انچہ موافق

شرع امت لازم گیرند،، واتا لیقی حق تعالی کے اپنے من مانی دلایل اور براہین سے یہہ فرما کر،، نصب
امام از جانب خدا متضمن مفاسد بسیار است زیرا کہ آرائے عالمیان مختلف و خواہش نفوس ایشان
متفاوت پس در تعین شخصے بلکہ اشخاصی چند برائے تمام عالم و بر جمیع ازمنہ لقائے دنیا موجب برانگیختن
فتنہا و کثرت ہرج و مرج و منجر بتعطل امر امامت و غلبہ متغلبین و خمول لقیہ آن اشخاص بلکہ در معرض ہلاکت
انداختن ایشان و ہمیشہ خائف و مختفی بودن آن اشخاص است،، بدا کہتی ہین اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کو بہی زیر تمہید کلام و تقریر مرام یہہ لکہکر کہ در مشکواۃ روایت از حذیفہ است گفت یا رسول الہ
کاش خلیفہ مقرر کنی پس فرمود اگر خلیفہ مقرر کنم بر شما پس نافرمانی او کنید و معذب شوید،، تعیین و تقرر خلیفہ سے
بری فرماتی ہین بمقابلہ اونکے جو باعلان کہتی ہین سہ بحمد الہ دلے دارم کہ در او بغیر از آل پیغمبر وفا نیست نلے سر و پا
حد نثین لکہہ کر اونکی معنی سے بہی نہین بلکہ اپنی یا اپنے سے نافہم لوگون کی تاویلون کے حوالہ سے اون
خلفا کی خلافت جنکی اتباع سے نہ ثواب نہ جنکی غیر متابعت سے بقول اہل سنت عذاب ہے منجانب خدا ثابت
کرنا چاہا ہے اور جو جی مین آیا اوسیکی متعلق اناب شناب لکہہ کر النجم الہدی سے بدنام کیا الحمد للہ کہ شمع افروز
دودمان بزرگوارے و مہر خشان اسمان عالی تبارے و دیوان دیباچہ فصاحت و فہرست کتب خانہ علم و بلاغت
ضابطہ دان روزنامچہ صدق و صفا و سرخط نویس دبستان خلت و ولا و ثمرہ شجرہ حدیقہ سیادت و نجابت و شگوفہ
دوحہ شرافت جلوہ فرمائی مقصورات لطائف معانی و برقع کشائی مستورات قنات دقایق بیانی سنان حدید اللسان
معرکہ معنی شکافی سیف تاسع ابدان معتقدان خاندان اسکافی خان بہادر سید نجم الدین حسین صاحب
جایسی انسپکٹر دہلی و ڈگیتی نے اوسکی بہی تلاشی لی اور دار و گیر فرما کر سارے ملمع کاری کہول دی اور
جو قلعی کی گئی تہی اونہین کی کتابون سے سراغ رسانی فرما کر اوڑادی اور جبر و نقصان اور فاضل باقی
پر اطلاع کافی دیدی غرضکہ اس مفصل کا مجمل بوجہ اجمل یہہ ہے کہ نجم الہدی نے پوری خبر لی اور حشو و اور
زیادتی کی کوئی کسر تحویل اسلم الہدی مین باقی نچہوڑی فجزاہ اللہ عنا و عن اہل الایمان خیر الجزاء
بمحمد و الہ الطہر النجباء علیہم الاف التحیۃ و الثناء کتبہ السید غلام حیدر صانہ اللہ
عن البلاء یوم الثلثا السابع عشر من شہر شوال ختم بالاقبال سنہ ۱۳۱۱ ہجری

بسم الله الر حیم

الحمد لله الذی زین السماء بالانجم الزاهرات والصلوات التامات والتحیات الزاکیات علی
شمس فلک الرسالة محمد وعترته الاطهار الاقمار المضیئة للارض والسموات سیما علی ابن
عم الرسول، وزوج البتول، ووصیه وصفیه، واخیه وخلیفته، من ربه علی خلیقته علی ابن
ابی طالب قامع الکفار وفاتح الغزوات، واسنی الاثنیة علی شیعتهم المقتفین لآثارهم الملقبین
بلقب الخلیل النبی، بقوله تعالی وان من شیعته لابراهیم ثناء متصلا بدوام النهر واللیالات، و
بعد فقد رایت نبذًا من هذا الکتاب، المشحون بفصل الخطاب، الذی یذهب بابصار المنحرفین
عن العترة والکتاب، فوجدته بدرًا ساطعًا ونورًا لامعًا یخرج من استنار به من الظلمات الی النور،
ولکن من لم یجعل الله له نورًا فماله من نور فهو من قوم بور، والنجم اذا هوی انه لنجم الهدی یکشف تدلیسات
من اسرها فی نسخة اسرار الهدی التی هی کتسمیة الزنجی بالکافور، ویثقب قلوب اهل الشقاق کالشهاب الثاقب ویلقیهم
فی الردی صفته کوکب سماء الفضل والبراعة، نجم خضراء الشرف لا یحتاج مدائحه الی الصنعة والصناعة،
منطیق الذی نطقه احلی کاللآلی واجلی من الدرر، سلالة المصطفین ثالث النیرین السید نجم الدین حسین
خان بهادر ادام الله تائیده ما نبت نجم، واضاء نجم، ولازال موفقا للذب عن دین الله یقطع وتین اعدائه بالجرح والرجم، کتبه
اضعف عباد الله القوی السید علی حسین النقوی حسن الله الیه وافاض نعمه علیه یوم الاربعا الخامس والعشرین من شهر شوال سنه ۱۳۱۱ من هجرة
سید البشر صلوات الله علیه واله خیر اله

قطعه تاریخ طبع کتاب لاجواب ریخته کلک گهر سلک سید محمد حسن صاحب قمر متوطن اعی پور صانه الله عن الشرور

نسخه نجم الهدی در رد دافع الهدی | کرد تصنیف اهل دین وسید عالی جناب
مرات علم کلام ومصحف اسرار دین | مخزن تحقیق بحر معرفت فصل الخطاب
صاحب حق را سطورش جادهٔ خلد برین | وز پی اهل ضلالت صورت تیر شهاب
دافع اوهام باطل رافع اعلام حق | قاطع الزام بیجا هادی راه صواب
مصرعهٔ تاریخ طبعش ریخت از کلک قمر | نیر برج هدایت کهف دین مهر جواب

سنه ۱۳۱۱ هجری

تاریخ طبع از سید محسن حسین صاحب متخلص امروہوی + شد اینک خوار تر دینے که در زبد + بجاست زین حق دین ثلاثه + زکلک بیر نجم الدین حسن شد + قلزم عزه تمکین ثلاثه + سنی تاریخش انها قف بچو پرسید +
بگفتا برق آئین ثلاثه ۱۳۱۱